UNIVERSAL LIBRARY
OU_226356
UNIVERSAL LIBRARY

مَنْ یُّؤتَ الحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

بفضلہ و طفیل حبیبہ

نسخۂ

محبوب المقال فی منطق الاقبال و غیر شیہ

١٣٠٥ف

مصنفہٗ

کمترین انام ابو الخیر محمد عبد السلام عرشی

مطبع سکندری واقع گولی گوڑہ حیدرآباد دکن مین مطبوع ہوا

جملہ حقوق محفوظ ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محامد و نعوت تصوری ہون یا تصدیقی۔ بدیہی ہون یا نظری۔ کلی ہون یا جزئی۔ لفظی ہون یا معنوی۔ عملی ہون یا لسانی۔ ضروری ہون یا امکانی بالفعل ہون یا دوامی۔ عکسی ہون یا نقیضی۔ صوری ہون یا مادّی۔ اِنّی ہون یا لمّی۔ قیاسی ہون یا استقرائی۔ اقترانی ہون یا استثنائی۔ کلہم اجمعین خدا اور اُس کے رسول کی طرف راجع ہین کیونکہ ذات مستجمع جمیع صفات کمال صانع کل ہے۔ جو صانع کل ہے مرجع جمیع محامد ہے۔ پس ذات مستجمع جمیع صفات کمال مرجع جمیع محامد ہے جَلَّ جَلَالُہٗ اور کیونکہ مظہر ذات مستجمع جمیع صفات کمال مصدر کل صناعات ہے۔ جو مصدر کل صناعات ہے مرجع جمیع نعوت ہے۔ پس مظہر ذات مستجمع جمیع صفات کمال مرجع جمیع نعوت ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاٰلِہِمْ وَاَصْحَابِہٖ وَاَصْحَابِہِمْ وَاُمَّتِہٖ وَاُمَّتِہِمْ اَجْمَعِیْن

اور جب مین نے اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ
پر غور کیا یہہ کہنا بھی مجھہ پر فرض ہوگیا کہ وہ تمام دعائین اور شکرگزاریان جو
جوش مسرت مین سرکار عالی کے شفا خانون مین صحت پانیوالے بیمارون
اور عدالت مین ڈگری لینے والے مستغیثون مظلومون مدارس مین علم حاصل کرنیوالے
شاگردون تلمیذون جدا جدا علاقون سے تنخواہ و جاگیر پانے والے
ملازمون منصب دارون جاگیردارون جزوی محصول اداکرکے بہت
پیداوار اُٹھانیوالے مزارعون اور بے کچھ ٹکس اداکئے نفع کمانیوالے تاجرون
ڈاک خانون سے دوستون عزیزون کی خیریت عافیت کومعلوم کرنیوالے
رشتہ دارون ۔ جیل خانون سے صنعت و حرفت کی بے مزد تعلیم پاکر
رہا ہونیوالے قیدیون مسجدون مین نماز پڑہنے والے مصلیون سراؤن
مین تہکے ماندے منزل چلے ہوے آرام لینے والے مسافرون ۔ کورٹ
آف وارڈس مین پرورش پانیوالے یتیمون تفریح گاہون مین کھلے بندون
سیر کرنیوالے خوش باشون کشادہ پختہ صاف ستہری ٹہنڈی سڑکون
پر دن رات سونا چاندی اُچھالتے پہرنیوالے راہ چلتون ۔ بے کچھ گرہ سے
دئے ان مصفا نلون سے فلٹر کیا ہوا مقطر پانی پینے والے پیاسون علی ہذا القیاس

اور ہزاروں لاکھوں ہر مذہب وملت کے آزادیوں سے بسر کرنیوالے انسانون کے صمیم دل سے اُنکے اُن خوش ہونیوالے وقتون حالتون مین نکلا کرتی ہین سب کے سب حضور نظام ظل اللہ میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ لازالت شموس دولتہ طالعۃ اور مدار المہام ہز اکسلنسی فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا بہادر کے سی آئی ای ادام اللہ اقبالہ واجلالہ کی طرف عاید ہین کیونکہ شاہ دکن ضامن انام ہے جو ضامن انام ہے وہ مورد محمدت وسپاس ہے۔ پس شاہ دکن مورد محمدت وسپاس ہے اور کیونکہ مدار المہام مصدر امن عام ہین۔ جو مصدر امن عام ہے مورد شکر ومنقبت ہے۔ پس مدار المہام مورد شکر ومنقبت ہین۔ **اما بعد** کمترین انام ابو الخیر محمد عبد السلام عرشی ابن مولوی حکیم جمال الدین احمد مرحوم نوّر اللہ مرقدہٗ بنور المغفرۃ والرضوان وادخلہٗ بحبوحۃ الجنان ناظرین باتمکین کی خدمات عالیات مین گزارش کرتا ہے کہ اردو مسلمانی زبان ہے۔ اوسکو اسلامی دنیا نے ایجاد کیا اور چھ کروڑ ہندوستانی مسلمانون نے اوسکو کچھ اسطرح دانتون پکڑ رکھا جو قابل ہزاران ہزار آفرین وتحسین ہے اسکی سی ایجادی شرافت وبزرگواری نہ عربی کو ہے نہ فارسی کو نہ ترکی کو

نہ پشتو کو۔ ان سبکے اسلامی اور خاص خاص بزرگیون سے مخصوص ہونمین کلام ہنین مگر اردو اور ہی چیز ہے۔ مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْكُوفَةِ بَنَاهَا الْمُسْلِمُونَ اَوْ كَمَنْطِقٍ اَتْقَنَهَا وَاَحْكَمَهَا الْاِسْلَامِيُّونَ باایں عجائب اتفاقات سے ہی کہ یہہ بے زبان بطن مادر سے زیب دہ آغوش دایہ نہ ہوی تھی کہ بے پدر و مادر ہوگئی سلطنتین اُجڑ گئین تاجورون کے تخت و تاج تاراج کئے گئے یہہ بیکس دامان مادر سے چھوٹ کر روگ بہرا دودہ پلانے والی دایہ کے گود پڑگئی شاعرون فسانہ نگارون نے اپنے طور پر پرورش کی اپنا سا اُٹھان اٹھایا اوسکے طرز ادای مطلب کو بھی شاعرانہ بنادیا۔ یہانتک کہ اب ہم علمی تقریرین کرنا چاہتے ہین تو وہ الفاظ ہی نہین پاتے جس مین گفتگو کرین ناچار زبان غیر کے الفاظ مصطلحہ کے محتاج ہوتے ہین اور سننے والے غیر زبان کے الفاظ ہونے سے اصل مطلب کو نہین سمجھتے [1]

[1] اس مقام پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ ایسا کہنا اوس وقت روا ہوتا جب تم اپنی کتاب مین اردو الفاظ کے اصطلاحات ٹہراتے بخلاف اسکے جب تم نے عربی ہی الفاظ کا استعمال کیا ہے تو زبان غیر کے الفاظ مصطلحہ کو نہ سمجھنے والے اردو کے علمی ہوجانے پر بھی اوسی ناقہمی مین رہینگے۔ اس کا یہہ جواب ہے کہ جب علوم اردو مین منضبط اور اونکی اشاعت ہوگی تو لامحالہ الفاظ مصطلحۂ زبان غیر کا استعمال بکثرت ہوکر اون اصطلاحی لفظون کا مفہوم بھی اوسیطرح جلد تر سمجھہ مین آیا کریگا جیسے اردو الفاظ کا آتا ہے۔ اسوقت الفاظ زبان غیر بھی اردو ہی کے سمجھے جائینگے۔ اور تحریر و تقریر کے وقت وہ دقت باقی نہ رہیگی جس کا ہم نے ذکر کیا۔ ۱۲ منہ

تقریر۔ تحریر۔ تدریس۔ تصنیف۔ جو زبانون کے ارکان و عناصر ہین اوس مین سے تقریر کو ہند کے مسلمانون نے جاری رکہا۔ اور مابقی تینون متروک ہوگئے۔ تحریر فارسی مین تدریس و تصنیف عربی مین ہوتی رہی۔ پھر انگریزی مین ہونے لگی۔[۱] مگر چند روز سے سلطان دکن نے جو امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین اہل ہند ہین اوسکی ولایت کو منظور فرما کر رکن دوم یعنی تحریر کو بھی اردو کردیا۔ دفتری زبان بھی اردو ٹھہرائی۔ رہی تدریس و تصنیف یہہ خاص علما کا کام ہے۔ البتہ سرپرستی کی ضرورت ہے وہ اوسوقت ہوگی

---

[۱] اسکی خاص وجہ یہہ ہے کہ جب کوئی زبان کسی وجہ سے کسی زبان سے مغلوب ہوتی ہے تدریس و تصنیف زبان غالب مین ہونے لگتی ہے جیسے اردو عربی سے اس سبب سے مغلوب ہوئی کہ اوس مین دین اسلام نازل ہوا اور ترجمہ نہو سکنے والی چند عبارتین عربی مین پائی گئین جیسے قرآن مجید و ادعیہ ماثورہ مخصوصہ) اور تصنیفات قابل تدریس و تحشی و تعلیق عربی مین بکثرت نظر آئے۔ عربی اداے مطالب علمیہ کی لایق ہوئی تو اردو رسالے مغلوب ہوکر تدریس و تصنیف کا کام عربی کے حوالہ کیا۔ بعد چندے انگریزی حاکم وقت کی زبان اور اوس مین بیان علوم بطرز جدید ہونے سے اردو مغلوب ہوگئی اور تدریس و تصنیف کو انگریزی کے محول کیا۔ بہر حال عربی و انگریزی دو ایسی غالب زبانین رہ گئی ہین جس کے میدانون مین شہسواران علم کے گھوڑے بہت دوڑا کرتے ہین اور ہمکو اسکا سخت رنج ہے رنج ہے کہ ہمین یہ نہ سمجہنا کہ ہمکو عربی و انگریزی پر رشک ہے لا واللہ بلکہ اس کا رنج ہے کہ اردو کے عوام اس گھوڑ دوڑ کے تماشے سے محروم ہین اور اسی لئے عامۂ اہل اسلام ہندوستان خیالات رکیکہ اور توہمات خبیثہ مین مبتلا ہین فال گنڈے تعویذ رسوم مذموم عقاید باطلہ وغیرہ وغیرہ سے (جو منطق کی رو سے سفسطہ یا مغالطہ ہین) ہزارون برائیون مین پہنسے پڑے ہین جسکی وجہ سے اونکی ترقی رک گئی بلکہ معکوس ہوگئی۔ فیا اسفیٰ علیٰ ذٰلک وا ویلا اگر علوم اردو مین ہوتے اور اوساط الناس اوسکو پڑہتے اور اماون کے فیض صحبت سے قوم کی عامی اپنے خیالات کی اصلاح کرتے تو مسلمانون کی یہ متبدل حالت نہوتی خداوند کریم حضور نظام اور نواب مدار المہام کو اسکی خبر لینے کی اور زیادہ توفیق دے تا ہندوستان کے آدمی آدمی بنین اور سلطان حال جو فخر سلاطین دکن ہین فخر قوم ہوکر اپنے احسان کا بار مسلمانون کی گردنون پر ہمیشہ کے لئے رکہیں ۱۲

جب کتب قابل درس بہم دست ہونگی - اس ساری تقریر کا ماحصل یہہ ہے
کہ علما اپنا کام شروع کرین اور کتابین تصنیف ہونے لگین اور ابتو اوسکی
ضرورت شدید ہوگئی ہے - اہل دکن سے لیاقتون کی ایک ناجایز حد ٹھہری جاتی
ہے کیونکہ اردو مین جسقدر تصنیفات ہین وہ اوسپر حاوی ہوکر اور زیادہ
نہین پاتے ہین تو قدر موجود کو تحصیل کی حد ٹھہراتے ہین حالانکہ قدر موجود زبان
اردو کوئی چیز نہین علوم بے انتہا ہین اور اوس مین سے بھی جسکے تعلیم کا رواج
ہے اوس قدر بھی اس سے بے علم زبان مین نہین تو مین نہین جانتا کہ اس سے زیادہ

سلہ کہین یہ نہ سمجھنا کہ ترجمون سے یہ مقصد حاصل ہوگا معاذ اللہ میری ایسی رائے نہین مین اس فیصلہ خوری کو کسی وقت جایز
نہین رکہتا کیونکہ مصنف جس اسلوب پر بیان کرتا ہے وہ خاص اوسی زبان مین پسندیدہ اور قریب الفہم ہوتا ہے جس زبان مین
اوس نے تصنیف کی بخلاف اسکے مترجم جس زبان مین ترجمہ کرتا ہے اوسکا اسلوب اوس سے ہرگز نہین ملتا اسوقت اگر وہ اصل تصنیف کے
ڈہرے پر چلیگا تو مطلب خبط ہو جائیگا - اگر اپنی زبان کا طریقہ اختیار کریگا تو اصل مطلب فوت ہوگا علاوہ اسکے مصنف مطالب کو
جس طرح سمجھتا ہے مترجم نہین سمجھتا اوسکو صرف لفظ کی جگہ لفظ بٹھانا آتا ہے اور وہی اوسکا کمال ہے خصوصا جس وقت الجھ جاتا ہے
جھنجھلا کر لفظون کو جوڑ کر اپنا فرض ادا کرکے آگے بڑھ جاتا ہے مگر مصنف ایسا نہین کرسکتا اوسکو ضرور ہوتا ہے کہ نفس مطلب کو اچھی
طرح سمجھے اور جس عبارت کو قریب الفہم جانے اوس مین ادا کرے یہہ مفہوم کا تابع ہے اور وہ لفظ کا نیز لفظ اسکے تابع ہین اور اوسکے متبوع
یہہ اپنے مضمون کو اپنی زبان مین ادا کرتا ہے اور وہ دوسرے کے مطلب کو اپنے منہہ سے بولتا ہے - یہ اپنے مطلب کو اپنی زبان مین
ادا کرنے والا جس خوبی سے ادا کریگا وہ دوسرا کرسکیگا معلوم نہین کہ ترجمہ کس ضرورت سے کیا جاتا ہے کیونکہ ہر مطلب اوس شخص کا
مال ہے جو اوسکو ایسا سمجھا ہو جو حق سمجھنے کا ہے اور فضل الہی سے جب کسی پر وہ کیفیت طاری ہو تو اوسکو چاہیے کہ اوس مطلب کو
اپنی زبان مین ادا کرے اور قایل و سامع مین توسط کو جا نہو کہ تا وسایط حجابات بنجاوین - گفتگو بے واسطہ فہم تقریر بواسطہ
ہیولاہی سے کہین زیادہ اثر کش ہے وجہ یہ ہے کہ مضمون کو جس طرح یہ سمجھا ہے اتنی نہین سمجھ سکتا اگر ممکن ہوتا کہ ہم خدا کا کلام اوسکی
زبان سے سن سکتے تو ہرگز رسول کے محتاج نہ ہوتے مگر مجبوری ہے اور جہان ایسی مجبوری نہ ہو بلکہ خاص مصنف کی زبان سے
سن سکتے ہون تو مترجم کی ضرورت کیا ہے کیا ضرور ہے کہ غیرون کی بولی بولین کیون نہین ایسا ہو کہ آپ ہی اپنے موتی
رولین دو زبانون مین ایسے کتنے لفظ ہین جو ہر ایکی دوسریکا ہمہ وجوہ ہمسا مین ہو جیسے ایک سیر کا باٹ دوسرے
سیر کے باٹ کا ازروی وزن عین ہے اور جب نہین تو پھر اس تکلیف سے کیا فایدہ ہے ١٢ منہ

بھی وہ کون ضروری کام ہوگا جو کیا جائے اور قوم و ملک کی بناہی اپنی آنکھون دیکھی جاسے متمول ممسک سے عالم بے تلمیذ و تصنیف کہین زیادہ بخیل و مورد ملامت ہے ان دونون کے حال مین بڑا فرق ہے امساک مال سے مال محفوظ رہتا ہے اور امساک علم سے علم جاتا رہتا ہے۔ اس کے اسراف سے اُس مین کمی ہوتی ہے اور اس کے اسراف سے اس مین زیادتی افسوس ہو اُن لوگون پر جو معلومات سے قوم کو محروم کرتے ہین اور اپنے علم کی کمی کے خود ہی باعث بننے اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن پر کلہاڑی مارتے ہین اور مواخذہ دار آخرت سے نہین ڈرتے [۱] اگرچہ مین عالم نہین بلکہ علما کی خاک پا کا شرف بھی مجھے میسر نہین مگر یہی ایک خیال

---

[۱] کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی کلام جنہین علوم اُخروی سے بے بہرہ رہنے ہی کے لئے بنائے گئے ہین یا اوس علیم خبیر سمیع بصیر کا یہ قول درست ہے کہ جنکی زبان ہندی ہوئی اوس کی قوت ناطقہ معطل الوجود ہو جائین وہ فرماتا ہے لا یغیر اللہ ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اور ہندوستانی مسلمانون نے بے علمی سے اپنی حالت متغیر کر دی اور اقبال ادبار سے مبدل ہوا جب تک وہ عربی بولتے تھے علوم اُن مین تھے اور اُن کے نفسون مین علمی حالت قائم تھی اور جب سے اُنہون نے اپنی زبان بدل دی علوم اُن کے غیر ہو گئے اور حالت اصلیہ متغیر ہو گئی۔ اور اس تغیر کے یہی باعث ہوئے۔ زبان کے بدلنے مین برائی نہ تھی مگر حالت کے بدلنے مین خرابی پیدا ہوئی اگر اپنی زبان متبدلہ مین علوم کی تبدیل بھی کرتے تو عذاب تغیر حالت سے محفوظ رہتے مگر اب بھی سویرا ہے اگر اس وقت بھی توجہ کیجائیگی اور علوم عربیہ کو اپنی زبان مین کرین گے اور اپنی طور پر اسکو ترقی دیکر اس کے مالک بنجائین گے تو اُن کی اگلی حالت عود کر آئیگی ورنہ کوئی یاس ہے لکھ رکھیے اب نہین سو برس بعد ہی ہندوستانی مسلمان مساکین روئے زمین کے پاس منحوس ٹھہر کے صبح سویرے ان کی صورت دیکھنا نام لینا دن بھر کے فاقہ کا باعث سمجھا جائیگا اُن کی ذات مین ان بد شگونون کا صفحہ ہستی سے مٹا دینا امر مستحسن مانا جائیگا۔ اور مین نہایت بے چینی سے اُس نتیجہ کا منتظر ہون جو طفل اردو کے عالم ہونے یعنے اردو زبان کے علمی بننے کے بعد ہونے والا ہے کیونکہ وہ ایک ایسا تغیر ہوگا جو کھوئی ہوئی نعمتون کو پھر حاصل کریگا۔ اور وعدۂ الٰہی کا مظہر بنے گا۔ ۱۲ منہ

تھا جو کسی حال چین سے لینے اور بے موقع انکسار کے جھوٹے حیلوں مین پڑنے دیتا تھا۔ چنانچہ اسی چھوٹے منہ سے عرصہ تک بڑی بڑی باتین کرتا رہا مدتون علمی رسالون متفرق مضمونون کو مختلف پیرایون مین جو ہندوستانیون کے مذاق کے روسے دلچسپ پیرائے کہنا چاہیے لکھتا رہا۔ البتہ منطق وحکمت وکلام[1] واصول فقہ وحدیث وتصوف مین کسی مستقل کتاب کے لکھنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اب دیکھتا ہون تو اوسکی ضرورت شدید ہوگئی ہے۔ اردو اپنے علمی بننے کی خواہشمند ہے اور علوم زبانون اور زباندانون سے سند حاصل کرنیکے مستدعی ہین[2]۔ ادہر طلبا اور سکنائے ملک کلہم اجمعین منطق وحکمت وکلام کے مشتاق بہ اشد الاشتیاق ہین۔ ادہر

---

[1] حیدرآباد کو علم کلام کی جسقدر احتیاج ہے خود ظاہر ہے انگریزی ناجایز آزادیون کے طفیل مین اخباری دنیا کی سیر کرنے والے کم عمر لڑکے تک الہیات مین بحث کرنے لگے ہین اور ان کو ہر امر مین بے جانے بوجھے زبان کہولنے مین ذرا تامل نہین ہوتا خدا کے انکار نبی کے تذلیل تک سے نہین ڈرتے اور بہ حیثیت مجموعی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سب کا اصل الاصول اُن کی جہالت و نادانی ہے اس لئے ضرور ہے کہ عقاید اسلام بطرز علم کلام فلسفی استدلالون کے ساتھہ زبان اردو مین جمع کئے جائین اور ان نوجوانون کو بے دینی سے بچایا جائے۔ مگر اس سے پہلے منطق کی وساطت سے اُن کی عقلون کی اصلاح ہو جائے تا منطقی طور پر استدلال کرکے ہر بحث کو بغیر بہت جھگڑنے کے طے کر لینے کا مادہ پیدا ہو (کیونکہ یہ تحریکات قوم کے بموجب منطق علم کلام [illegible] منطق کے رسالہ [illegible] لکھا اور خدا سے امید رکہتا ہون کہ علوم حکمت وکلام وغیرہم مین بہی میری مدد کریگا۔ وہو المستعان جل شانہ ۱۲ منہ

[2] یعنی اردو کہتی ہے مین زبانون مین ذلیل نہین ہون کیا کمی بات ہین اور علوم کا یہہ بیان ہے کہ ہم نے عربی دانون انگریزی خوانون وغیرہم سے سند حاصل کی تو کیا ہوا۔ اردو بیچاری نے تو کوئی سابجیکٹ نہین دی اور کل بنی آدم کے تسلیم وقبول کا شرف حاصل نہ ہوا اگرچہ یہہ دونون تمہاری قوت ہین جسکے ذریعہ اپنی مرادون مضمون کو منہ سے دلون مین نہین ڈالتے کیونکہ وہ تمہاری طرح کوئی عربی انگریزی ترکی فارسی پشتو اردو نہین بولتے مگر اُن کی زبان حال کا ہر ہر رونگٹا یہی کہتا ہے۔ اور وہ تمہارے دامنون کو پکڑ کر گڑگڑا رہے ہین اور ڈراتے بھی جاتے ہین کہ ہم خدا کے دربار مین اسکی نالش کرینگے۔ جبار ذی البطش الشدید

وہ تمام حکام ملک نظام جن کے ہاتون تعلیم ملک دکن کی لگام ہے اسکے ضرورتون کے قایل ہین مسٹر ہاڈسن پرنسپل صیغۂ تعلیم مدرسۂ عالیہ عالیجناب نواب مخبر الملک بہادر معین المہام اور عالیجناب ہز اکسلنسی نواب مدار المہام بہادر وغیرہم اپنی اپنی اسپیچون مین دینیات اور علوم قدیمہ کی شدت احتیاج کو تسلیم کرتے ہین خود حضرت ظل سبحانی یون دُر افشانی فرماتے ہین کہ علم بے پابندی مذہب آئینہ حلب بے صیقل ہے اور جو شخص اپنے خدا کا نیک بندہ نہ بنے اپنے باپ کا مطیع بیٹا۔ اپنے استاد کا رشید شاگرد اپنے آقا کا نمک حلال نوکر کیونکر بن سکتا ہے اور مین بہت خوش ہون کہ اس رپورٹ مین بھی مذہبی تعلیم کی فروگزاشت نہین کی گئی۔ اور مجھکو یقین ہے کہ میری اس نصیحت کو حاضرین جلسہ آویزۂ گوش جان کرینگے اور مدار المہام سرکار عالی اور وزیر تعلیمات اس امر خیر کی تائید مین کسی کمک اور اعانت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) کے پاس اوسکی فریاد لیجا ئینگے کہ بار الہا تو نے ان صحابہ قابلیات مین یہ قابلیت دی تھی کہ ہر قبول کو ذی قابل تک پہنچا مین مگر انہون نے نہ پہنچایا۔ اردو مین علوم کے سمانے اور علوم کے اردو مین آنے کی قابلیت تھی مگر انہون نے نہ آنے دیا۔ اور تیرے اس سب سے بڑے فرض کے تارک ہو اب تو ہی انصاف کر اور انکو انکی سزا دے تو نہ معلوم اوس عادل خدا کو انصاف کے دن کیا جواب دینگے۔ اور اپنے مدعیون کو کیا کہہ کے راضی کرینگے۔ فَاحْذَرُوْا اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَ حَیُّوْا لِلْاِقْتِضَا بِجَنْبِ الْمُقْتَضِیْ وَ اللّٰهُ یُوَفِّقُکُمْ وَ هُوَ خَیْرُ الْمُوَفِّقِیْنَ۔

سے حتی الوسع دریغ نہ کرینگے۔ مین نے جو وقتاً فوقتاً
نواب مدار المہام پر احکام صادر کئے ہین اونکا منشا بھی یہہ ہے
کہ تدریس مذہبی کے ساتھہ تہذیب اخلاق اور تعلیم جسمی فروگزاشت
نہ کی جائے یقین ہے کہ نواب مدار المہام جلد تر ہر سہ امور اور دیگر
ضروریات ملکی کو پیش نظر رکھہ کر ایک مفصل سکیم پیش کرینگے
اس کے علاوہ علی العموم رغبتین اسطرف پائی گئین اور جسوقت
صغری کبری۔ اور مبادی الحکمت اونکے روبرو پیش کی گئی سبھون نے
ان کتابون مین اونہین اسباب محرومی کا مجتمع ہونا بتایا جو عربی کتابون
مین ہے۔ کیونکہ عربی کتابین نہ صرف غیر زبان ہونیسے ہندوستانیون
کے حق مین غیر مفید ہین بلکہ دقت بیان بھی اوس کے ساتھ ہے
ہرچند یہہ عذر غیر معقول اور دفع الوقتی پر محمول ہوسکتا تھا۔ مگر مجھے
تصنیف جدید کے غیر ضروری ہونے پر کوئی دلیل قایم نہ کی گئی
مجبور ہوکر اہل ہندو دکن کے دماغی قوتون کا اندازہ کرنے مین
اپنے دل و دماغ پر بہت زور ڈالا اور فضل الہی سے کامیاب ہوا۔
پھر مین نے اس تالیف کی جانب توجہ کی۔ اور طرز ادائے مطالب کو

مطبوع طبایع کس و ناکس بنانے مین مشقت بیحد و نہایت کرتا رہا بہت راتین صبح ہوگئین بہت روز شب تار سے مبدل ہوے - برسون ریاض کرتا رہا یہانتک کہ بتوفیق الٰہی ایک ایسا مجموعہ مرتب ہوا جو متن دانیون کے اعتبار سے مبتدیون منتہیون کے لئے کافی ہے اور منطقی پیچیدگیون کو رفع کرنے مین شان رفیع رکہتا ہے اس لئے شاہ و وزیر کے نام پر بمصداق ع ایک سکہ مین کہدا نام شہنشاہ و وزیر * اسکا فصلی تاریخی نام محبوب المقبال فی منطق الاقبال و عرشیہ المخاطب بہ منطق عثمانی رکھکر ۱۳۱۰ف بوسیلۂ عالیجناب نواب مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ جنکی علمی فیاضیون سے مزرعۂ علم پر آب حیات برس رہا ہے - اور حیدر آباد دوسرا قرطبہ بنگیا ہے اور دایرۃ المعارف علوم قدیمہ کے تن بیجان مین تازی روح پہونک رہا ہے اوس شاہ جمجاہ کے روبرو جس کے زبان فیض ترجمان سے یہہ الفاظ نکلے ہین اللہ جل شانہ نے انسان کو ایک خاص امانت ودیعت فرمائی ہے اور میرے نزدیک بڑا جزو اوس امانت کا حقوق عباد ہے کہ جسکی خیانت کسیطرح معاف نہین ہوسکتی - اس عرضداشت کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ حضور والا کی علمی قدر افزائیان

اور اردو زبان کی سرپرستیان امید سے سواہوین ماہانہ ہزارون کے
خرچ سے لوگ یوروپ بھیجے گئے۔ ہزارون مدرسے قایم ہوئے
اڈمنسٹریشن رپورٹ ۱۳۰۳ فصلی گواہی دیتا ہے کہ تمام برٹش انڈیا مین
مسلمانون کا علمی نصاب (۵ء۴) اور پنجاب مین جو کان علم اہل اسلام
ہے (۹ء۴۴۳) اور حیدرآباد مین (۴۴) فیصد ہے جس کا مثل و نظیر
نہین۔ حضور ہی نے اردو کو علمی زبان بنانے کا ارادہ فرمایا ہے
اور اوسکی ولایت قبول کی ہے۔ اس لئے فدوی بھی اس بضاعت
مزجاۃ کو پیش کرکے امیدوار ہے کہ اس رسالہ کو اپنے نام نامی سے
جو محبوب ترین اسما ہے معنون فرمائین۔ تو باقبال خداوندی اردو
کو علمی زبان بنانے والی کتابون مین یہہ پہلی ہوگی۔ اگر یہہ درخواست
مقبول ہوجاسے تو فدوی علوم فلسفہ و کلام و اصول فقہ و حدیث و
حکمت و تصوف و اخلاق مین بھی بافضال الٰہی و اقبال ظل اللّٰہی تصنیف
کرنے کا بیڑا اٹھائیگا[۵]۔ اور تاج قبولیت جہان پناہی سے سرافراز ہوکر

[۵] الحق یہہ سب جب ہو جب نوکری دم لینے دے۔ قادر مطلق جل مجدہ اپنی قدرت نمائیون اور فضل خاص سے دن بہر کے دماغ سوزی سے نجات بخشے تا تو عمل مطالعہ اور ترتیب کتب کی فرصت ملے اور اس جمع و تدوین تک زندگی رہے ورنہ یہہ مشتاق محققین جان لینے مین توقف نہ کریگی ۵ بس جگرش
چون جگر تسبیح شود چاک + یکدانہ اگر چرخ کشد در دسرما ۱۲۔

امثال و اقران میں سر افتخار کو بلند کریگا اور ظل سبحانی کی شاہانہ حق شناسیوں قدر افزائیوں کی ایک ایسی نظیر معدوم النظیر قایم ہوگی جو دنیا کے قیام تک قایم رہیگی ﷺ غرض نقشیت کرمایاد ما ذہ کہ ہستی را نمی بینم بقائے وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ - ناظرین باتمکین سے امید ہے کہ اسکو بنظر اصلاح ملاحظہ اور غلطیوں کی درستی کر کے اس عاجز پر بار احسان رکھینگے معلمین کو چاہئے کہ اس کتاب کو دو مرتبہ پڑھائیں - پہلی دفعہ صرف متن اور دوسری مرتبہ منہیہ کیونکہ علوم میں درسی کتابیں بہت ہوا کرتی ہیں - اور ہر ایک کا ایک درجہ ہوتا ہے پہلی کتاب میں نفس مسایل ہوتے ہیں دوسری میں تحقیقات زیادہ کئے جاتے ہیں - اور اس وجہ سے کہ اردو میں متعدد کتابیں نہیں - میں نے اس کتاب میں دونوں درجوں کی رعایت رکھی ہے - نفس متن میں ایک درجہ کی منہیہ میں دوسرے درجہ کی پس جب تک تمام متن ایک مرتبہ نہ پڑھ لیا جاے ہر مقام کا حاشیہ سمجھ میں نہ آئیگا - کیونکہ حاشیہ میں بہت سی مابعد معلوم ہونے والی باتیں مناسب مقام ہونے سے پہلے ہی مذکور

ہین - اور جو شخص متن و منہیون کو پڑہ لے وہ نہ صرف یہہ سمجہے کہ مین نے
شرح تہذیب و قطبی پڑہ لی بلکہ یقین کرلے کہ شرح مطالع و رسُلم کے شروح
پر بہی حاوی ہوگیا کیونکہ مین نے اس کتاب مین فن میزان کے کل مطالب
کو طبایع اہل ہند کے موافق بناکر مناسب مقامات پر درج کردیا ہے اور لفظی
طوالتون سے باز رہا تا حجم کتاب نہ بڑہے اور ملال متعلمین کا باعث نہو - بہرحال یہہ ایک
ایسا مجموعہ ہی جسکو مین نے امکان تک ابرادات سے بچایا ہی - والعصمت من اللہ
شرم ہے پیدا کرنے کی اوسکے ہاتھ جسنے مجہہ کو بے ہنر پیدا کیا

مقدمہ

علم و مال دو چیزین ہین - اول کو ثانی پر شرف ہے
وہ مال روحانی ہی یہہ جسمانی - وہ ملکی ہے یہہ حیوانی - اور دونون اپنے
خاص خاص ذریعون سے حاصل ہوتے ہین - مگر اصول ایک ہے مال مال
سے ملتا ہے علم علم سے - اوسکا طریقہ تاجر جانتے ہین اس کا منطقی مقنن
قدرت حق جلّ مجدہ نے اسی کے نسبت فرمایا وَعَلَّمَ الاِنسَانَ مَالَم یَعلَم
اَی بِتَرتِیبِ المَعلُومِ عَلیٰ طَرِیقَۃِ المَنطِقِیَّۃِ سحر و کہانت بہی جو
ارزل علوم ہین غیرمنطقی طور دن پر حاصل کئے جائین تو منطق اوسکی برائی سے
ویسی ہی مبرا ہے جیسے تجارت سمیات و مسکرات کی برائی سے نفس

تجارت بری ہے - ان وجوہات سے منطق کو برا کہنا ایسا ہے جیسے علم حساب اس لئے برا ٹھہرایا جاسے کہ محاسب سود کا حساب کرنے پر قادر ہو سکتا ہے - اس بات کو قبل از شروع سمجھ لینا اور منطق سے محبت کو پیدا کرنا چاہئے - کیونکہ بعض علما کے قول پر تعلیم منطق واجب بلکہ فرض ہے - منطق ہی کے مدد سے ہم صانع مطلق کے وجود و وحدت پر استدلال اور نبوت وعقاید کا اثبات کرتے ہین - اسیکے طفیل مین سب علوم کی تصحیح و تنقید ہوی اور ہوتی رہیگی اسی کے استدلالی طریقون سے کل باتون کا ثبوت ہوا اور ہوتا رہیگا - باطل اس سے ردکش ہے کذب و دروغ اس سے کنارہ گزین ہے - علوم و ادیان کے حقیت و بطلان کی یہی ایک محک امتحان ہے جو ہمیشہ سے ہر قوم و ملت مین مستعمل ہوتی رہی اور مذاہب باطلہ اور اقوال غیر معقولہ اسیکی تیغ رد سے مردود ہوسے - منطق نہین اسلامی تلوار ہے سیف اللہ ہے جو اعدا اللہ کا خون کرنیکے لئے ہر وقت آمادہ ہے[ف]

ف منطق اور اسلام مین ایک ایسی مناسبت تامہ ہے جو صدق احد ہما علی الآخر کی مستلزم ہے - اسلام منطق کی تصحیح کرتا ہے اور منطق اسلام کی صحت وصداقت کی شہادت ادا کرتی ہے - چنانچہ اسی لئے مسلمان اس مین مشغول اشتغال طبعی رہے - اور مصروفیت تامہ کا جلوہ دکہایا بخلاف اسکے اہل مذاہب غیر اسلام اس سے مانوس نہوسے بلکہ اونہون نے ایکطرح کی علحدگی اختیار کی کیونکہ اون کے عقاید باطلہ مواد اقیسہ یقینیہ منطقیہ سے خارج اور وہم و خیال مغالطہ وسفسطہ سے مرکب ہوا کرتے ہین اس لئے منطق اون کے دردون کا علاج نہین کرتی بلکہ اور زیادہ بیمار کر دیتی ہے - بخلاف اہل اسلام

اگرچہ کوئی فرد بشر بھی اس سے خالی نہین[۵] مگر اس کے چند ایسے قواعد بھی ہین جسکو معلم اول ارسطو[۶] نے سکندر کی فرمایش سے ترتیب دی معلم ثانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) اکے جن کے حق مین قواعد منطقیہ قواعد حفظ صحت کے قایم مقام ہین الحمد للہ مسلمان صحیح و سالم ہین ۔ اور منطق اون کے صحت کی حافظ ہے فَطُوبیٰ لَنَا وَبُشْریٰ لِاَہْلِ مِلَّتِنَا ۔ ۱۲ منہ

[۵] جیسے صرف و نحو سے کوئی بھی بے بہرہ نہین کیونکہ علوم صرف و نحو و منطق ایسے علوم ہین جس سے کسی انسان کو چارہ نہین اور کچھہ ضرور نہین کہ عالم ہی ان علوم سے فائدہ اُٹھا دین بلکہ گنوار سا گنوار بھی اس سے بے نصیب نہین کوئی شخص گو وہ کیسا ہی ان پڑھ ہو گفتگو مین ماضی کے محل پر مضارع کا واحد کی جگہہ پر جمع کا استعمال نہین کرتا اسیطرح اپنے دعوی کو دلیل سے ثابت کرنا انسانی طبیعت کا مقتضی ہے کوئی شخص بہی اس استدلالی قوت سے خالی نہین تلی تک جو ان پڑھ ہوتا ہے اپنے دعوی کو دلیل سے ثابت کرتا ہے اور منطقی اشکال خود بخود بجا لاتے ہین گو اوسکو معلوم نہین کہ یہہ شکل اول ہے یا دوم اور نہین جانتا کہ دلیل انی ہے یا لمی ۔ یہان ایک شبہ ہوتا ہے کہ جب استدلال امر طبعی ہے تو پہر اس علم کی تحصیل سے کیا فائدہ ہے اس شبہہ کا یہہ جواب ہے کہ منطق کی غایۃ نہ صرف استدلال ہے ۔ بلکہ صحت استدلال بہی غایۃ قوی و اصلی ہے عام خلق ہر چند استدلال پر بالطبع قادر ہے مگر اوسکی صحت پر قادر نہین ۔ اور ایسی قدرت اوسوقت تک نہین پیدا ہوئی جب تک منطقی طور دن پر نہ کی جاے ۔ کج بحثی اوسیوقت تک ہوتی ہے جب تک منطق کا استعمال نہو اور جب اس کا مبارک قدم درمیان آیا کہ صداقت جلوہ گر ہوئی اور سچی بات معلوم ہوگئی ۔ کیونکہ منطق ایک ایسا آئینہ ہے جس مین ماہیتون حقیقتون کا چہرہ نظر آتا ہے ۔ اور اصلیت آفتاب کے طرح چمکنے لگتی ہے ۔ علوم آسمان فرض کئے جائین تو زمین والون کے حق مین منطق دن کو آفتاب و رات کو چاند کے مانند ہے ۔ یا یون سمجھو کہ اندھیری مین ایک کتاب جس مین تمام علوم ہین کہلی رکہی ہے ہر چند کہ پڑہنے والون کی آنکھین روشن و بینا ہین مگر شمع منطق نہونے سے وہ اوسکو پڑہ نہین سکتے ۔ گو صاحب عقل سلیم اس سے کسی قدر مستغنی ہے ۔ مگر وہ استغنا بہی ایسا ہے جیسے صاحب چراغ کو ہوتا ہے اور جس وقت آفتاب منطق طلوع کرتا ہے نور چراغ عقل سلیم مدہم پڑجاتا ہے پس منطق کی شان ہی اور ہے ۔ علوم منطق کے محتاج ہین ۔ اور منطق کسیکی دست نگر نہین ۔ البتہ منطق کا فائدہ اور علوم مین مستعمل ہونے کے بغیر کما حقہ مترتب نہین ہوتا ۔ ۱۲ منہ

[۶] ارسطو مشائیون کا پہلا حکیم اور افلاطون کے شاگردون مین سے تہا اور افلاطون کا استاد فیثاغورس

ابو نصر فارابی[۵] نے ترجمہ کیا بو علی سینا نے ایک علم حاوی فروع و اصول بنایا
علماے اسلام نے ہزارون کتابین تصنیف کین۔ متون۔ شروح۔ مینہیے
حاشیئے۔ تعلیقات بکثرت ہوے۔ سواد اعظم اُمت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیت
کے استدلال کا دارومدار اسی پر رہا۔ مسلمانون نے اس علم سے جسقدر دلچسپی
دکہائی کسی قوم کو یہہ مرتبہ نصیب نہوا۔ امور دارین اس کے طورون مین کچہہ
ایسے مسطور و منضبط و منحصر ہو گئے کہ اس کے بغیر بیتا ہل نہ سکتا تہا۔ یہانتک
کہ اوسکا جاننا بہی ضروریات دین سے ٹہر گیا۔ اگر صاحب دُرّ المختار وغیرہ نے
اوس کے نسبت کراہت کا خیال ظاہر فرمایا ہے تو اوس کے نسبت نہین
بلکہ چند اہل جدل و مکابرہ کے نسبت ہی جو منطق کے پیرایہ مین فلسفی الحاد
کو پہیلاتے تھے۔

الفاظ عقلی صورتون یعنے معنون کے مقابلہ مین بنائے گئے ہین۔ اور

بقیہ حاشیہ ۱۶
اور فیثاغورس سلیمان علیہ السلام کا شاگرد تھا۔ سقراط بھی فیثاغورس کا شاگرد تہا جس کے بارہ ہزار
شاگرد اور شاگردون کے شاگرد تھے یہی وہ حکیم ہے جس نے بت پرستی کے معاملہ مین یونانیون سے
مخالفت کی تہی اور بارہ شخصون کی گواہی پر بادشاہ نے قید کیا پھر زہر دیکر اسی برس کی عمر مین ہلاک
کیا اوسکی انگوٹھی کے نگ پر یہہ عبارت کندہ تہی من غلب هواه فافتضح یعنے وہ شخص جسپر اوسکی
خواہش نفس غالب ہوئی فضیحت ہوا ۱۲ منہ
[۵] ابی نصر فارابی معلم ثانی اور مترجم علوم حکمت یونانیہ خلیفہ مطیع باللہ عباسی کے زمانہ
مین ۳۳۹ہجری مین تہے ۱۲ منہ

علوم لفظیہ صرف و نحو ہین معنویہ منطق و حکمت ۔ صرف لفظ کو بناتا ہے منطق معنی کو
نحو لفظون کے باہمی تعلقات کو بتاتا ہے۔ حکمت اجزای عالم کے باہمی تعلقات
کو۔ علم لغت جسطرح علوم لفظیہ و معنویہ مین مشترک ہے علم تصوّف و حقایق بھی
علوم معنویہ و باطنیہ مین مشترک ہے وذٰلك اجلّ العلوم ثمّ و ثم پس منطق
علم صرف معنوی اور ایک ایسا قانونی آلہ ہے جو انسان کو معنوی یعنی عقلی غلطیون سے
اوسی طرح بچاتا ہے جیسے علم صرف لفظی غلطیون سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس علم مین
تصورات و تصدیقات سے بحث کی جاتی ہے جیسے صرف مین حرکات و سکنات سے
لفظ صرف کا مقسم ہے معنی منطق کا ۔ صرف مین لفظی اوزان ہین منطق مین معنوی
میزان ہے۔ وہان اسم و فعل و حرف و ضمیر و اسم اشارہ ہے۔ یہان جنس و نوع و فصل
و خاصہ و عرض عام ۔ وہان صحیح و معتل و مہموز و مضاعف ہے۔ یہان قضیہ و عکس قضیہ
و نقیض و عکس نقیض ۔ وہان خاصیات ابواب ہین یہان نتایج اشکال و اضراب
و غیر ذلک ۔

علم وہ ادراکی حالت ہے جو شے کی صورت ذہن مین حاصل ہونیکے بعد حاصل
ہوتی ہے۔ یعنے انسان مین ایک قوت ہے جسکے ذریعہ سے وہ اشیا کے صورتون
کو اپنے ذہن مین لاتا۔ اور اوسکی حقیقت کو معلوم کرتا ہے اور جب کوی حقیقت

ذہن مین آکر قرار پکڑتی ہے اوسوقت اوسپر ایک کیفیت اور ایک نورانی حالت طاری ہوتی ہے وہی حالت ہے جسکو علم[۵] کہتے ہین جیسے شکر کے چکہنے اور گانا سُننے

---

[۵] علم فلک معقولات کا ایک ایسا چمکیلا آفتاب ہے جسکے شدت وضوح کی چمکدار شعاعین چشم معقولات کو چوندہیا دیتی ہین اور جب تک اوسکی جلا تقسیم سے مکدر ہوا اوس وقت تک چشم تصور مین اوسکی حقیقت آ نہین سکتی۔ یہہ آفتاب جو ہمپر ہر روز طلوع کرتا ہے اگرچہ اسی شدت ظہور کی وجہ سے (جو نفس شئے مرئی رائی کے مد نظر سے ورے ہونے سے پیدا ہوتی ہے) اوسکو دیکہنا مشکل ہے مگر علم کا متصور ہونا اوس سے بہی کہین زیادہ مشکل ہے۔ اسی لئے آفتاب علم بداہت و نظریت سے مستغنی ہے البتہ اوس کے اقسام جو اوس کے نسبت کرتے مکدر ہین اس قابل ہین کہ اونکی حقیقتین معلوم ہون اور حد تام سے محدود کئے جا ئین۔

تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ علم بدیہی ہے اور اوسکی تحدید (تعریف) محال ہے۔ کیونکہ وہ بدیہ الانکشاف ہے۔ اوس سے سب چیزین جانی جاتی ہین تو ضرور ہے کہ وہ خود بنفسہ اور آسان چیزون کے نظر کرتے آسان ہو ورنہ ضرور ہوگا کہ اوسکو اور کسی چیز کے ذریعہ جا نین اور وہ اور چیز غیر علم ہوگی تو لازم آئیگا کہ علم کا جاننا غیر علم پر موقوف ہو اور غیر علم کا علم پر اور وہ دور محال ہے۔ اور امام غزالی رح کا قول ہے کہ علم نظری اور اوسکی تحدید متعسر ہے دلیل یہہ کہ اکثر معلومات کی تحدید جنس و فصل قریبین سے نہین ہوسکتی تو علم کی بطریق اولی نہوسکیگی۔ اور جب نہوگی تو نظری ہونا لازم آیا اس کے علاوہ جب خود اختلاف ہے کہ بدیہی ہے یا نظری تو نظری ہونا ضرور ہوا کیونکہ بدیہی ہوتا تو اس اختلاف کی ضرورت نہوتی آگ کی حرارت کو ہم جس آسانی سے بلا اختلاف سمجہہ لیتے ہین حقیقت علم کو بہی سمجہہ لیتے۔

اور جمہور حکما اور بعض متکلمین کا قول ہے کہ علم نظری ہے مگر اوسکی تحدید متعسر نہین۔ اس کے بعد پچہلون نے بہت رد و قدح کی ہے آخر یہہ رائے قرار پائی اور اکثر فحول کے پاس مسلم ٹہر چکی ہے کہ علم بدیہی بلکہ اجلاے بدیہیات سے ہے مگر اوسکی تحدید دشوار ہے۔

اور میری دانست مین یہہ سب بیکار ہے۔ حقیقت مین علم نہ بدیہی ہے نہ نظری بلکہ بداہت و نظریت اوس کے اقسام ہین اور دونکا بداہت و نظریت سے منافی ہے البتہ اوسکا مقسم ہے۔ کیونکہ علم یا تصور ہے یا تصدیق اور جیسا تصور و تصدیق ہے بعض اون کے بدیہی ہین بعض نظری تو نتیجہ نکلیگا کہ علم بعض اوسکا بدیہی ہے اور بعض نظری یعنے اوس مین دونون متناقض لحاظات اختلاف جہات کے ساتہہ موجود ہین۔ جیسے حیوان مین ناطقیت و صاہلیت وغیرہ لحاظات تباین و تناقض نوعی کے ساتہہ موجود ہین۔ یہہ مقدمہ زیادہ تر اوسوقت واضح ہوگا جب ذہون ن الذہن ہونے کی کیفیت پر غور کیا جائیگا۔ چنانچہ ہم متعطش لبیب پر بعض مبادی و مطالب کو عرض کرتے ہین وهو هذا

کے بعد ایک ذوقی کیفیت نفس مین پائی جاتی ہے اس حالت کو تصوّر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) ہیامن معلق جل مجدہ نے انسان کو نفس ناطقہ (قوت عاقلہ) سے سرفراز بخشی
چنانچہ انسان عاقل معقولات کو اوسی طرح مذہون فی الذہن کرنے لگا جسطرح حیوان مطلق محسوس
کو حس مشترک مین منطبع کرتا ہے۔ اور جہانتک غور کیا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونون کے
طریقہ احساس و ادراک مین فرق نہین البتہ احساس مین انطباع مثالی ہے اور ادراک مین ظلی
چنانچہ ارکان احساس و ادراک حسب ذیل ہین ۔
سلسلہ ابصار [illegible] باصرہ ۔ مبصر ۔ روشنی بذریعہ آفتاب یا چراغ ۔ محاذات رائی و مرئی ۔ بعد مناسب
سلسلہ ادراک قوت مدرک ۔ معلوم ۔ علم یعنے حالت انکشاف ۔ تقابل عالم و معلوم ۔ فکر ۔
[illegible] احساس مین جسقدر جو مفید ہے علم باب ادراک مین وہی فائدہ بخشتا ہے کیونکہ جسطرح نور
آفتاب و چراغ سے چیزین نظر آتی ہین اسیطرح اوس حالت انکشاف سے جو بذریعہ نور علم حاصل
ہو [illegible] معلومات ذہن نشین ہوتے ہین اور جسطرح باب ابصار مین رائی و مرئی کی محاذات لابد ہے
باب ادراک مین تقابل عالم و معلوم لابدی ہے۔ اور چونکہ محض محاذات کافی نہین بلکہ باب ابصار
مین [illegible] اور شئے مبصر مین ایک مناسب فاصلہ کا ہونا بھی ضرور ہے۔ کیونکہ شئے بہت دور ہوگی
تو آنکھ اوسکے دیکھنے سے قاصر ہوگی باب ادراک مین بھی ایک حد ہی جسکا یہ فائدہ ہے کہ معلوم اوس حد
[illegible] بدیہی ہو جاتا ہے اور باب ابصار مین جس وقت مبصر اوس حد سے متجاوز ہو تو
دوربین لگاتے ہین تا مبصر کو اوس حد پر لاکر ٹھہراے اور دیکھنے کے قابل بناے باب ادراک
مین بھی ایک دوربین ہے جو نظریات یعنے اوس حد سے متجاوز ہونے والے معلومات کو
اوس حد تک لاتی ہے۔ ایسی دوربین رکھنے والے کو اصطلاح علم حکمت مین صاحب قوت قدسیہ
کہتے ہین پس ثابت ہوگیا کہ علم نہ محض نظری ہے نہ محض بدیہی بلکہ اوس مین بداہت و نظریت مختلف
جہتون کے ساتھ مجتمع ہے جیسے ناطقیت و حساسیت حیوان مین موجود ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ بداہت و نظریت نہ علم کی صفت ہے نہ معلوم کی ۔ بلکہ وہ ایک حد ہے جو عالم و معلوم مین مشترک
ہے اور معلوم جسوقت اوس حد سے متجاوز ہوتا ہے صاحب قوت قدسیہ اوسکو اوس حد تک
کھینچ لاتا ہے جیسے دوربین دیکھنے والا دور کی چیز کو نزدیک لاکر اوس مقام پر ٹھہرا دیتا ہے
جس سے وہ شئے دکھائی دینے لگتی ہے ۔ اگر منطق کو اوس دوربین کے قایم مقام قرار دین تو
نامناسب نہوگا۔ کیونکہ نظریات کو بوسیلہ بدیہیات اکتساب کرنا منطق کی غایۃ ہے۔ اس مقام پر
اور اس قدر تصریح کر دینی ضرور ہے کہ رکن چہارم و پنجم ابصار مین مبصر کے چھ مقام ہین ۔
(۱) وراء الحجاب (۲) غیر محاذی یعنے منحرف از حد نظر (۳) متجاوز از حد نظر (۴) قایم
بمقام حد نظر یعنے شئے کا اوس مقام پر قرار پکڑنا جو نظر آنے کے قابل ہو (۵) اقرب از حد نظر

بہی کہتے ہین - اور تصدیق ایک حکم یعنے جزم ہے جو کسی واقعہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ یعنے شے کا اوس مقام پر قایم ہونا جو حد نظر سے درے ہو (٦) داخل فی البصر یعنے شے کا محیط البصر ہونا - ان چھہ قسمون مین وہی شے نظر آنے کے قابل ہے جو نقطہ حد نظر پر قرار پذیر ہو - چنانچہ جدول ذیل سے ظاہر ہے

سلسلۂ ابصار	سلسلۂ ادراک		
پردہ کے پیچھے	بلا توجہ عالم		غایب
حد نظر سے منحرف	نہ توجہ سے منحرف		منحرف
حد نظر کے پرے	محتاج ترتیب مقدمات بطور منطق	نظری	مسلم
حد نظر پر	غیر محتاج غور و فکر و غیر محتاج ترکیب معلومات	بدیہی	
حد نظر کے درے جیسے آفتاب کیونکہ اوسکا نور جو اوس کا عین ہے آنکھہ کے اس قدر قریب ہے جس سے حجاب جو شدید اہوئی ہے ادراک ابصار سے منع کرتا ہے -	محجوب از غایۃ وضوح	ابدہ بدیہی	
داخل نظر جیسے ابصار ذات حق بر مذہب حق کہ وہ رائی کے اس قدر قریب ہے گویا داخل بصر ہے اسلئے باعزہ محجوب و ابصار سے قاصر ہے -	حاضر عند المدرک کعلم الباری بنفسہ و علمنا بانفسنا		حضوری

چنانچہ اوس کا انحصار اس طرح ہے - شے غایب ہو گی یا نہو گی - ہو گی تو غایب ہے نہو گی تو یا حد علم سے منحرف ہوگی یا نہو گی - ہو گی تو منحرف ہے - نہو گی تو یا حد علم کے پرے ہوگی یا نہوگی - ہو گی تو نظری ہے - نہو گی تو یا حد علم پر ہوگی یا نہو گی - حد علم پر ہو گی تو بدیہی ہے - نہو گی تو یا حد علم کے درے ہوگی یا نہوگی ہوگی تو ابدہ بدیہی ہے - نہو گی تو حضوری ہے **ھذا ما تفردت فیہ والحمد للہ علی ذالک** -

پھر جاننا چاہیئے کہ موجود کی تین قسمین ہین واجب - ممکن - ممتنع - اور فلاسفہ و متکلمین کلہم اجمعین کے پاس لفظ شے کا اطلاق ان تینون موجودون پر ہوتا ہے - اور موجودات کے دو محل ہین - خارج - ذہن اور ہر ایک کے جدا جدا عوارض ہین - جو چیز خارج مین موجود ہوتی ہے اوس پر سیاہی - سپیدی - حرکت و سکون گرمی سردی وغیرہ وغیرہ کیفیتین جو آثار خارجیہ ہین لاحق ہوتی ہین جس سے موجود چیز قابل شناخت ہوتی ہے - ایسے وجود کو وجود خارجی و عینی و اصلی کہتے ہین - اسیطرح جو چیز ذہن مین موجود ہوتی ہے اوس کے بھی عوارض ہین جیسے کلیت - جزئیت - ذاتیت عرضیت - موضوعیت - محمولیت وغیرہ وغیرہ جس کے ذریعہ سے موجود فی الذہن صورت علمیہ سے موسوم ہوتا ہے - اور جس وقت موجود فی الخارج عوارض سے خالی ہوتا ہے - اوس کو معلوم بالذات کہتے ہین

سکے ہونے نہونیکے بابت کیا جاتا ہے - ایسا حکم اوس عبارت

بقیہ حاشیہ

اور جب عوارض سے مخلوط و مکتنف ہو معلوم بالعرض نام رکھتے ہین - اور موجود فی الخارج جس وقت ذہن مین حاصل ہوتا ہے - اوس کو صورت حاصلہ اور صورت علمیہ سے تعبیر کرتے ہین - یہہ صورت عوارض خارجیہ سے مجرد ہوکر ذہن مین مذہون ہوتی ہے - کیونکہ ہم جس وقت آگ کا ادراک کرتے ہین - اور اوس کی صورت کو ذہن مین لاتے ہین - اوس وقت اوس کی نفس ماہیت یعنے حقیقت ناریت من حیث ہی ہی - آثار و عوارض خارجیہ اور تشخصات ظاہریہ کو چھوڑکر یا دو سے مجرد و معری ہوکر ذہن مین حلول کرتی ہے - ورنہ ظرف ذہن جل جاتا - اور جس وقت ہم پہاڑ کی صورت تصور کرتے اور ذہن مین لاتے ہین پہاڑ اپنی کیفیت کلانت و صلابت کو چھوڑکر ظرف ذہن مین آتا ہے ورنہ اس ذرا سی جگہہ مین اتنا بڑا جسم نہین سما سکتا - اس وجود کو وجود ظلی - و ذہنی و غیر اصیلی بھی کہتے ہین اور صورت کی نسبت تین مذہب ہین - (۱) شبح و مثال جیسے آئینہ کے روبرو شے منطبع و منعکس ہوتی ہے (۲) نفس ماہیت معلوم بعد تجرد عوارض خارجیہ (۳) ہر دو - مگر محققین کے پاس نفس ماہیت معلوم مراد ہے - اور وہی حق ہے - کیونکہ صورت مثالیہ معلوم کی غیر ہے - بہر حال صورت علمیہ مرتبہ اکتناف بعوارض ذہنیہ ہے - اس کے بعد عالم پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے - جیسے شہد کے چکھنے کے بعد حالت حلاوت جو چکھنے والے کے نفس مین قایم ہوتی ہے وہ صورت علمیہ کی غیر ہے - کیونکہ وہ حالت ایک نورانی کیفیت اور عالم کے صفات سے ہے - اور اوس مین قایم ہوتی ہے - جس کے سبب سے وہ عالم کہلاتا ہے - اور صورت یعنے حاصلہ فی الذہن اگرچہ صورت معلوم ہے - مگر اوس نورانی کیفیت سے مختلط و متحد ہونے کی وجہ سے اصطلاح قوم مین اوس کو مجازا صورت علمیہ کہتے ہین حقیقت مین اوسکا نام صورت معلوم اور حالت ادراکیہ کا صورت علمیہ ہونا چاہئے تھا - اور نہونیکی یہہ وجہ ہے کہ متقدمین کیفیت ذوقیہ نورانیہ اور صورت علمیہ مشہورہ مین فرق نکرتے تھے - علامہ قوشجی خصوصا سید زاہد علیہ الرحمہ نے اس تفرقہ کو واضح تر بیان کیا - محب اللہ بہاری صاحب سلم نے اوس کو پسند و اختیار فرمایا - اسلئے متاخرین لکھتے ہین کہ علم و معلوم متحد نہین ہین - اور جو کچہہ اتحاد ہے وہ مجازا ہے - اور صورت علمیہ و حالت ادراک بمنزلہ تعجب و ضحک ہین جو ایک ہی محل یعنے انسان مین حلول کرتے ہین - اور یہہ حالت ادراک

مین پایا جاویگا جو عبارت کہ اوس حکم کے متعلق ہونیکی صلاحیت رکھتی ہوگی
اور ایسی صلاحیت اون دونون مفہومون کو باہم ربط دینے سے پیدا
ہوتی ہے جنمین کا ایک وہ ہو جس پر حکم کیا جاتا ہو۔ دوسرا وہ ہو
جس بات کا حکم کیا جاتا ہو جیسے (زید سوتا ہی) اس عبارت مین
مفہوم (زید) محکوم علیہ ہے یعنے (زید) وہ شخص ہی جس پر حکم کیا گیا
اور (سوتا) محکوم بہ یعنے وہ بات ہی جس کا حکم کیا گیا۔ اور (ہے)

سور قسمت تصور و تصدیق ہے۔ اور تصور و تصدیق علم پر ویسے ہی عارض
ہین جیسے نوم و یقظہ ایک شخص پر عارض ہوتے ہین۔ اور علم و معلوم مین مغایرت
ہونیکی وجہ سے تصور و تصدیق مین تباین نوعی ہے ورنہ نہوتا۔ یہان سے ایک
دوسری بحث کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جس کو ہم مختصراً بیان کردینا چاہتے ہین
وہ یہہ کہ منطقیون مین تین امور مسلم ہین۔ اور جب اون تینون کو تسلیم کرین لازم
آتا ہے کہ تصور و تصدیق متحد ہون **مسلم اول** علم و معلوم متحد ہین
مسلم دوم تصور و تصدیق دو مختلف حقیقتین ہین **مسلم سوم** تصور ہر شئے
سے متعلق ہوتا ہے اور تصور کا ہر شئے سے متعلق ہونے کی یہہ معنی کہ تصور اپنے
نفس سے بھی متعلق ہوتا ہے۔ اور اپنے نقیض یعنے لا تصور سے بھی۔ اور اپنے
مقابل یعنے تصدیق سے بھی۔ اور جب تصدیق کا تصور ہوا۔ تصور کا علم
اور تصدیق کا معلوم ہونا لازم آیا۔ اور علم و معلوم کا متحد ہونا مسلم اول کے رو سے
ہمنے مان لیا ہی تو لازم آیا کہ تصور و تصدیق متحد ہون۔ حالانکہ مسلم ثانی کے
رو سے تصور و تصدیق دو مختلف حقیقتین ہین **فیلزم المنافات**
مگر جب مسلم اول کو نمانین یعنے اتحاد علم و معلوم کو تسلیم نکرین تو کوئی قباحت
نہین۔ مبادی الحکمت اردو مین وہ جو لکہا ہے کہ (لیکن تصدیق الیطرح کا
تصور ہے مگر معہ شئے زاید یعنے اوس مین حکم ہوتا ہے) اوس مین
اتحاد تصور و تصدیق اور ترکیب تصدیق کے قباحتون سے ایمنی نہین
وهما اشد القباحات وخلاف صرایح من المحققين ۱۲ منہ

نسبت حکمیہ سے ہے یعنے وہ مفہوم ہے جو کیفیت ربط طرفین کو بتلاتا ہی (سے ہے) کی جگھ (ہین) بھی کہا جا سکتا ہے - یہی نسبت ہی جو موضوع و محمول کے ملاپ کا واسطہ اور ملاحظۂ طرفین کا آئینہ ہی - جس نے (زید) کو (سونے) کی صفت سے متصف اور دونون کو لحاظ وحدانی سے ملحوظ کیا - اس نسبت کی چار حالتین ہین **وہمی** اگر جانب مغلوب معتبر ہو **شکی** اگر دونون احتمال برابر ہون **ظنی** اگر جانب غالب معتبر ہو **یقینی** اگر نہونے کا احتمال ہی نہو ظن و یقین داخل تصدیق ہین مابقی تصور - پس تصور کی چار قسمین ہوین (۱) محکوم علیہ (۲) محکوم بہ (۳) قضیۂ وہمی (۴) قضیۂ شکی - اور تصدیق کے دو (۱) ظنی (۲) یقینی الغرض شعور و اذعان دو علیحدہ علیحدہ کیفیتین ہین اول کو باصطلاح منطق تصور اور ثانی کو تصدیق کہتے ہین - امام فخر الدین رازی رح کا قول ہے کہ تصدیق چار اجزا سے مرکب ہے - موضوع - محمول - نسبت حکمیہ - حکم مگر جمہور حکما کا یہہ مذہب ہے کہ تصدیق صرف حکم ہی لاغیر وھو الحق اب جاننا چاہئے کہ تصور و تصدیق کل ایسے ہین

جو بلا غور و فکر سمجھہ مین نہ آتے ہون جیسے حقیقت جن[51] یا یہہ کہ عالم حادث ہے[52] بلکہ بہت ایسے ہین جو فوراً سمجھہ مین آجاتے ہین جیسے گرمی سردی[53] یا یہہ کہ آگ گرم ہے۔ برف سرد ہے[54] ۔پس جو بلا غور و فکر سمجھہ مین آجائے بدیہی ہے ورنہ نظری[55] اگر ایسا ہوتا بلکہ سب کے سب بدیہی ہوتے تو ہم کسی بات سے جاہل نہوتے۔ اور ساری تعلیم تحصیل حاصل ہوتی اسی طرح سب نظری ہوتے تو دور یا تسلسل لازم آتا بلکہ بعض تصورات و تصدیقات بدیہی ہین جس کی ترتیب سے ہم بعض

[51] یہہ مثال تصور نظری کی ہے ۱۲ منہ
[52] یہہ مثال تصدیق نظری کی ہے ۱۲ منہ
[53] یہہ دونون مثالین تصور بدیہی کی ہین ۱۲ منہ
[54] یہہ دونون مثالین تصدیق بدیہی کی ہین ۱۲ منہ
[55] بداہت و نظریت تصورات و تصدیقات مین نو طرح کے عقلی احتمال پیدا ہوتے ہین
(۱) تمام تصورات و تصدیقات بدیہی ہین۔ یہہ بعض اشاعرہ کا مذہب ہے۔
(۲) دونون نظری ہین۔ یہہ جہم بن صفوان کا مذہب ہے۔
(۳) تمام تصورات بدیہی اور بعض تصدیقات بدیہی اور بعض تصدیقات نظری ہین یہہ امام فخر الدین رازی کا مذہب ہے۔
(۴) تمام تصدیقات بدیہی اور تصورات بعض بدیہی بعض نظری ہین یہہ بعض حکما متقدمین کا مذہب ہے
(۵) تمام تصورات نظری اور تصدیقات بعض بدیہی بعض نظری
(۶) تصدیقات کل نظری اور تصورات بعض بدیہی بعض نظری
(۷) تمام تصورات نظری اور تمام تصدیقات بدیہی۔
(۸) تمام تصدیقات نظری اور تمام تصورات بدیہی
(یہہ چارون صورتین عقلاً پیدا ہوتی ہین ورنہ کوی اسکا قایل نہین)
(۹) تصورات و تصدیقات بعض بدیہی بعض نظری۔ یہہ مذہب حکما متاخرین و محققین متکلمین ہے۔ اور یہی حق ہے ۱۲ منہ

نظریات تصورات وتصدیقات کا اکتساب کرسکتے ہین[۱] - اور چونکہ ترتیب صحیح دبکار آمد نہین ہوسکتی اسلئے ضرور ہے کہ صحت کی کوئی معیار ہوتا اوس سے تصحیح کیجائے اور وہ منطق ہے جو انسان کو عقلی غلطیون سے بچاتی ہے پس منطق ایک قانونی آلہ ہے جس کی رعایت رکھنے والا عقلی غلطیون سے بچتا ہے - اور اوس کا موضوع معقولات ہے یعنے معلومات تصوریہ وتصدیقیہ اور اوس کی غایتہ ذہن کا فکری[۲] خطاؤن سے بچانا ہے - اور یہی ہے مقصد اصلی جس کے لئے یہہ علم بنایا گیا[۳]

[۱] یہان ایک شک ہے جو سقراط سے منسوب ہے وہ یہہ کہ مطلوب یا قبل از طلب معلوم ہوگا یا مجہول بصورت اول تحصیل حاصل ہے - بصورت ثانی طلب مجہول مطلق کیونکہ جو بات وقت طلب معلوم ہے اوس کی تحصیل تحصیل حاصل ہے اور جو مجہول ہے اور کچھ بھی اوس کے متعلق معلوم نہین اوس کی طلب بھی صحیح نہوگی - اسکا یہہ جواب ہے کہ مطلوب سے ہماری مراد نہ وہ ہے جو بجمیع وجوہ معلوم ہو - اور نہ وہ جو بجمیع وجوہ مجہول ہے بلکہ وہ ہے جو من وجہ معلوم اور من وجہ مجہول ہو - اگر کہا جائے کہ وہ مطلوب جو من وجہ معلوم اور من وجہ مجہول ہو اوس کی وجہ معلوم کی تحصیل تحصیل حاصل ہے - اور وجہ مجہول کی مجہول مطلق تو شک برقرار رہا - ہم کہین گے کہ جو حقیقت کہ من وجہ معلوم و من وجہ مجہول ہو وہ مجہول مطلق نہین ہوسکتی مثلاً کوئی حقیقت معلوم بالوجہ اور مجہول بالکنہ ہو تو وجہ معلوم جو بالعوارض ہے اوس علاقہ سے جو اوس حقیقت کی وجہ معلوم و مجہول مین ہے اون عوارض کے ذریعہ سے جو معلوم ہین اوس حقیقت کی ذاتیت معلوم ہونا ممکن ہے - یا مثلاً کسی حقیقت کے بعض عوارض معلوم ہون اور بعض مجہول تو تعجب نہین کہ علاقہ معلومہ ذریعہ تحصیل عوارض مجہولہ بنجائے - اور جب ایسا ہے تو وجہ مجہولہ مجہول مطلق نہین ہوسکتا - ۱۲ منہ

[۲] امور عقلیہ مین نفس کی اوس حرکت کو فکر کہتے ہین جو مطالب سے مبادی اور مبادی سے مطالب کے جانب ہوا کرتی ہے - ۱۲ منہ

[۳] ہر شے کی غایتہ اوسکا نتیجہ اور فایدہ ہے - اور ہر شے مین جس سے بحث کیجاتی ہے وہ اوسکا موضوع ہے - کیونکہ موضوع اوسیکو کہتے ہین جس کے عوارض ذاتی

باب اول تصورات مین اس مین دو فصلین ہین اول مبادی ثانی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶) سے بحث کیجاسے اور عوارض ذاتیہ امور خارجیہ ہین جو طبیعت پر عارض ہوتے ہین - اسیطرح منطق کی بھی ایک غایتہ ہے - اور معقولات اوس کا موضوع ہے یعنے وہ امور جو ذہن مین پائے جائین - اور معقولات دو طرح کے ہین اولی و ثانوی کیونکہ وجود کی بھی دو قسمین ہین خارجی و ذہنی - وجود خارجی کے بھی عوارض ہین جیسے سیاہی سپیدی حرکت سکون - گرمی سردی - اسیطرح ذہنی کے بھی عوارض ہین جیسے کلیت جزئیت ذاتیت عرضیت معرفیت و حجیت - موضوعیت و محمولیت اور اوسکا قضیہ و عکس قضیہ و نقیض قضیہ وغیرہ ہونا - اگرچہ متقدمین منطق کے پاس موضوع منطق معقولات ثانویہ ہے مگر متاخرین اس وجہ سے کہ منطق مین نفس معقولات سے بحث ہی معقولات کے دونون قسمون کو اوس کا موضوع ٹھراتے ہین اور وہی حق ہی - الغرض منطق مین معلومات تصوری و تصدیقی سے من حیث الایصال و صحت الایصال بحث ہے اور معقولات بدیہی ہین یا نظری - اور صانع قدرت جل مجدہ نے بدیہیات مین یہہ تاثیر دی ہے کہ اگر اوس کی ترتیب دیجاسے تو نظری بھی بدیہی ہو جائین - اور مجہول کی حقیقت معلوم ہو - جیسے معلومات عددیہ کی ترتیب سے مجہولات عددیہ معلوم ہوتے ہین - مگر ہر ترتیب بکار آمد نہین - کیونکہ عقلا کی رائین ایک ہی مقدمہ مین متناقض ہوتی ہین - ایک عالم کو قدیم کہتا ہے دوسرا حادث تو ضرور ہوا کہ ترتیب معلومات کا کوئی ایسا طریقہ بنایا جائے جو غلطیون سے بچائے - وہ طریقہ اعراض ذاتیہ منطقیہ ہے ان اعراض کو مباحث بھی کہتے ہین کیونکہ اوس مین بحث ہوا کرتی ہی مسایل بھی کیونکہ اوس سے سوال ہوتا ہی - مطالب بھی کیونکہ اوس کا حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہی نتایج بھی کیونکہ قیاس و برہان سے نکالا جاتا ہی - قانون بھی کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے - اس کا طالب ہوتا ہے - اور مطلوب - اور ان دونون کے درمیان طلب ہوتی ہے - یعنے سوالات ہوا کرتے ہین - اور سوالات نو طرح کے ہین مگر اوس کے اصول چار ہین جس کے عربی مین چار نام ہین مَا و اَیّ و ھل و لِمَ یعنے (کیا ہے وہ اپنی حقیقت مین) اور (کون چیز ہے وہ) اور (آیا ایسا ہی) اور (کس لئے ایسا ہی) چنانچہ ہم اوس کی تفصیل کرتے ہین مَا و اَیّ تصورات کے لئے ہین ھَلْ و لِمَ تصدیقات کے واسطے (۱) ما کا مفہوم کیا ہے جس کو عرف مین اسم و رسم کہتے ہین - اگر اسم کی شرح چاہتا ہو یعنے جس چیز کے عدم وجود سے نا واقف ہو اور اوس کو تصور کرنا مقصود ہو تو اوس کو ماشارحہ کہتے ہین اگر وجود و عدم کے تصور کے بعد حقیقت و ماہیت کا تصور مطلوب ہو تو وہ ماحقیقیہ ہی حدود و رسوم اسی مین شامل ہین (۲) اَیّ اوس وقت مستعمل ہوتا ہی جب مطالب کو اوروں سے ممیز کرنا مقصود ہو - یہہ تمیز ذاتیات سے مطلوب ہو گی یا عرضیات سے ذاتیا

بقیہ حاشیہ صفحہ (٢٧) سے جیسے انسان کے نسبت یہہ سوال ہو کہ اَیُّ
شَیْئٍ هُوَ فِی جَوْهَرِہٖ یعنے کون چیز ہے وہ اپنے ذاتون ذات اوس وقت جواب
دیا جاتا ہے نَاطِقٌ یعنے ناطق ہے کیونکہ ناطق اوس کا ممیز ذاتی ہے جس کو فصل
کہتے ہین عرضیات سے ہو جیسے اَیُّ شَیْئٍ هُوَ فِی عَرَضِہٖ یعنے کون چیز ہے
وہ اپنے عرض مین جواب دیا جاتا ہے ضَاحِکٌ یعنے ضاحک ہی کیونکہ ضاحک
اوس کا ممیز عرضی ہے جس کو خاصہ وعرض عام سے تعبیر کرتے ہین (٣) هَلْ کا ترجمہ
(آیا) ہے اور هَلْ دو قسم کا ہے بسیطہ و مرکبہ بسیطہ اوس سوال کو کہتے
ہین جو وجود و عدم سے ہو جیسے هَلْ زَیْدٌ مَوْجُوْدٌ یعنے آیا زید موجود ہی یہہ آیا
جو معنی هَلْ ہے بسیطہ ہے اور مرکبہ اوس سوال کو کہتے ہین جو وجود سے زائد کسی اور
بات کے نسبت ہو جیسے هَلْ زَیْدٌ قَائِمٌ یعنے آیا زید قائم ہے ـ یہہ سوال بعد تسلیم
وجود زید ہے ـ ہل بسیطہ ـ ماشارحہ و ماحقیقیہ کے بیچ مین ہے کیونکہ ماشارحہ کا
مطلب مفہوم ہی اور ہل بسیطہ کا وجود و عدم ـ اور جب تک کسی شئے کا مفہوم نہ معلوم ہو
اوس کا وجود مطلوب نہین ہوتا ـ اور ہل مرکبہ ماحقیقیہ سے موخر ہے کیونکہ ماحقیقیہ
کا مطلب معرفت حقیقت ہے اور ہل مرکبہ کا صفات زائد علی الوجود ـ اگرچہ طلب صفات
بدون معرفت حقیقت کبھی ہو سکتی ہے ـ مگر معرفت ذات کا درجہ معرفت صفات پر مقدم ہے
اور صاحب افق مبین نے هَلْ اَبْسَطْ کی ایک نئی اختراع کی ہے جو بسیطہ سے
مقدم ہے اور وہ تقرر ماہیت کا مرتبہ ہے جو وجود سے مقدم اور جاعل کا اثر ہے
جو نفس ماہیت پر ہوتا ہے جس کو جعل بسیط کہتے ہین ـ اور میر زاہد قدس سرہ نے
اوس کے رد مین یون تقریر کی ہے کہ اگر ہل البسط مخترعہ سے تصور متعلق بقوام
ماہیت مراد ہی تو وہ ماشارحہ ہے ـ اگر تصدیق متعلق بقوام ماہیت من حیث ہی ہی
ہی ـ تو اوس مین صلاحیت طلب نہین کیونکہ شئے کا حمل اپنے نفس پر محال ہے اور کوئی
فائدہ بھی نہین ہے (٤) لِمَ یعنے کس لئے اسمین طلب دلیل ہے اور دلیل یا انی
ہوگی یا لمی ـ انی جیسے کس لئے یہہ متعفن الاخلاط ہے اور جواب دیا جاتا ہے کہ بخار ہے
یہہ دلیل انی ہے جس مین مسبب سے سبب پر استدلال ہوتا ہے لمی جیسے کس لئے اسکو
بخار ہے ـ جواب دیا جاتا ہے کہ متعفن الاخلاط ہے یہہ دلیل لمی ہے جس مین سبب سے
مسبب پر استدلال ہوتا ہی انی و لمی مین فرق واقعی و لفظی کا ہے ـ یعنے بخار جو
تعفن اخلاط کہا گیا ہے محض لفظی ہے واقعی نہین ـ کیونکہ بخار تعفن اخلاط کی علت نہین
بخلاف لمی کے کیونکہ تعفن اخلاط بخار کی علت واقعی ہے ـ اسکی تفصیل صناعات
مین آویگی ـ اسکے علاوہ اور پانچ مطلب ہین جو انہین چار مین داخل ہین (١) مَنْ جس کے

فصل اوّل دلالت[1] کسی شے کا ایسی حالت مین ہونا جس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازمی ہو اوس حالت کو دلالت[2] کہتے ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۸) معنی (کون) ہین یہ طلب نفس ہُوِیّت پر دلالت کرتا ہے اور آیِّ مین داخل ہے۔ رہے۔ کَمْ۔ کَیفَ۔ اَینَ۔ مَتیٰ۔ یعنے (کس مقدار) اور (کس طرح) اور (کہان) اور (کب) یہ ہَلْ مین داخل ہین ۱۲ منہ۔

[1] مبادی کتب منطقیہ مین الفاظ کی بحث بھی ہوا کرتی ہے حالانکہ منطق جو علم معنوی اور جس کا مدار مفہوم پر ہے اوس سے مستغنی ہے اور اوس کی وجہ یہہ ہے کہ پڑھنا۔ پڑھانا۔ سمجھنا۔ سمجھانا وساطت الفاظ کے بغیر کامل نہین ہوسکتا کیونکہ یہہ زمانہ حکمت اشراقی کا نہین ہے۔ لہذا صدر کتب منطقیہ مین اسیقدر تعلق کی وجہ سے بقدر ضرورت الفاظ سے بحث کی جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] انسان چونکہ مدنی الطبع ہے اس لئے اوس کو اس کی ضرورت ہے کہ اپنے دلی مطالب کو دوسرے پر ظاہر کرے۔ چنانچہ اسی غرض سے الفاظ وضع کئے گئے تا اون کے وسیلہ سے اپنے دل کے مطلب کو دوسرے کے دل مین ڈالے۔ اور الفاظ مین بہت ایسے لفظ ہین جن کے موضوع لہ خارج مین موجود نہین ہین۔ اور بہت ایسے معانی ہین جن کا وجود ذہن مین نہین تو ظاہر ہے کہ مدار کار دلالت نہ اسپر ہے نہ اوس پر بلکہ وہ دونون پر شامل ہے۔ اور الفاظ ماہیت کے مقابلہ مین وضع کئے گئے ہین عام از ین کہ موجود فی الخارج ہون یا فی الذہن۔ اگرچہ بوعلی سینا اور ابی النصر فارابی کہتے ہین کہ الفاظ صور ذہنیہ پر دلالت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہین کیونکہ صور ذہنیہ ہی معلوم بالذات ہین۔ اور کیونکہ بہت لفظون کے معنی خارج مین موجود نہین ہین جیسے کلیت جزئیت۔ ذاتیت وعرضیت وغیرہ اور لفظ عنقا بھی از ان قبیل ہے جو غیر موجود فی الخارج کے مقابلہ مین وضع کیا گیا ہے اور میر شریف علامہ قدس سرہٗ کہتے ہین کہ صور خارجیہ پر دلالت کرنے کے لئے موضوع ہین کیونکہ اصل لغات وکسب واکتساب اوسی پر موقوف ہے اور کیونکہ بہت لفظون کے معانی ذہن مین موجود نہین ہین جیسے اللہ کا لفظ جس کا معنی ذہن مین موجود نہین مگر حق یو چھو تو کسی پر موقوف ومنحصر نہین البتہ معانی مطلق من حیث ھی ھی پر دلالت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہین اور قول اسلم یہ ہے کہ بعض الفاظ ماہیت کے واسطے موضوع ہین من حیث ھی ھی۔ جیسے انسان و فرس وغیرہ اور بعض ذہن کے واسطے جیسے علم وغیرہ مفہومات انتزاعیہ اور بعض خارج کے واسطے جیسے اللہ اور اسمائے جزئیات وغیرہ ۱۲ منہ۔

اور اول کو دال ثانی کو مدلول۔ اگر دال لفظ ہے تو دلالت لفظیہ ہے اور لفظ کو واضع نے کسی معنی کے لئے وضع کیا ہے تو دلالت وضعیہ لفظیہ ہے۔ جیسے پانی کا لفظ ایک جسم سیال رقیق معروف کے مقابلہ مین وضع کیا گیا ہے جس کے جاننے سے وہ شے سیال جانی جاتی ہے تو پانی کا لفظ دال اور وہ سیال شئے مدلول اور یہہ دلالت وضعیہ لفظیہ ہے[1] ایسے دلالت کے تین حالتین ہین (۱) لفظ تمام معنی پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ آفتاب کا تمام قرص آفتاب پر یہہ مطابقی ہے۔ (۲) لفظ اپنے جز معنی پر دلالت کرے جیسے ہاتھ کا لفظ اس مثال مین

---

[1] دلالتین تین قسم کی ہین (۱) عقلیہ (۲) طبعیہ (۳) وضعیہ **عقلیہ** وہ ہے جس کے دال و مدلول مین علاقہ عقلی ہو جس علاقہ کی وجہ سے علم دال علم مدلول کا مستلزم ہو جیسے دہوان آگ کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ دہوین اور آگ مین ایک علاقہ ہے کہ جس وقت دہوان نظر آتا ہے ہر شخص سمجھہ لیتا ہے کہ وہان آگ ہے یہہ دلالت لفظی غیر لفظی دونون طرح پر ہوا کرتی ہے۔ غیر لفظی کی مثال اوپر مذکور ہوئی لفظی جیسے دلالت لفظ دیز کی لافظ پر **طبعی** وہ ہے جو احداث طبیعت سے پیدا ہو یہہ دلالت بھی لفظی غیر لفظی دونون طرح پر ہوتی ہے لفظی جیسے اُح اُح کی آواز کہانسی پر دلالت کرتی ہے کہ جس وقت یہہ الفاظ سنے جاتے ہین سننے والا بالطبع سمجھہ لیتا ہے کہ یہہ کہانسی کی آواز ہے غیر لفظی جیسے سرخی چہرہ شخص خجل اور زردی وجل اور جیسے سرعت نبض بخار پر دلالت طبعیہ غیر لفظیہ حقیقت مین عقلیہ ہے میر سید شریف علامہ اور محقق دوانی کا یہی مسلک ہے۔ **وضعیہ** وہ دلالت ہے جس کو واضع نے کسی معنی کے لئے وضع کیا ہو کہ جس وقت وہ لفظ کہا جائے وہ معنی سمجھہ مین آجائے یہہ دلالت بھی لفظی و غیر لفظی ہوتی ہے لفظی جیسے لفظ زید کی دلالت اوس شخص پر جس کا یہ نام ہے یعنے واضع نے لفظ زید کو اوس شخص کے مقابلہ مین اس غرض سے وضع کیا ہے کہ جب وہ لفظ یعنے زید کہا جائے وہ شخص سمجھہ مین آسکے جس کا یہہ نام ہے غیر لفظی جیسے دوال اربعہ۔ خط۔ عقد۔ نصب اشارہ ۱۲ منہ۔

(دس ہاتھ کپڑا) کہنے سے سر انگشت تک پر دلالت کرتا ہی حالانکہ شانہ سے سر انگشت تک پر دلالت کرنے کے لئے بنایا گیا ہے یہہ دلالت تضمنی ہے

(۳) لفظ جس معنی کے لئے بنایا گیا اوس معنی پر دلالت نکرے بلکہ ایک غیر معنی پر دلالت کرے جو غیر معنی کہ اصل معنی کے لوازم[۱] سے ہے جیسے لفظ حاتم کا سخی کے نسبت سخی آدمی کو کسی نے حاتم کہا تو حاتم کے لفظ نے جو اوس سخی پر دلالت کیا صرف اسلئے کہ حاتم کا لازمہ سخاوت تھا اور سننے والے سمجھہ گئے کہ یہہ شخص سخی ہے اور بسبب اشتراک سخاوت اوس کو بھی حاتم کہا ہے۔ اسی طرح نوشیروان کا عادل پر۔ رستم کا پہلوان پر شیر کا جری پر۔ گدہے کا احمق پر یہہ دلالت التزامی ہے۔

دلالت تضمنی و التزامی کے لئے ضرور ہے کہ جو معنی کیا جاتا ہے وہی مشہور و معروف ہو اور دلالت التزامی علوم مین متروک ہے اگرچہ اہل لسان

---

[۱] دلالت التزامی مین لزوم داخل حد دلالت نہین بلکہ باعتبار تحقق اس کی شرط ہے دلالت التزامی وہ دلالت ہے جو معنی خارجی پر دلالت کرے مگر اس دلالت کا تحقق ہونے کے لئے شرط ہے کہ معنی خارجی و اصلی مین علاقہ لزوم ہو اور مین سمجھتا ہون کہ یہ لزوم صرف براے نام ہے اس کا نام التزامی نہوتا تو علاقہ لزوم کی شرط نہ ہوتی اور لا مشاحۃ فی الاصطلاح کا مصداق بنتا ہم کہہ سکتے کہ تعبیر کرین گے اور یہہ مراد لینے کہ چلو چلینگے اور ایک سطح کی روک جواب ہو گئی ہے نہ ہم سے یہ باقی اگر اس کا نام دلالت خارجی ہوتا تو لزوم کی شرط کی ضرورت نہ ہوتی اور گفتگو مین وسعت ہو جاتی یہی یہہ بات کامل مرتفع ہوتا بنتا ہی مگر اوس سے روزمرہ مین کوئی قباحت پیدا نہ ہوتی۔ رہے علوم اوس مین تو یہہ تیسری قسم کی دلالت ہی بالکلیہ متروک ہے ۱۲ منہ

عرف و محاورہ کے طور پر استعمال کرتے ہین مگر اہل علم علوم مین نہین کرتے کیونکہ علوم کی غرض اصلی صراحت و انکشاف ہے اور وہ بات اسمین نہین -

مفرد - وہ لفظ جس کا جزو معنی کے جزو پر دلالت نکرے جیسے لفظ زید جسکے اجزا ز ی د - سر اور کمر اور پاؤن پر دلالت نہین کرتے بلکہ کل لفظ کل معنی پر دلالت کرتا ہے

جدول تقسیم اوّل مفرد

اداة	کلمہ	اسم - وہ جو معنی مستقل رکھے اور زمانہ نرکھے جیسے (زید)					
			کلی - وہ لفظ جسکا مفہوم منع تجویز کثرت نکرے جیسے لفظ انسان				
				مشکک - وہ کلی جسکے افراد باہم مساوی نہون جیسے سفید ایک کلی ہے جو سفیدی [illegible]			
حرف	فعل	جزئی	متواطی	اوّلیت	اَولویّت	اشدیت	زیادت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
وہ لفظ جو شناخت غیر کا واسطہ ہو جیسے اِسے وتک یہہ حروف مستقل معنی نہین رکھتے اور بلا انضمام فائدہ نہین دیتے جیسے گھر سے مدینہ تک اسکو نحو مین حرف کہتے ہین -	وہ جو مستقل معنی رکھے اور اوسکی ہیئت یعنی حرکات و سکنات و ترتیب حروف کسی نکسی زمانہ پر دلالت کرے جیسے کیا کرتا ہون کرونگا - اس کو اصطلاح صرف مین فعل کہتے ہین -	وہ لفظ جسکے مفہوم مین تجویز کثرت ممتنع ہو جیسے لفظ زید جسکا مفہوم ایک ذات کے سوا پر دلالت نہین کرتا -	وہ کلی جسکے افراد مساوی ہون جیسے انسان ایک کلی ہے جسکے افراد از روی ماہیت و حقیقت باہم مساوی ہین -	وہ کلی جسکے بعض افراد بعض سے اول و اقدم ہون جیسے وجود واجب مین بہ نسبت ممکن اول و اقدم ہے	وہ کلی جسکے بعض افراد بعض سے اخص و اولی ہون جیسے وجود ایک کلی ہے جو واجب مین بہ نسبت ممکن اخص ہے -	وہ کلی جسکے بعض افراد اشد ہون بعض اضعف جیسے سفیدی برف مین ہاتھی دانت سے اشد ہے -	وہ کلی جسکے بعض افراد زیادہ ہون بعض کم جیسے خط ایک کلی ہے بعض چھوٹا ہوتا ہے بعض بڑا

سلہ اختلاف ہے کہ افراد و ترکیب صفت لفظ کی ہے یا معنی کی بعض کہتے ہین لفظ کی بعض معنی کی اور بعضون کا

جدول تقسیم دوم مفرد

لفظ کثیر معنی واحد	لفظ واحد معنی کثیر						
	وہ الفاظ جو صرف معنی موضوع لہ مین مستعمل ہون						وہ الفاظ جو موضوع ومشہور دونون مین مستعمل ہون
			منقول: وہ الفاظ جسکو واضع نے ایک معنی کیلئے وضع کیا مگر اوسکو چھوڑکر اور دوسرے معنی مین نقل کیا				
				عرفی			
مرادف	مشترک	مرتجل	شرعی	خاص	عام	استعارہ	مجاز
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
وہ متعدد الفاظ جو ایک معنی کے لئے بنائے گئے ہون۔ جیسے تیغ شمشیر تلوار کے لئے	وقت وضع واضع نے متعدد معنون کے لئے وضع کیا ہو جیسے عین کا لفظ۔ آنکھ چشمہ وسونا۔ اصل درمیان کے معنون کے لئے وضع ہوا	وہ لفظ جسکو واضع اول نے پہلے ایک معنی کے لئے وضع کیا ہو پھر دوبارہ دوسرے معنی کے لئے بلا مناسبت معنی اول وثانی وضع کیا ہو جیسے جعفر کا لفظ پہلے نہر کے معنی مین وضع ہوا پھر دوبارہ علم یعنے نام رکھنے کے لئے وضع ہوا۔	وہ لفظ جسکے اصلی معنی کو ترک کرکے اہل شرع نے دوسرا معنی اختیار کیا ہو جیسے لفظ صلوٰۃ اسکا اصلی معنی دعا تہا اوس کو ترک کرکے اہل شرع نے ارکان مخصوصہ کا معنی اختیار کیا۔	وہ لفظ جسکو علم وفن والون نے اصلی معنی چھوڑکر دوسرا معنی اختیار کیا ہو اور اصطلاح ٹھہرائی ہو جیسے لفظ ضرب کہ معنی مارنے کے ہین اوسکو ترک کرکے محاسبون نے ایک حسابی عمل کی اصطلاح ٹھہرائی۔	وہ لفظ جسکو عام لوگون نے بترک معنی اصلی دوسرا معنی اختیار اور مشہور کیا ہو جیسے کوفتہ کا لفظ کو کوٹنے کی معنی پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا تھا عام لوگون نے اس معنی کو ترک کرکے کباب کی ایک قسم پر دلالت کرنیکے لئے اختیار اور مشہور ومعروف کیا	جیسے شیر کا لفظ مرد شجاع کے واسطے	اسکی چوبیس قسمین ہین جنکی تفصیل بیفائدہ ہے کیونکہ سب اہل منطقیہ سے متعلق نہین

قول ہے کہ افراد وترکیب دلالت کی صفت ہے مگر حق یہہ ہے کہ اہل لسان کے پاس صفت لفظ کی ہے کیونکہ انکو لفظون سے کام ہے۔ اور منطقیون کے پاس معنی کی۔ کیونکہ منطق کو معنی ومفہوم سے غرض ہے۔ لفظون سے اوس کو سروکار نہین۔ اور جب معنی پر غرض کا انحصار ہوا تو جو صفتین کہ اوس مین پائی جاتی ہین منطقی غرض کے رو سے اوسی کی ہونگی ۱۲ منہ

مرکب وہ لفظ جسکا جزو معنی کی جزو پر دلالت کرے جیسے (زید کھڑا ہے) اس لفظ کے تین اجزا ہین اور ہر ایک کا جدا معنی ہے ؎

جدول اقسام مرکب

			نمبر	تعریف و مثال
تام		قضیہ	۱	جس مین نسبت تامہ خبریہ ہو - جیسے (زید قایم ہے)
تام	انشا	امر	۲	قول قایل بر سبیل استعلا وتحکم جیسے (کر)
تام	انشا	نہی	۳	منع قایل بر سبیل استعلا وتحکم جیسے (مت کر)
تام	انشا	تمنی	۴	اظہار خواہش ممکن ہو یا نا ممکن جیسے (کاش جوانی عود کرتی)
تام	انشا	ترجی	۵	طلب شے ممکن جیسے (وہ آجائے تو اچھا)
تام	انشا	استفہام	۶	طلب فہم جیسے (کیا تم گئے تھے)
تام	انشا	دعا	۷	ادنی کا اعلی سے کسی چیز کا طلب کرنا جیسے (الٰہی میری گناہ بخش دے)
تام	انشا	التماس	۸	طلب شے مساوی سے جیسے (مین آپسے التماس کرتا ہون کہ کل میرے پاس آئی)
تام	انشا	ندا	۹	طلب توجہ و اقبال تنبیہ جیسے (اے عبداللہ)
ناقص		تقییدی	۱۰	صفت موصوف یا مضاف الیہ جیسے (اسپ سرخ) یا (زید کا غلام)
ناقص		امتزاجی	۱۱	ایک لفظ دوسرے لفظ مین مستغرق ہو جیسے (بعلبک)
ناقص		غیر امتزاجی	۱۲	جیسے (گھر مین)

کلی وجزئی جس مفہوم کو نفس تصور مین شرکت نہو جزئی ہے۔

نفس تصور کی قید اسواسطے لگائی گئی کہ وہ کلیات جو نفس تصور کے سوا کسی اور وجہ سے مانع شرکت ہین داخل کلیات رہین۔ جیسے واجب الوجود ایک کلی ہے - جسکا تصور وقوع شرکت کا مانع نہین ورنہ امتناع شریک باری کے استدلال کی حاجت نہوتی بلکہ اور ہی وجوہات ہین جو مانع شرکت ہین ؎ ؎

اور کلی[ته] جیسے لفظ زید[عه] جسکے تصور مین عمرو۔ بکر کا تصور نہین ہوتا اور انسان[سعه]
جسکی تصور مین عمرو۔ بکر خالد وغیرہ جملہ افراد انسانیہ کا تصور ہوتا ہے[سكه]

اسیطرح وہ فرضی کلیات جنکی افراد خارج مین نہین پائیجاتے داخل کلیات رہین جیسے لاشے ایک کلی ہے
جسکی افراد کا خارج مین وجود نہین۔ مگر اوسکا نفس تصور وقوع شرکت کا مانع نہین اسلئے نفس تصور کو قید کی ضرورت ہوئی ۱۲ منہ
[له] اور لوازم کلی سے یہہ بہی ایک لازمہ ہے کہ مفہوم کلیت و تکثر بسبیل اجتماع ہونہ بسبیل بدلیت کیونکہ بعض جزئیات
ایسی ہین جو اس قید کے لگانیکی صورت مین کلی مین شامل ہوجاتی ہین جیسے لڑکا بدو عمر مین ہر دو صورت کی نسبت یہہ
خیال کرتا ہے کہ یہہ میرے ماں باپ ہین۔ اور یہہ خیال مفہوم کلی ہے۔ کیونکہ صورت واحدہ کو اشکال کثیرہ مین دیکہتا ہے
اسیطرح جسکی نظر کم ہے ایک شخص کے نسبت خیال کرتا ہے کہ زید ہے یا عمرو۔ بکر ہے یا خالد۔ اور جیسے ایک بیضہ صورت
خیالی مین نظر آیا پہر دوسرا اوسکی جگہ مین رکہا۔ تیسرا رکہا۔ اب عقل تجویز کرتی ہے کہ ہر ایک وہی ہے
ایسے کلی مفہومات درحقیقت جزئیات ہین کیونکہ یہہ تکثرات علی سبیل البدل ہین نہ علی سبیل الاجتماع ۱۲ منہ

[ته] یہہ مثال جزئی کی ہے ۱۲ منہ

[عه] یہہ مثال کلی کی ہے ۱۲ منہ

[سكه] ہر چیز مین تین چیزین ہین (۱) مفہوم (۲) مصداق (۳) مجموع مرکب مفہوم و مصداق ازانجملہ کلی مین بھی یہہ تینون
باتین ہین ۱۔ مفہوم یعنی اوسکا کثیرین پر صادق ہونا ہین جیسے مفہوم انسان۔ یہہ مفہوم ایک مفہوم کلی ہے۔ اس مفہوم
کلی کو کلی منطقی کہتے ہین۔ کیونکہ منطق مین اسی سے بحث ہے ۲۔ معروض و مصداق اوس مفہوم کا یعنے وہ چیز جس پر یہہ
مفہوم صادق آتا ہے مثلاً انسان کا مفہوم جن موجود فی الخارج ذاتون پر صادق آتا ہے وہ مجموعہ ذوات اوس
کی مصداق ہین اوسکو کلی طبعی کہتے ہین کیونکہ وہ معروض مفہوم کلی ہین اور وہی کلی حقیقی ہے ۳۔ مجموع مرکب عارض و
معروض یعنی مجموعہ مفہوم و مصداق اوسکو کلی عقلی کہتے ہین۔ کیونکہ عقل کے سوا اوس کا کوئی ٹھکانا نہین
اور یہہ مجموع اس کے سوا کہین متحقق نہین ہوتا جب یہہ بات سمجھہ مین آگئی تو اب جاننا چاہیے کہ

منطق کو جزئیات سے کام نہین۔ کیونکہ جزئیات نہ کاسب ہین نہ مکتسب اور اون کا
انحصار مشکل ہے اور اون مین عموم وخصوص نہونیسے ایک کے عموم خصوص کو دوسرے
کے عموم خصوص سے تطبیق نہین دیجا سکتی۔ اور اسی سلئے اونکا علم کسی اور
علم کا مستلزم نہین ہوتا۔

نسب کلیات

ایک کلی دوسری کلی سے کچہہ مناسبت رکھیگی (۱) یا نرکھیگی۔ رکھیگی تو (۲) ایک کلی مین جو اور
جتنے افراد پائے جاتے ہین دوسرے مین وہی اور اوتنے ہی پائے جائینگے یا
کم و زاید۔ کم و زاید ہونگے تو (۳) یا ایک کے کل دوسرے کے اور دوسرے کے بعض
پہلے کے ہونگے۔ (۴) یا ایک کے بعض دوسرے کے اور دوسرے کے بعض پہلے کے۔ اس کو
مثال مین سمجہو (۱) انسان اور پتہر دو کلیان ہین اس کو اوس سے علاقہ نہ اوسکو اس سے
تعلق نہ اوسکے افراد اسکے نہ اس کے اوس کے یہہ نسبت تباین ہے۔ (۲) انسان

کلی طبعی کے بہی تین اعتبارات ہین۔ (۱) بشرط لا شے۔ یعنی کلی کا تعین وعوارض سے خارج ہونا۔ اسکا نام مجرد ہے
(۲) بشرط شے یعنی مخلوط بعوارض ہونا (۳) لابشرط شے یعنی دونون سے مقطوع النظر ہونا یعنے نہ اعتبار خلط عوارض معتبر ہو
نہ تجرد عوارض مثلاً حیوان ایک کلی ہے وہ جسوقت ہمارے اعتبار مین بشرط نفی ناطق معتبر ہو کلی مجرد ہے اور جسوقت
ہمارے اعتبار مین بشرط ناطق معتبر ہو مخلوط ہے اگر ہمارے اعتبار مین دونون اعتبارات معتبر نہون مطلقہ ہے اور طبعیہ
و مطلقہ مین یہہ فرق ہے کہ طبعیہ عام ہے اور مطلقہ خاص کیونکہ مطلقہ مقید بقید تحت اعتبار ہے اور طبعیہ ہر قید سے
بری ہے۔ طبعیہ مین جسوقت حیثیت اعتبار معتبر ہو ایسے تین قسمین پیدا ہوین جن مین کی ایک مطلقہ ہے یہہ عنصر

اور ناطق انسان کے جو اور جتنے افراد ہین سب کے سب ناطق کے افراد
ہین اسیطرح ناطق کے جو اور جتنے افراد ہین وہی سب انسان کے ہین
یہ نسبت **تساوی** ہے (۳) انسان اور حیوان - انسان کے جو اور جتنے
افراد ہین حیوان کے بھی ہین مگر حیوان کے بعض انسان کے ہین اس کو
عموم وخصوص مطلق کہتے ہین (۴) انسان اور سفید بعض افراد انسان
سفید ہین - اور بعض اشیا سے سفید انسان - اس کو **عموم وخصوص من وجہ**
کہتے ہین - اور تباین جزئی سے بھی خطاب کرتے ہین تساوی مین جتماعی
حالت ہے - یعنے ہر ایک کے افراد دوسرے مین جمع ہو سکتے ہین اور تباین مین
افتراقی - یعنے ایک کے افراد دوسرے مین جمع نہین ہو سکتے مگر عموم وخصوص
مطلق مین تین حالتین ہین دو اجتماعی ایک افتراقی **اجتماعی** ا کل انسان
حیوان ہین یعنے انسان کے جتنے افراد ہین وہ حیوان مین جمع ہو سکے
(۲) بعض حیوان انسان ہین یعنے بعض حیوان کے افراد انسان مین جمع
ہو سکے **افتراقی** - (۱) بعض حیوان انسان نہین یعنے حیوان مین بعض
افراد ایسے ہین جو انسان مین نہین - اسیطرح عموم وخصوص من وجہ مین بھی
تین حالتین ہین دو افتراقی ایک اجتماعی **افتراقی** ا بعض سفید انسان نہین

اس کا استعمال اکثر منطقین مین ہے یعنی عموم خصوص من وجہ بھی کا استعمال ہے - ۱۲ منہ

یعنے سفید مین بعض ایسے افراد ہین جو انسان مین نہین - ۲ - بعض انسان
سفید نہین یعنے انسان مین بعض ایسے افراد ہین جو سفید مین نہین اجتماعی
ا - بعض انسان سفید ہین یعنے انسان و سفید مین بعض ایسے افراد ہین
جو دونون مین جمع ہو سکتے ہین ان کے نقیضون مین حسب ذیل نسبتین
ہون گی - ا - تباین کے نقیض مین تباین جزئی کی نسبت ہوتی ہے کیونکہ
جاندار غیر حجر غیر شجر دونون کلیون کے افراد ہین[1] ۲ - تساوی کے نقیض
مین بھی تساوی ہوتی ہے جیسے جو غیر انسان ہے وہ غیر ناطق ہے وبالعکس
(۳) عموم و خصوص کے نقیض مین وہی عموم و خصوص کی نسبت ہوتی ہے
مگر عام کلی خاص اور خاص کلی عام ہو جاتی ہے جیسے غیر انسان غیر حیوان
ان دونون مین عموم و خصوص تو ہے مگر انسان جو خاص کلی تھی اوس کا
نقیض جو غیر انسان ہے غیر حیوان سے عام ہو گیا - (۴) عموم من وجہ
کے نقیض مین تباین جزئی ہوتا ہے کیونکہ گورا انسان نہ غیر انسان

---

[1] پس اجتماعی مادہ پیدا ہوا - اور چونکہ تباین مین انفصال حقیقی کی شرط نہین بلکہ تغایر سے بھی تباین ہو جایا کرتا ہے جیسے حجر و شجر اسی سلئے ان کے نقیضون مین تباین جزئی معتبر رکھی گئی ہے - اگرچہ ادن عینین کے نقیضون مین جنمین انفصال حقیقی ہو تباین کلی ہوا کرتا ہے - مگر اس وجہ سے کہ منطق مین قواعد کلیہ معتبر ہین - تباین جزئی معتبر رکھا گیا - کیونکہ تغایر و تناقض دونون صورتون مین کم سے کم تغایر ضرور ہوگا - اور تغایر کا نقیض تباین جزئی ہے ۱۲ منہ

ہر شے غیر سفید[1]

ایساغوجی یعنے کلیات خمس

[2] جن دو کلیون مین نسبت تساوی ہو اون دونون مین سے جس کلی مین ذاتیت[3] غالب ہو نوع ہے اور جس مین وصفیت غالب ہو فصل ہے جیسے انسان و ناطق انسان مین ذاتیت غالب ہے اسلئے انسان نوع ہے اور ناطق مین وصفیت غالب ہے اسلئے وہ فصل[4] ہے۔ جن دو کلیون مین عموم خصوص ہو اگر خاص کلی نوع ہے تو عام کلی اسکی جنس[5] ہوگی جیسے حیوان و انسان مین عموم و خصوص ہے اور ان دونون مین خاص کلی انسان ہے اور وہ نوع ہے اسلئے حیوان بہ نسبت انسان جنس ہے۔ اگر عام کلی نوع ہے تو خاص

---

[1] یعنے اجتماعی مادہ پیدا ہوا تو تباین جزئی ہونا لازم آیا ۱۲ منہ

[2] یہہ طرز بیان جدید ہے منطقی کتابون مین اس طرح مذکور نہین بلکہ وہ کلیات کے جدا جدا تعریفات کرتے ہین علوم قدیمہ کو بھی انگریزون نے اسیطرح بطرز جدید بیان کیا ہے جسکو انگریزی خوان علوم جدیدہ سے تعبیر کرتے ہین ۱۲

[3] ذاتیت سے مراد مادہ اور وصفیت سے صورت ہے کیونکہ جنس مادہ سے اور فصل صورت سے ماخوذ ہے ۱۲ منہ

[4] اگر کہا جاے کہ حادث و متغیر مین نسبت تساوی ہے حالانکہ دونون نوع و فصل نہین اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمارے بیان سے یہہ لازم نہین آتا کہ جس مین نسبت تساوی ہو نوع و فصل ہونگے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جن دو مساوی نسبت رکھنے والون مین ذاتیت ہو نوع ہے ورنہ فصل اور حادث و متغیر اگرچہ ذی نسبت تساوی ہین مگر ایک غالب فی الذاتیت اور دوسرا فی الوصفیت نہین بلکہ حادث و متغیر متحد المصداق ہین جیسے حساس و متحرک بالارادہ اسیلیے عالم کی تعریف موجود حادث یا موجود متغیر سے کیجا سکتی ہے ۱۲ منہ

[5] جنس اور عرض عام فصل اور خاصہ مین اشتباہ ہوا کرتا ہے۔ اور تمام منطقی متفق ہین کہ یہ اشتباہ ضرور رہتا ہے۔ مگر ہمارے طرز بیان پر جنس و فصل کا استخراج کیا جائے تو اشتباہ[6] وا...

کلی اوسکا خاصہ ہو گی جیسے انسان وکاتب مین عموم خصوص ہی اور عام کلی
ان دونون مین انسان ہی اور وہ نوع ہے اسلئے کاتب بہ نسبت انسان
خاصہ ہی۔ جن دوکلیون مین عموم من وجہ ہو ایک اون مین کی نوع ہو گی تو
دوسری اوسکی عرض عام ہو گی جیسے انسان وسفید مین عموم وخصوص من وجہ
ہے اور انسان نوع ہی اسلئے سفید عرض عام ہے۔ ان کے تعریفات منطقی
کتابون مین اس طرح مذکور ہین۔ (۱) جنس وہ کلی ہی جو مختلف الحقیقت
کثیرین پر مقول ہو ۲۔ نوع وہ کلی ہے جو متفق الحقیقت کثیرین پر مقول ہو۔ (۳)
فصل وہ کلی ہے جو محمول ہو بجواب اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ جَوْهَرِہٖ پس فصل
وہ کلی اور وصف ذاتی ہے جو حقیقت واحدہ سے مخصوص ہو۔ (۴) خاصہ
وہ کلی اور عرض مفارق ہی جو افراد حقیقت واحدہ سے مخصوص ہو (۵) عرض عام
وہ کلی اور عرض مفارق ہی جو افراد حقیقت واحدہ سے مخصوص نہو بلکہ اوس کے
غیر پر بھی عارض ہو۔ اور اوس کا حصر اس طرح کیا جاتا ہی کہ کلی تمام ماہیت
ہو گی یا نہو گی جو تمام ماہیت ہے نوع ہے اور جو تمام ماہیت نہین داخل
ماہیت ہو گی یا خارج ماہیت جو خارج ماہیت ہی عرض عام ہے۔ اور جو
داخل ماہیت ہی جزء عام ہو گی یا مخصص عام ہو گی تو جنس ہے مخصص ہو گی تو

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۹) نہین ہوتا کیونکہ جنس ونوع مین نسبت عموم وخصوص ہوا کرتی ہی۔ اور نوع وعرض عام مین عموم من وجہ کی نسبت

تام ہوگی یا ناقص تام ہوگی تو فصل ہے ناقص ہوگی تو خاصہ -

جو نوع کہ اوس کے تحت مین کوئی نوع نہو وہ نوع الانواع ہے جیسے انسان جنس کے تحت مین نوع نہین - جو جنس کہ اوس پر کوئی جنس نہو جنس الاجناس ہے جیسے مادہ -

(انواع و اجناس فصول قریبہ و بعیدہ کا حال جدول ذیل سے معلوم ہوگا)

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۷
مادہ اس کو جنس نہین کیونکہ یہہ جنس الاجناس ہے اسکے دو نوع عرض و جوہر ہین						جنس الاجناس	
	جوہر اسکی جنس مادہ اور فصل قایم بالذات اور جسم اسکا خاصہ ہے عرض عام نہین کیونکہ عرض اس کا قسیم ہے					نوع سافل	جنس عالی
		نامی				نوع متوسط	جنس متوسط
			حیوان جنس فصل حساس نامیہ ناطق عرض عام سفید			نوع عالی	جنس سافل
جوہر	جسم	نبات	انسان	فرس	حمار	نوع الانواع	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	
	یعنے جماد ۱-جنس جوہر ۲-فصل جسم ۳-خاصہ نامی ۴-عرض عام سفید	۱-جنس جماد ۲-فصل نامی ۳-حیوان ضا… ۴-عرض عام سفید	۱-جنس حیوان ۲-فصل ناطق ۳-خاصہ کاتب ۴-عرض عام سفید	۱-جنس حیوان ۲-فصل صاہل ۳-خاصہ ۴-عرض عام سفید	۱-جنس حیوان ۲-فصل ناہق ۳-خاصہ ۴-عرض عام سفید		

فصل ثانی مقاصد مین - مباحث تصورات کی یہی غایت ہے کہ اشیا کی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۰) جنس و عرض عام اور فصل و خاصہ مین اشتباہ ہو تو نوع سے مقابلہ کر کے اون کے نسبتون کو معلوم اور شبہہ کو مرتفع کرنا چاہیے ۱۲ منہ

ماہیتین جو مجہول ہین صحت کے ساتھہ معلوم ہو جائین اور اُسکا قاعدہ یہہ ہے کہ مجہول کو نوع[1] فرض کرلین پہر اوس کے جنس کے عموم کو فصل یا خاصہ سے دور کرین تو جو مفہوم پیدا ہوگا وہی مجہول ہے مثلاً ہمکو انسان کی حقیقت معلوم کرنی تہی سب سے پہلے اوس کو نوع فرض کرلیا اور اس نوع کی جنس یعنے حیوان کے عموم کو اوسکے فصل یعنے ناطق سے دور کرکے ایک عبارت (حیوان ناطق بنائی اس عبارت[2] کا مفہوم انسان کی

---

[1] فرض کرنا صرف اسلئے ہے کہ جنس مستخرج ہو سکے کیونکہ جنس کا استخراج بغیر تعین نوع امر دشوار ہے اور چونکہ جنس و فصل یا خاصہ ہی سے تعریف ہوتی ہے اور عرض عام خارج تعریفات سے ہو کلیات خمس مین نوع ہی باقی رہگئی جو مجہول و مسئول ہوا جس وقت نوع متعین ہوگی اوسکا مساوی یعنے فصل اوس کے ذریعہ سے معلوم ہو سکیگا اور چونکہ فصل علت ہے اور جنس معلول اسلئے علت سے معلول طرف التفات و توجہ باسانی ہوکر جنس معلوم ہوگی اور جب یہہ دونون معلوم ہوے صورت ہوگئی - ۱۲ منہ

[2] یہہ عبارت آئینہ کے مانند جسمین حقیقت انسان کی صورت نظر آتی ہے - یہہ عبارت گویا حقیقت انسان کی تصویر ہے - ایسی عبارت ایکہی ہوگی ورنہ حقیقتون کا متعدد ہونا لازم آئیگا - اگرچہ ممکن ہے کہ رسوم متعدد ہون مگر حد کا ایک ہونا لازمی ہے اگر کہا جاسے کہ حیوان کی تحدید بوقت نامی متحرک بالارادہ سے کیجاتی ہے - اور کبہی بوقت نامی حساس لیس یا تو یہہ دونون حد دونہین ہین کیونکہ متعدد ہین یا قاعدہ غلط ہے کہ حد متعدد نہین ہوسکتے اسکا یہہ جواب ہے کہ حساس و متحرک بارادہ گو لفظاً جداگانہ ہین مگر باعتبار معنی حقیقی دونون ایک ہی ہین کیونکہ جو متحرک بارادہ ہے حساس ہے و بالعکس تو معلوم ہوا دونون مین نسبت تساوی ہے اور یہہ ایک سمجہ ذاتہ جنس نامی کے فصل ہین اور ان کا مجموع مرکب ہمینہ ایک ہی فایدہ دیتا ہے جو ہر واحد دیتا ہے پس فصول جدا جدا نہوی -

[illegible] ہے کہ حد تام مین تعقیف و تعریف و منع و رود انکا نہ ہونے پاسے بجز اوس حالت کے کہ کوئی ان ... تو جو حد و تام ہوتے ہین طرداً و عکساً (جامع مانع) ہونے سے نام نے مگر اس سے ... ہون جیسا کو حدود تامہ مین داخل نہین کیونکہ حدود مرکبات تقییدی ہوا کرتے ہین جن مین گا

حقیقت سے اس عبارت کو معرِّف بکسرِ را و قول شارح کہتے ہین اور معرِّف ومعرَّف مین نسبت تساوی کا ہونا ضرور ہے ورنہ تعریف جامع ومانع نہوگی - ایسے جامع مانع تعریفات کو حدود ورسوم کہتے ہین جس کے اقسام جدول ذیل مین مذکور ہین -

حد		رسم	
تام	ناقص	تام	ناقص
جب جنس وفصل قریب سے مرکب ہو جیسے حیوان ناطق	جب نری فصل یا جنس بعید وفصل سے مرکب ہو جیسے ناطق یا نامی ناطق یا جماد ناطق	جب جنس قریب وخاصہ سے مرکب ہو جیسے حیوان کاتب	جب نرا خاصہ یا جنس بعید وخاصہ سے مرکب ہو جیسے کاتب یا نامی کاتب یا جماد کاتب

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۲) ہر ایک دوسرے سے مقید ہوتا ہے - ان میں حمل نہین ہوتا جو قضایا مین ہوا کرتا ہے وجس کی وجہ سے نقیض ومنع ومعارضہ کی گنجایش ہوتی ہے - پس یہ نہ کہا جائیگا کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ انسان حیوان ناطق ہے کیونکہ ایسا کہنا اوسیطرح کا کہنا ہے جیسے کاتب کے نسبت کہا جاے کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ تم کاتب ہو اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ نقیض ومنع ومعارضہ حکم کو چاہتے ہین کیونکہ دو شخصون مین مناظرہ نہین ہوتا اور دلیل طلب نہین کیجاتی جب تک کسی بات مین حکم نہو - اور حدود مین نہ دلیل ہے نہ حکم - البتہ احکام ضمنیہ مین نقض ومنع ومعارضہ ہوسکتا ہے جیسے کہہ سکتے ہین کہ مفہوم حیوان ناطق انسان کے حد ہوسکنے کو ہم نہین مانتے علی ہذا حیوان جنس اور ناطق فصل ہونیکو ہم تسلیم نہین کرتے - حیوان عرض عام کیون نہین ہے - اور ناطق کے خاصہ نہونے پر کون امر مانع ہے اور ماشی وضاحک اوس کے جنس وفصل نہونے پر کون دلیل ہے - علی ہذا ایسے ہی ضمنی احکام مین کلام ہوسکتا ہے اور اوس کا دفع کرنا بھی از روے حقیقت دشوار ہے - اگرچہ از روے اعتبارات آسان ہو - اور یہی وجہ ہے جو علما حدود مین گفتگو کرنے سے ہر حال منع کرتے ہین کیونکہ وہ ایک ایسا جدال ہے جو مقصود اہم کے شروع کرنے سے پہلے ہوتا ہے - اور عبث وبیفایدہ ہے البتہ جامع مانع ہونے کے بارہ مین نقض جائز ہے واضح ہو کہ منع سے مراد طلب دلیل ہے ۱۲ منہ

باب دوم تصدیقات مین اس مین دو فصلین ہین فصل اول مبادی دوم مقاصد

فصل اول مبادی - قضیہ موضوع اور محمول اور نسبت سے مرکب ہوتا ہے اور اوس مین صدق وکذب کا احتمال اور شک واذعان کے متعلق ہونیکی صلاحیت ہوتی ہے مگر اوس کی تحدید دشوار ہے اسی لئے مختلف تعریفات کئے گئے ہین بعض کہتے ہین کہ قضیہ وہ ہے جس مین احتمال صدق وکذب ہو - یہہ تعریف بلحاظ مفاد قضیہ ہے اور بعضون کا قول ہے کہ قضیہ وہ ہے جس کا مدلول تصدیق ہو - غالباً یہہ تعریف اس منشا پر دی گئی ہے کہ وہ جو منطقیون کا قول ہے کہ قضیہ متحقق نہین ہوتا جب تک حکم اوس پر عارض نہو راست آئے مگر یہہ تعریف غلط[1] ہے - ان تعریفون سے کہین بہتر یہہ تعریف ہے کہ قضیہ وہ قول ہے جسمین صلاحیت تعلق حکم ہو اور اوس سے بہتر[2] یہہ ہے کہ قضیہ قول حملی ہے - اگرچہ یہہ تعریفین اس سے

[1] کیونکہ قضیہ دال اور تصدیق مدلول ہو تو قضیہ کا عین تصدیق ہونا لازم آئیگا حالانکہ قضیہ تصور ہے اور تصور وتصدیق بالذات ایک دوسرے کے مغایر ہین اور اجزائی قضیہ کے پائے جانے ہوئے قضیہ کا تحقق بدون عروض اذعان نہونا خود غلط ہے جیسے بہت قریب مین اوسکی تحقیق کیجائیگی انشاء اللہ تعالی - واضح ہو کہ صاحب مبادی الحکمت اردو نے بھی یہی تعریف کی ہے ۱۲ منہ

[2] بہتر اس لئے کہ قضیہ مین جو کچھہ ہوتا ہے وہ حمل ہے کیونکہ قضیہ ایک حکایت ہے اور جس حالت کی حکایت ہے وہ ایسے دو چیزون کی اتحادی حالت ہے جو ذہن مین متغایر ہین در قضیہ مین وہی دو متغایر اوسی اتحادی طور پر جو خارج مین ہین متحد کئے جاتے ہین -

پیشتر نہ سنی گئی ہون - بہرحال قضیہ متقدمین کے پاس تین چیزون سے مرکب ہے - موضوع محمول - نسبت تامہ خبریہ اور متاخرین نسبت تقییدیہ کو اس پر زائد کرتے ہین اس بنا پر کہ یہہ نسبت نہو تو شک کس کے متعلق ہو حالانکہ نسبت تقییدی صالح تعلق شک نہین کیونکہ شک حکایت مین ہوتا ہے اور حکایت نسبت تامہ مین پائی جاتی ہے - البتہ یہہ بات ہے کہ جن قضیون

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۴) تا حکایت محکی عنہ کے مطابق ہو جیسے دیوار پر سفیدی چڑہی ہو تو یہہ ایک ایسی حالت ہے جو خارج مین متحدانہ کیفیت کے ساتہہ متکیف و موجود ہے مگر ذہن مین یہہ دو علیحدہ چیزین ہین - دیوار اور سپیدی اور شے ہے اگر ان دونون کو اس طرح متحد کیا جائے جس طرح خارج مین ہین تو حمل ہوتا ہے کما سننبئہ الف اور جو عبارت کہ اس حملی حالت کو اپنے مین رکہتی ہے وہ قضیہ ہے یعنے (دیوار سفید ہے) یہہ عبارت دیوار پر سفیدی کو محمول اور دونون مین وہی اتحاد پیدا کرتی ہے جو اتحاد کہ خارج مین موجود تہا پس ظاہر ہوگیا کہ قول حملی بہترین تعریفات قضیہ ہے اور عجب نہین کہ یہی فصل قریب ہو ۱۲- منہ

سلہ اجزاے قضیہ کی تعداد مین بہی اختلاف ہے متقدمین قائل تثلیث ہین اور متاخرین نسبت تقییدیہ کو بڑہا کر تربیع اجزاے قضیہ کی تجویز کرتے ہین دلیل یہہ کہ جب تصور و تصدیق باہم متغایر ہین اور قضیہ شکی تصور ہے تو ضرور ہوا کہ تعلق شک کے لئے بہی کوئی متعلق ہو جیسے تعلق تصدیق کے لئے ایک متعلق ہے اور جب ایسا متعلق ہونا ضرور ہے تو وہ نہوگا سواے نسبت بین بین کے یعنے ایسی نسبت کے جس سے طرفین باہم مقید بکدیگر ہون ورنہ تصور و تصدیق یعنے شک و اذعان مین فرق باقی نرہیگا پس لازم آیا کہ نسبت تامہ خبریہ کے علاوہ ایک نسبت تقییدی بہی جزء قضیہ ہو جس سے شک متعلق ہو سکے ایسے قضیہ کی یہہ عبارت ہوگی مثلاً (سفید دیوار) بلا نسبت تامہ خبریہ جو حروف ہے یا نہین مین پائی جاتی ہے مگر یہہ دلیل باطل ہے کیونکہ تصور و تصدیق کا متغایر یکدیگر ہونا بحسب ذات ہے نہ بحسب تعلق یعنے تصور و تصدیق کا ایک دوسرے سے جدا ہونا اس وجہ سے نہین کہ وہ دونون جن سے متعلق ہوتے ہین اون متعلقون کے علیحدہ ہونے سے یہہ بہی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہون بلکہ اونکی علیحدگی ذاتی ہے - تصور کیفیت بالعد صورت حاصلہ ہے - اور تصدیق اعتقاد جازم اور شک کا تعلق نسبت بین بین سے ہونا بہی صحیح نہین کیونکہ شک تردد ہوتا ہے تو حکایت مین ہوتا ہے اور حکایت نسبت تامہ خبریہ مین پائی جاتی ہے کیونکہ صدق و کذب کا احتمال نسبت تا

مین اذعان نہو وہ قضایا علوم مین بکار آمد نہین ہین کیونکہ مدار حکمت حقایق ثابت

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۵)

مین ہو اور لہذا محتمل صدق و کذب کے نسبت شک تیقن ہو سکتا ہے کہ مرکب تقییدی جیسے (سفید دیوار) ایک ایسا مرکب غیر تام ہے جس کی نسبت نہ شک ہو سکتا ہے نہ ظن نہ یقین بخلاف اس کے جب کہا جائے کہ (دیوار سفید ہے) اوس وقت تردد ہو سکیگا کہ سفید ہے یا نہین یا ظن و یقین ہوگا کہ ہے یعنے یہ حکایت اور یہ بیان مطابق واقع ہے یہہ جواب بہ نسبت متاخرین جو قائلین تربیع تقضیہ مین کافی ہے مگر اس مقام پر ایک اور اعتراض ہوتا ہے وہ یہہ کہ منطقیون کا ایک مشہور قول ہے کہ قضیہ قضیہ نہین ہے جب تک محکوم بحکم نہو یعنے وہ مرکب قضیہ نہین جو صرف موضوع و محمول و نسبت سے مرکب ہو بلکہ وہ مرکب قضیہ ہے جو ان تینون کے علاوہ کسی اور چیز کا بھی معروض ہو اور وہ اور چیز اذعان ہے اور جب ایسا ہو تو قضیہ کی تثلیث باقی نہین رہتی بلکہ تربیع کی ضرورت ہوتی ہے اس اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ اجزاے قضیہ تو تین ہی ہین مگر قضیہ کا تحقق ایک شرط پر موقوف ہے جو خارج قضیہ ہے اور وہ شرط عروض ہے۔ اس جواب پر یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ جب کسی مرکب کے تمام اجزا متحقق ہون تو اوس مرکب کا تحقق لازمی ہے کیونکہ شے عبارت ہے اجزاے شے سے اور قضیہ کے اجزا پائے جاینگے لیکن قضیہ نہ پایا جائے تو لازم آئیگا کہ یہہ اجزا کل اجزاے قضیہ نہین بلکہ ایک جزو اس کے سوا بھی ہے جس کے پائے جانے کے بعد کل اجزا پائے جاینگے اور قضیہ متحقق ہوگا اسکا یہہ جواب ہے کہ قضیہ کلی عرضی ہے اور کلی عرضی کا تحقق معروض کے تحقق پر امر لازمی نہین بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس کا تحقق کسی اور شرط و اعتبار پر موقوف ہو جیسے کاتب ایک کلی ہے اور حیوان ناطق مادہ ہے کے مصداق کے تمام اجزا ہین با این حیوان ناطق پر کاتب کا اطلاق نہین ہوتا جب تک کتابت عارض نہو اسیطرح اجزاے ثلثہ کے لئے قضیہ کلی عرضی ہے اور اجزاے ثلثہ اوس کے معروض ہونے کے تمام اجزا ہین با این اوس پر قضیہ کا اطلاق نہین ہوتا البتہ اوس وقت ہوتا ہے جب اذعان عارض ہو یہہ جواب تو شافی ہے مگر اس پر ایک اور اعتراض ہوتا ہے کہ جب قضیہ کا اطلاق اجزاے ثلثہ پر تمام ہو جاتا ہے یعنے احتمال صدق و کذب جو مفاد قضیہ ہے اجزاے ثلثہ مین پایا جاتا ہے اور عروض اذعان کا منتظر نہین رہتا تو پھر اذعان کی شرط سے کیا حاصل ہے۔ اگرچہ اسکا بھی ایک جواب ہے مگر تطویل لاطائل کو چھوڑ کر ہم اصلی جواب دیتے ہین کہ سرے ہی سے ہم عروض اذعان کو شرط تحقق قضیہ ہونا نہین مانتے بلکہ ہمارا یہہ قول ہے کہ قضیہ یہ مال قضیہ ہے خواہ اوس مین وہم عارض ہو یا شک یا ظن یا یقین یا انکار یا کوئی نہین سے عارض نہو کیونکہ احتمال صدق و کذب جو بعینہ مفاد قضیہ ہے اور وہ شک و اذعان سے متعلق ہونیکے پہلے ہو جاتا ہے کیونکہ شک کرنے والے شخص کے نسبت یہہ نہین کہا جاتا کہ وہ سچا ہے جھوٹا بلکہ نفس قضیہ کے نسبت ایسا احتمال ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ قضیہ کا تحقق شک و اذعان کے عروض پر موقوف نہین بلکہ قضیہ قضیہ ہے اوس حال مین جبکہ وہم و شک و ظن و یقین و انکار وارد عارض ہون یا نہون اور [illegible] پایا جاویگا جب اوسمین صدق و کذب کا احتمال ہوگا اور صدق و کذب کا احتمال

اصلیہ اشیا پر ہے اور وہم وشک کو حقیقتون مین مدخل نہین - رہی یہہ بات
کہ ظن جو تصدیق کی ایک قسم ہو اوس سے کیا مراد ہے - آیا وہ احتمال راجح و
مرجوح سے مرکب ہے یا محض احتمال جانب راجح بحالت بساطت پہلا قول
امام فخرالدین رازی اور بعض منطقیون کا ہے - مگر وہ معقول نہین کیونکہ شک
وظن ویقین بسایط ہین اور ظن حکم بطرف راجح کا نام ہے - البتہ عقل جس وقت
جانب مرجوح کا لحاظ کرتی ہے اوسکی بھی ایک طرح کی تجویز کرتی ہے - اس سے
یہہ سمجھنا کہ احتمال جانب مرجوح کی تجویز اوس حکم مین داخل ہے کسی طرح درست
نہین ورنہ اجزاے قضیہ کا چار ہونا لازم آئیگا کیونکہ نسبتین دو ہو ہی پڑین گی
راجحہ و مرجوحہ اور قضیہ چار جز کا ہونا ضرور ہوگا - الغرض موضوع ومحمول پر
دلالت کرنے والے الفاظ تو معانی مستقلہ رکھین گے مگر نسبت پر دلالت
کرنے والا لفظ حرف ہوگا کیونکہ نسبت موضوع ومحمول مین ربط دینے والا
ایک ایسا وسیلہ و واسطہ ہے جو مستقل طور پر موجود نہین اور عربی مین اوسکے
لئے کوئی لفظ موضوع نہین البتہ اور زبانون مین ہے جیسے (اَست)

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۶) بجز نسبت تامہ خبریہ ہو جاتا ہے اور قضیہ اوسی پر تمام ہوتا ہے پس تثلیث
قضیہ بحال خود رہی اور کوئی قباحت لازم نہ آئی - ۱۲ منہ

لہ اور یہی وجہ ہے جو بحث قضایا انشائیہ مین کیجاتی ہے کیونکہ میزانیون کو اوسی قضیہ سے بحث ہے جو معرض
اذعان ہو اور جو قضیہ کہ معرض شک ووہم یا انکار ہے اوس سے اہل علم کو کچھہ تعلق نہین -

یونانی مین -(اَنست) فارسی مین -(ہے) اُردو مین[۱]-

حمل لغت مین حکم بہ ثبوت یا نفی ثبوت کو کہتے ہین اور اصطلاح مین اتحاد دو متغایر ذہنی کا جو از روئے وجود متحد ہین موافق اوس طور کے جو خارج مین ہے مثلاً فرض کرو کہ زید لکھہ رہا ہے - اوسوقت از روئے وجود خارجی زید اور لکھنے مین اتحاد پیدا ہے مگر ذہن مین زید اور کتابت علیحدہ علیحدہ اشیا ہین اب اگر حالت خارجی و ذہنی مین اسطرح اتحاد پیدا کیا جائے کہ جسطرح وہ لکھہ رہا ہے وہی حالت ذہن مین نہ ہون ہو تو لامحالہ زید و کتابت مین ایک اتحاد مطابق اوس اتحاد کے ذہن نشین ہوگا جو زید و کتابت مین خارجاً موجود ہے ایسے اتحاد کو **حمل** کہتے ہین اور وہ اس قضیہ کے مفہوم مین پایا جاتا ہے کہ (**زید کاتب ہے**) اور یہہ عبارت گویا تصویر ہے اوس اصل واقعہ کی جو خارج مین موجود ہے[۲]-

---

[۱] مبادی الحکمت جو منطق مین اردو کی کتاب ہی اوس مین لکھا ہے کہ نسبت حکمیہ قضیہ سے مفہوم ہوتی ہے اور اوسکے لئے کوئی خاص لفظ نہین اور الفاظ ہے و نہین ایقاع نسبت یا سلب نسبت یعنے حکم پر دلالت کرتے ہین مگر یہہ صحیح نہین کیونکہ قطع نظر اسکے کہ خلاف تصریحات قوم ہے لازم آئیگا کہ قضایا ئے غیر مذکورہ مین ہی یا نہین سے الفاظ نہون حالانکہ ایسا نہین بلکہ (ہے) و (نہین) وغیرہ ایسے الفاظ ہین جو مرکب غیر تام کو تام کر دیتے ہین اور اوسوقت بھی انکا قضیہ مین ہونا ضروری ہوتا ہے جب حکم یعنے ایقاع یا سلب نسبت نہو اگر یہہ لفظ حکم پر دلالت کرنے والے ہوتے تو اوس قضیہ مین انکا ہونا ضروری نہوتا جس قضیہ مین حکم نہو بخلاف اسکی انکا ہونا اوس مرکب مین بہرحال ضروری ہے جو مرکب کہ تام اور با تم قضیہ موسوم ہو بلا اس کے کہ وہ معروض حکم ہو یا نہو -۱۲ منہ

[۲] حمل دو تقسیم پر منقسم ہے اور تقسیم اول مین دو قسمین ہین ۱- حمل اولی ۲- حمل شائع متعارف -۱۲ منہ

تصدیق یعنی اذعان قضیہ کو کہتے ہین یعنی تصدیق اس امر کی کہ محمول موضوع کے لئے واقع مین ثابت ہے۔ اور تصدیق دو طرح پر ہے تفصیلی و اجمالی۔ تفصیلی وہ تصدیق ہے جسمین موضوع و محمول و نسبت علیحدہ علیحدہ ملحوظ ہون اور حکم باتحاد جداگانہ کیا جاے جیسے (دیوار سفید ہے) مین پہلے دیوار کا علم ہوتا ہے پھر سفیدی متصور ہوتی ہے۔ پھر کیفیت نسبت مذہون ہوتی ہے اوسکے بعد حکم باتحاد طرفین کیا جاتا ہے۔ اجمالی وہ تصدیق ہے کہ طرفین کا اتحاد عالم کے پاس ایک ہی مرتبہ منکشف ہو جیسے ہمنے دیکھا کہ دیوار سفید ہے اور دیوار و سفیدی کا اتحاد ایک مرتبہ مجملۃً متیقن ہو گیا

حمل اولی وہ ہے جس کا محمول عین موضوع ہو جیسے (زید زید ہے) یہ حمل بدیہی ہے اسی سے اسکا نام اولی ہوا کیونکہ اولیات اکثر بدیہیات ہوا کرتے ہین۔ البتہ کسیوقت نادر طور پر نظری بھی ہوتا ہے جیسے وجود واجب ہے۔ جسوقت وجود عین واجب اور واجب عین وجود باعتبار کیا جاے۔ ۲۔ حمل شایع متعارف وہ حمل ہے جسمین مجرد اتحاد ہو یہ بھی دو طرح کا ہے ۱۔ حمل جزئیات ۲ حمل محصورات حمل جزئیات وہ حمل ہے جسمین موضوع محمول کا جز ہو۔ یا ایک کے جزئیات فی الجملہ دوسرے کے جزئیات ہون جیسے (زید انسان ہے) یا (انسان کاتب ہے) حمل محصورات وہ ہے جس کا موضوع کل یا جز سے محصور ہو اور وہ چار ہین ۱۔ موجبہ کلیہ ۲ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴ سالبہ جزئیہ۔ یا جو اونکے حکم مین ہون جیسے مہملہ جزئیہ کے حکم مین ہے۔ تقسیم دوم مین بھی دو قسمین ہین ۱۔ حمل بالاشتقاق ۲ حمل بالمواطاۃ۔ حمل بالاشتقاق وہ ہے جو کسی محل مین حلول کیا ہو۔ اور ایسا حلول عربی مین فی اور ذو اور لہ سے ہوتا ہے۔ فی جیسے زید فی الدار زید گھر مین ہے۔ اور ذو جیسے زید ذو مال زید صاحب مال ہے اور لہ جیسے لہ مال اوسکو مال ہے پس ایسا حمل بالحلول جسکو حمل بالاشتقاق کہتے ہین بواسطہ اون حروف کے ہوگا جو حلول پہ دلالت کرتے ہین اور حمل بالمواطاۃ وہ حمل ہے جو علی سے ہو جیسے الکاتب صادق علی الحیوان یعنے کاتب انسان پہ صادق ہے ۱۲ منہ

یہ اجمالی و تفصیلی کہنے کو تو ہے مگر حقیقت مین نہین کیونکہ تصدیق علم[1] اور حکم بسیط ہے۔ اور بسیط صلاحیت تقسیم و تفصیل اجمال نہین رکھتا مگر فی الجملہ۔

متعلق حکم۔ بعضونکا قول ہے کہ حکم نفس معنی قضیہ سے متعلق ہوتا ہے۔ یعنی قضیہ جو موضوع و محمول ملحوظ بلحاظ استقلال اور نسبت رابطہ ملحوظ بلحاظ غیر استقلال سے مرکب ہے[2] اوس سے متعلق ہوتا ہے۔ اور بعضون کا قول ہے کہ معنی اجمالی یا تفصیلی سے متعلق ہوتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ موضوع و محمول سے متعلق ہوتا ہے اوس حال مین کہ موضوع و محمول نسبت رابطہ سے مربوط ہو اور یہہ قول شیخ کا ہے

---

[1] اگر کہا جاوے کہ اجمال و تفصیل مین منافات ہے تو شئے واحد مجمل و مفصل کیونکر ہو سکتی ہے اوس کا جواب یہہ ہے کہ اجمال و تفصیل کا وجود شئے واحدہ مین بجہت واحدہ سے بوقت واحد ممنوع ہے مگر بحسب اوقات و جہات کوئی قباحت نہین کیونکہ پہلے تصدیق تفصیلی پائی جاتی ہے پھر اجمالی کیفیت طاری ہوتی ہے پس اجمالی حالت کو اجمالی طور پر متصور ہونے کے وقت مین اجمالی کہنے سے یہہ لازم نہ آئیگا کہ یہہ اجمالی بسبوقت تفصیلی تھی کیونکہ تھی تو کب تھی جب بحسب تفصیلی تھی اور اب جو اجمالی کہی جاتی ہے بحسب سابق نہین بلکہ بحسب لاحق ہے جو اجمالاً متصور ہوئی ہے پس منافات نہ ہوا ۱۲ منہ

[2] موضوع و محمول کا مستقل ہونا تو ظاہر ہے مگر نسبت اسلئے مستقل نہین کہ وہ بھی حرف ہے۔ اور جیسے حرف اپنا معنی دینے مین انضمام کا محتاج ہے نسبت بھی اپنا معنی دینے مین موضوع و محمول کی محتاج ہے کیونکہ یہہ بات نہین نسبت پر دلالت کرنے والے لفظ مین ثابت ہوا کہ نسبت غیر مستقل ہے اس مقام پر ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ نسبت غیر مستقل ہے اور قضیہ مستقل یعنی موضوع و محمول اور ایک غیر مستقل یعنی نسبت سے مرکب ہوتا ہے اور جو کہ مستقل و غیر مستقل کا مرکب ہو وہ غیر مستقل ہوگا تو لازم آیا کہ قضیہ غیر مستقل ہوا اور اس کا جواب یہ ہے کہ مرکب مستقل و غیر مستقل ایسی صورت مین غیر مستقل ہوتا ہے جبکہ غیر مستقل محتاج الیہ خارج مرکب ہو اور یہان وہ بات نہین بلکہ نسبت جو غیر مستقل ہے موضوع و محمول کی محتاج ہے جو اجزا اوس مرکب یعنے قضیہ کے ہین ۱۲ منہ۔

جو میر زاہد علیہ الرحمہ کا مختار ہے اور بعض صرف محمول سے متعلق ہونیکے قایل ہین - مگر مشہور یہہ ہے کہ حکم متعلق بہ نسبت ہوتا ہے جس حال مین کہ نسبت لحاظ استقلالی سے ملحوظ ہو جسکو کیفیت وقوع کہتے ہین اور جو قضیہ کی جزو ہے - مگر حق یہہ ہے کہ متعلق تصدیق نفس قضیہ ہے - یعنے ہیئت ترکیبیہ قضیہ کا مفاد جو اتحاد محمول بموضوع ہے ملحوظ بلحاظ وحدانی ہو کر محلة نہ ہون ہو جو درحقیقت محکی عنہ ہے اوس وقت تصدیق اوس کیفیت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے پس تصدیق کا اصل متعلق وہی کیفیت محکی عنہ[٥١] ہے جسکو نفس قضیہ کہنا چاہیے -

اصطلاحات

١ - ج - ایک ایسا حرف ہے جسکو منطقیون نے اختصاراً موضوع پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا ہے کہ جس وقت (ج) لکھا جاوے اوس سے مراد موضوع ہو[٥٢]

٢ - ب ایضاً محمول کے لیے -

٥١ یہان ایک اعتراض ہوتا ہے اوسکی تقریر یہہ ہے کہ محکی عنہ موجود فی الخارج کو کہتے ہین اور حکایت مفہومات کو جو نہ ہون فی الذہن ہے اور یہ نہ ہون فی الذہن بطور وسیلہ ہے اور محکی عنہ اوسکا خارج ہے تو لازم آتا ہے کہ تصدیق متعلق اوس چیز سے ہو جو قضیہ سے خارج ہے اسکا یہ جواب ہے کہ [illegible] اصل مقصود تو وہی ہے اور خارج و ذہن مین دونون موجود ہے پس اوس مقصود بالذات کو چھوڑ کر وسیلہ [illegible] متعلق [illegible] دیوار سفید ہے) [illegible] اور [illegible] دیوار کے ساتھ اتحاد سپیدی کی ہوئی خارج مین [illegible]

٥٢ چونکہ منطق زبان یونانی سے ترجمہ کی گئی ہے اور یونانی زبان بہت طولانی ہے اس لیے یونانی موضوع

۳- قضیہ مرکبہ سے یعنے قضیہ شرطیہ اور شرطیہ وہ قضیہ ہے جسمین ایک امر کا ثبوت وسلب دوسرے امر کے ثبوت وسلب پر موقوف ہو یا دونون مین حکم منافات ہو جیسے (اگر آفتاب نکلا ہے تو دن ہے) یا جیسے (یہہ عدد طاق ہے یا جفت) چونکہ اس کے طرفین مرکب

ومحمول کے عوض اختصاراً حروف کا استعمال کرتے تھے اور جب عربی مین منطق آئی وہی طریقہ جاری رکھا گیا اور حروف ج - و - ب) موضوع ومحمول کے لئے قرار پاے اسکے علاوہ دفع توہم بھی مقصود تھا - کیونکہ جس وقت کہا جائے کہ جو انسان سے حیوان ہے وہم ہو سکتا ہے کہ شاید اسی مادہ مین یہہ حکم ہے بخلاف اسکے جب کہا جای کہ جو ج ہے وہ ب ہے ایسا وہم نہین ہو سکتا بلکہ بلا تکلف وتوقف یقین ہو جاتا ہے کہ ان حروف سے موضوع ومحمول مقصود ہے - الغرض ان حروف سے یہہ بتانا مقصود نہین کہ جو ج ہے وہ ب ہے بلکہ یہہ بتانا ہے کہ جس پر ج صادق آتا ہے اوس پر ب صادق آتا ہے نہ یہہ کہ یہہ بتانا ہو کہ ج و ب باہم مترادف ہین اور ان دو دال کا ایک مدلول ہے - ان حرفون کی تخصیص کی یہہ وجہ ہے کہ الف اول الحروف ہے مگر اوس کا تلفظ جو بصل متوسط ہے ابتدا بساکن ہونے سے اوس کا اوا کرنا دشوار ہوا اور ھمزہ کی تحریر کوئی خاص صورت نہ تھی اب رہا ب اوسکو منتخب کیا اور ت و ث کو چھوڑ دیا کیونکہ اونکی صورت ب کے مشابہ ہے - اور التباس کا احتمال ہے اس لئے ب و ج مقرر ہوے لیکن چاہیے تھا کہ موضوع کے لئے ب اور محمول کے لئے ج ہوتا ایک مصلحت سے ایسا نکیا گیا وہ یہہ کہ اصلی صورت وترتیب باقی رہتی اگر یہی ترتیب ہوتی تو شبہ ہوتا کہ شاید حروف ابجد کا سلسلہ بیان کیا گیا ہے اور موضوع ومحمول مراد نہین ہین اس لئے عکس کر دیا گیا۔

ملا محب اللہ صاحب سلم نے فاضل لاہوری عبد الحکیم سیالکوٹی کے برخلاف یہہ رائے دی ہے کہ ان حروف کی اصلی صوت نہ نکالنی چاہیے یعنے لکھنے پڑھنے مین ج - ب - لکھنا پڑھنا نہ چاہیے بلکہ جیم - با بقیاس مقطعات قرانی لکھنا پڑھنا چاہیے - اور فاضل موصوف کے یہہ وجوہات ہین کہ جیم وبا الفاظ معنی دار ہین اور اوس کا معنی ومدلول حروف ج - ب ہے - جیم دال ہے اور ج مدلول اور با دال ہے ب مدلول تو ایسے مقام پر معنی دار الفاظ کا استعمال مناسب نہین بلکہ بعض اسما کے حالت بسیطہ اور صورت اصلیہ ہونی چاہیے جن مین کوئی معنے نہ ہو - اور یہہ

ہوتے ہین اسلئے اوسکو قضیہ مرکبہ کہتے ہین[1]۔

۴ **قضیہ مفردہ** - یعنے حملیہ اور حملیہ وہ قضیہ ہے جس مین ایک شئے کا ثبوت دوسری شئے کے لئے ہو یا نفی ایک شئے کے واسطے دوسری شئے کے جیسے (زید کاتب ہے) اس مین کتابت زید کے لئے ثابت کی گئی یا (زید کاتب نہین ہے) اس مین زید کے لئے کتابت کی نفی ہوی

۵ **قضیہ معدولۃ الموضوع**[2] وہ قضیہ جس کے موضوع مین حرف نفی ہو جیسے (بیجان درخت ہے)۔

۶ **قضیہ معدولۃ المحمول** وہ قضیہ جس کے محمول مین حرف نفی ہو جیسے (درخت بیجان ہے)

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۲)

شارحین مسلم نے بھی اوسکی تائید وتصویب کی ہے اور قیاس مقطعات قرآنی کو قیاس مع الفارق ہونا بتایا ہے کیونکہ وہ منجملہ امور توقیفیہ سے ہے جنکے وجوہات واسرار سے ہم واقف نہین ہین - اور مین بھی اوسیکو بہتر جانتا ہون نہ صرف اوس دلیل سے جو مذکور ہوی بلکہ ایک اور دلیل سے بھی وہ یہہ کہ ترک اختیار **الف** کی وجہ یہی بیان کیگئی ہے کہ ابتدا بالسکون لازم آتا ہے اور ابتدا بالسکون کی قباحت جو مانع تلفظ ہے اوس وقت لازم آتی جب اصل صوت حرف **الف** ادا کیجائے تو معلوم ہوا کہ اصلی صوت کا ادا کرنا مقصود ہے ورنہ ترک **الف** پر کوئی دلیل نہین اور جب اصلی صوت نکالنا مقصود ہے تو **ج** **ب** کہنا چاہئے نہ جیم وبا ۱۲ منہ

[1] مطلب یہہ کہ شرطیہ مین مقدم وتالی ہر ایک مرکب ہوتے ہین - اور ہر شرطیہ مین دو جملے ہین جیسے (اگر آفتاب نکلا ہے) جو مقدم ہے اس مین حرف شرط دور کیا جائے تو (آفتاب نکلا ہے) باقی رہتا ہے - اور وہ ایک قضیہ حملیہ ہے اسیطرح (تو دن ہے) مین تو دور کردین تو (دن ہے) جو باقی رہجاتا ہے وہ بھی قضیہ حملیہ ہے یہی وجہ ہے جو اوسکو مرکبہ کہتے ہین - ۱۲ منہ

[2] قضیہ معدولہ ملفوظہ ومعقولہ بھی ہوتا ہے ملفوظہ وہ جسکے موضوع یا محمول یا دونون مین

۷ قضیہ معدولۃ الطرفین - وہ قضیہ جسکے موضوع محمول دونون مین حرف نفی ہو جیسے بےحس بیجان ہے -

۸ - قضیہ محصلہ[۱] وہ قضیہ حملیہ ہے جو معدولہ نہو یعنے اوسکے موضوع یا محمول یا دونون مین حرف نفی نہو -

۹ - طرفین اجزاے قضیہ یعنے موضوع و محمول یا مقدم و تالی -

۱۰ موضوع مبتدا - یعنے مثال (زید سوتا ہے) مین لفظ زید مبتدا یعنے موضوع ہے

۱۱ محمول خبر جیسے لفظ (سوتا) مثال مذکور مین -

۱۲ - مقدم شرطیہ[۲] یعنے جزو اول قضیہ شرطیہ جیسے (اگر آفتاب نکلا ہے)

۱۳ - تالی - جزا یعنے جزء دوم قضیہ شرطیہ - جیسے (تو دن ہے)

۱۴ - نسبت حکمیہ - موضوع و محمول کا رابطہ جو موضوع کو وصف محمول سے متصف یا اتصاف سے منتزع کرتا ہے -

۱۵ - ملازمہ[۳] - مقدم و تالی کا رابطہ جو تالی کو مقدم کے ساتھہ پیوند دیکر تالی کو

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۳) حرف نفی ہو - معقولہ وہ کہ حرف نفی نہو مگر معنی مین حرف نفی کا مفہوم مستفاد ہو - جیسے (زید اندھا ہے) یہ قضیہ معدولہ نہین معقولہ ہے اور محصلۃ الملفوظ ۱۲ منہ

[۱] موجبہ کو کبھی محصلہ بھی کہتے ہین جیسے سالبہ کو بسیطہ سے بعض وقت تعبیر کرتے ہین ۱۲ منہ

[۲] شرط ایک امر کو دوسرے امر پر معلق کرنے کو کہتے ہین -

[۳] مقدم و تالی مین لزوم ضرور ہوتے مثلاً اگر آفتاب نکلا ہے تو دن ہے ۱۲ اسمین مقدم کے وجود کے ساتھ تالی کا وجود لازم ہے اور اسیکو لزوم کہتے ہین ایسا لزوم دو طرح پر ہوتا ہے ۱ - بعلاقہ علیت یعنے متلازمین سے کوئی

لازم مقدم کرتا ہے -

۱۶ کمیت - جزئیت یا کلیت - کلیت[1] جیسے (کل انسان ناطق ہین)
جزئیت جیسے (بعض انسان کاتب ہین)-

۱۷ سور - وہ حروف جو کلیت وجزئیت پر دلالت کرتے ہین جیسے سب - سارے - تمام - کل - کلیہ کے لئے - بعض - تھوڑے - کچھ - چند - جزئے کیلئے کوئی نہین - ایک نہین - سالبہ کلیہ کے واسطے - بعض نہین - تھوڑے نہین - سالبہ جزئیہ کے واسطے -

۱۸ کیفیت - ایجاب وسلب یعنے اثبات ونفی - اس کے حروف جو ایجاب وسلب پر دلالت کرتے ہین (ہے - ہین - اور نہین ہے - نہین ہین) ہین -

۱۹ - جہت - ضرورت - دوام - فعلیت - امکان - اس سے جو قضیہ بنایا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۴) ایک دوسرے کی علۃ ہو جیسے مثال مذکور مین آفتاب علۃ ہے وجود نہار کا یا دونون متلازمین علۃ واحدہ کے معلول ہون جیسے اگر زید بیٹا عمر کا ہے تو عمرو زید کا باپ ہے اس مین زید وعمرو جو متلازمین ہین ایک علۃ کے معلول ہین اور وہ علۃ انسان کا انسان کے نطفہ سے ہونا اس کو تضایف کہتے ہین اور تضایف کی یہہ تعریف ہے کہ ہر ایک کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف ہو اور وہ ایک نسبت ہو جو متضایفین مین ہوتی ہے - تحتیت فوقیت کمی زیادتی اور جیسے بعض ایک دوسرے کے متضایفین ہین ۱۲ منہ

[1] کل کا لفظ تین معنون مین مستعمل ہوتا ہے ایک معنی کل مصطلحہ منطقیین و دوسرے بمعنی مجموعی تیسرے بمعنی افرادی اور علوم مین کل وکلیہ بمعنی ثالث معتبر و متعارف ہے ورنہ بڑی خرابی واقع ہوتی کیونکہ اگر بمعنی اول ہوتا تو جس وقت یہہ قیاس بنایا جاتا کہ (زید انسان ہے) اور جو انسان ہے نوع ہے نتیجہ یہہ نکلتا کہ زید نوع ہے حالانکہ وہ غلط ہے - اگر بمعنی ثانی ہو تو اس قیاس مین کہ زید انسان ہے اور کل انسان کے سمانے کے لئے یہہ گھر کافی نہین نتیجہ یہہ کہ زید کے سمانے کے لئے یہہ گھر کافی نہین بخلاف اس کے افرادی مین یہہ قباحت نہین ۱۲ منہ

اوس کو موجہہ کہتے ہین - اور رباعیہ بھی اوسیکا نام ہی - کیونکہ قضیہ مین بلحاظ جہت چار چیزین ہو جاتی ہین - [۱]

جدول اقسام قضایاے محصلۂ حملیہ

جسکے موضوع کے افراد ہون									
(۱) شخصیہ		(۲) طبعیہ		(۳) مہملہ		محصورہ یا مسورہ (افراد کی مقدار بتائی گئی ہو)			
						(۴) کلیہ		(۵) جزئیہ	
جس کے موضوع کے افراد نہون -		افراد پر حکم نہو -		افراد کی مقدار سے سکوت ہو		موضوع کے کل افراد پر حکم ہو		موضوع کے بعض افراد پر حکم ہو	
موجبہ	سالبہ	موجبہ	سالبہ	موجبہ	سالبہ	موجبہ	سالبہ	موجبہ	سالبہ
زید کھڑا ہے	زید کھڑا نہین ہے	انسان نوع ہے	انسان جنس نہین ہے	آدمی لکھنا جانتے ہین	آدمی نہین اڑتے	ہر انسان حیوان ہے	ہر انسان حجر نہین	بعض انسان کاتب ہین	بعض انسان کاتب نہین

[۱] اگر کہا جاوے کہ کمیت کے اعتبار سے خماسیہ بھی کہنا چاہئے اوسکا یہہ جواب ہے کہ قضیہ نسبت جہت کے اعتبار سے ثلاثیہ و رباعیہ ہوتا ہے کیونکہ نسبت و جہت قضیہ کو لازم ہین - اور قضیہ بدون ان کے کسیطرح نہ پایا جاوے گا بخلاف کمیت کے کیونکہ وہ لازم نہین اور قضیہ بدون اوسکے بھی پایا جاتا ہے جیسے شخصیہ طبعیہ و مہملہ لیس کمیت لازم نہوی اور معتبر نہ سمجھی گئی - ۱۲ منہ

جدول اقسام قضایاے شرطیہ ٧

متصلہ اگر حکم بصدق جزو ثانی قضیہ بصورت صدق جزو اول قضیہ ہو | منفصلہ اگر حکم دونون اجزاے قضیہ کے صدق و کذب کا بمنافات ہو یعنی ایک صادق ہو تو دوسرا نہو

لزومیہ اگر اتصال بوجہ ہو یعنے علاقہ لزوم ہو | عنادیہ اگر انفصال بوجہ ہو

قسم		نمبر	مثال
شخصیہ اگر اتصال خاص صورت وحالت پر ہو۔		١	اگر تم آج آؤگے تو سفارش کرونگا اسمین لفظ (آج) کی قید باعث شخصیت قضیہ ہے۔
مہملہ اگر کمیت کا بیان نہو۔		٢	پُروا ہوا چلتی ہے تو پانی برستا ہے۔ اسمین نہ کمیت ہے نہ بیان مقدار و اوضاع واحوال اسلئے مہملہ ہے
اگر کمیت مقدار و اوضاع واحوال کا بیان ہو	کلیہ	٣	جس وقت زمین چاند اور سورج کے درمیان ہوگی چاند گہنایا نظر آئیگا۔ اسمین جسوقت کا لفظ قایم مقام کلیہ ہے
	جزئیہ	٤	کبھی ہوتا ہے کہ ایک چیز جاندار ہو تو انسان بھی ہو۔ اسمین کبھی ہوتا ہے کا لفظ جزئیت پر دال ہے۔
اتفاقیہ اگر اتصال بلا وجہ ہو۔		٥	جب آدمی باتین کرتے ہین گدھے آواز کرتے ہین اسمین آدمی کی بات اور گدھے کی آواز مین لزوم نہین اسلئے اتفاقیہ ہے
منفصلہ حقیقی اگر اجتماع و ارتفاع مین تنافی ہو۔		٦	اس وقت یا دن ہوگا یا رات ہوگی۔ اسمین حکم بمنافات ہے اور اجتماع و ارتفاع دونون محال ہے۔ نہ یہہ ہوسکتا ہے کہ دن بھی نہو اور رات بھی نہو۔ نہ یہہ کہ دن بھی ہو اور رات بھی۔
مانعۃ الجمع اگر اجتماع ممتنع ہو۔		٧	یہہ شئے یا درخت ہے یا پتھر اس مثال مین ارتفاع ممکن ہے یعنی یہہ ہوسکتا ہے کہ نہ درخت ہو نہ پتھر جیسے قالین مثلاً مگر یہہ نہین ہوسکتا کہ ایک ہی چیز درخت بھی ہو پتھر بھی ہو۔ کیونکہ اجتماع ممکن نہین۔
مانعۃ الخلو اگر ارتفاع ممتنع ہو۔		٨	زید دریا مین ہے یا نہ ڈوبا ہے۔ اس مثال مین اجتماع ممکن ہے یعنی یہہ ممکن ہے کہ دریا مین ہو اور نہ ڈوبا ہو مثلاً جہاز پر ہو بخلاف اسکے ممکن نہین کہ دریا مین نہو اور ڈوبا ہو کیونکہ خشکی ڈوبنے کی جگہ نہین اگر کوئی کہے کہ مثلاً کوئی کنوین مین ڈوب جائے تو اوس پر صادق آئیگا کہ دریا مین نہین اور ڈوبا ہے جیسے جہاز پر ہو تو صادق آتا ہے کہ دریا مین ہے اور ڈوبا نہین اسکا یہہ جواب ہے کہ دریا مین نہو کہنے سے یہہ مراد ہے کہ خشک زمین پر ہو اور جہاز پر ہو کا یہہ مطلب کہ شخص جہاز پر ہو اور جہاز دریا مین اسوقت عرف مین کہتے ہین کہ شخص دریا مین ہے مگر ڈوبنے سے بالکل بچا ہے یہہ کہ ے درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ۔ بازمیگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش
اتفاقیہ اگر انفصال بلا وجہ ہو		٩	زید یا عالم ہے یا حبشی۔ اسمین علم اور حبشیت مین معاندت واقعی نہین اسلئے اتفاقیہ ہے۔

بحث جہات

کوئی چیز دور سے نظر آئے - اور وہ پتھر ہو اور ہم سمجھین کہ درخت ہے اور زبان سے کہین کہ گھوڑا ہے تو اوس چیز کی تین حقیقتین ہوین ایک وہ جو نفس الامری ہے دوسری وہ جو عقل مین ہے تیسرے وہ جو ہمارے الفاظ مین ہے - ان تینون کے تین نام ہین وجود نفس الامری مادہ وجود عقلی جہت اور وجود لفظی موجہہ اور مواد چار ہین ؛

(۱) کوئی چیز کسیکی طرف اس طرح منسوب ہو کہ اوس سے کسیطرح منفک یعنے جدا نہو سکے نہ اوس وقت جب زمانہ ملحوظ ہو نہ اوس وقت جب نہو جیسے حیوانیت انسان سے کسیصورت جدا نہین ہو سکتی نہ نفس الامر مین نہ تجویز عقل مین اسکو ضرورت کہتے ہین - اسکا قضیہ موجہہ یہہ ہوگا (ضرور) جو انسان ہے وہ حیوان ہے -

۲ - اسطرح منسوب ہو کہ کسی خاص حالت مین منفک ہو سکے اگرچہ نہین ہوتی مگر عقل تجویز کرتی ہے کہ شاید ہو جیسے ہمیشہ انسان کے بدن مین خون دورہ کیا کرتا ہے - اس مادہ کو دوام کہتے ہین جو تینون زمانون پر مشتمل ہو - اور دوام ضرورت سے عام ہے - کیونکہ جو ضروری ہے وہ دایم ہے - مگر ضرور نہین کہ جو دایم ہے وہ ضروری بھی ہو -

۳۔ اس طرح منسوب ہو کہ زمانہ حال مین[1] تو منفک نہین ہے۔ یعنے بالفعل تو یہہ نسبت موضوع سے جدا نہین جیسے (زید بالفعل کاتب ہے) اس مادہ کو اطلاق اور فعلیہ کہتے ہین۔ اور یہہ ضد دوام ہے اور دوام سے عام کیونکہ جو دایم ہے وہ بالفعل ہے مگر جو بالفعل ہے اوسکا دایم ہونا ضرور نہین۔

۴۔ اس طرح منسوب ہو کہ انفکاک ضروری نہ ہو جیسے ممکن ہے کہ فلان چمار ساری دنیا کا بادشاہ ہو جائے۔ یہہ نسبت کسی زمانہ مین نہین پائی جاتی اور جس طرح ضرورت زمانہ سے مستغنی ہے یہہ بھی ہے مگر پھر ہونا کچھ ضروری نہین ایک امکان ہے کہ شاید ہو جائے۔ اس مادہ کو امکان[2] کہتے ہین یہہ ضد ضرورت اور اطلاق سے عام ہے یعنی جو بالفعل ہے وہ ممکن ہے مگر جو ممکن ہے وہ بالفعل ہونا ضرور نہین

---

[1] اگرچہ ہمنے مبتدیون کے سمجھنے کے لئے زمانہ حال لکھا تا لفظ بالفعل کا مطلب ذہن نشین ہو مگر حقیقت مین زمانہ حال کی تخصیص نہین۔ بلکہ ایک اطلاق ہے جو ضد دوام ہے یعنے محمول موضوع سے منفک نہوا اوس وقت تک جو غیر دایم ہے۔ اس کو قوت حاصلہ بھی کہتے ہین مثلاً جب زید کو لکھنا آتا ہو کہہ سکینگے کہ زید بالفعل کاتب ہے اگرچہ اوس وقت نہ لکھہ رہا ہو۔ اور اوسکے یہہ معنی کہ زید کو قوت کتابت حاصل ہے

[2] یعنی سلب ضرورت جانب مخالف اور اطلاق و امکان مین یہہ فرق ہے کہ اطلاق قوت حاصلہ ہے

منطق مین ان چارون سے اسی قدر بحث ہے کہ قضایا مین انھین چارون مین سے کوئی نہ کوئی جہت ضرور ہوگی - اور یہی چار ہین جو اصول جہات ہین اور ان کے فروع حدّ حصر سے باہر ہین البتہ اکثریت کے لحاظ سے اقسام ذیل مین منضبط ہین - کیونکہ جہت ذاتی ہوگی یا وصفی یا وقتی معین ہوگی یا غیر معین بسیط ہوگی یا مرکب کیونکہ جب جہت کا یہہ مطلب ہے کہ موضوع محمول سے کس جہت کے ساتھہ متصف ہے تو یا موضوع کی ذات اس اتصاف کی مقتضی ہوگی جیسے ذات انسان حیوانیت کی مقتضی ہے یا موضوع کی کوئی صفت اوس کی مقتضی ہوگی - جیسے جب کسی چیز کو دیکھو تو تمہاری آنکھہ کھلی ہوتی ہے یعنی ذات موضوع مثلاً انسان مین ایک صفت دیکھنے کی ہے اور وہ اس بات کی مقتضی ہے کہ دیکھنے کے وقت آنکھہ کھلی رہے -

علی ہذا کسی وقت تک متصف بمحمول ہوگا - اور وہ وقت معین ہوگا یا نہ ہوگا - مثلاً جس وقت چاند اور سورج مین زمین حایل ہوگی چاند گہنا یا نظر آوے گا یعنی اوسی وقت معین تک اور جیسے کسی نہ کسی وقت انسان سانس لیا کرتا ہے یعنی اوس وقت تک جو غیر معین ہے -

---

اور امکان غیر حاصلہ ۱۲ منہ -

جدول قضایائے موجہ بسیطہ و مرکبہ

عنوان	نمبر	مثال موجبہ	مثال سالبہ
ضرورت — ضرورت ذاتی: ضروریہ مطلقہ	٢	ہر انسان حیوان ہے بالضرورت	کوئی انسان پتھر نہیں بالضرورت
ضرورت وصفی — بسیطہ: مشروطہ عامہ	٣	[illegible]	[illegible]
ضرورت وصفی — مرکبہ: مشروطہ خاصہ	٤	[illegible]	[illegible]
ضرورت وقتی — وقت معین — بسیطہ: وقتیہ مطلقہ	٥	[illegible]	[illegible]
ضرورت وقتی — وقت معین — مرکبہ: وقتیہ	٦	[illegible]	[illegible]
ضرورت وقتی — وقت غیر معین — بسیطہ: منتشرہ مطلقہ	٧	[illegible]	[illegible]
ضرورت وقتی — وقت غیر معین — مرکبہ: منتشرہ	٨	[illegible]	[illegible]
دوام — دوام ذاتی: دائمہ مطلقہ	٩	[illegible]	[illegible]
دوام وصفی — بسیطہ: عرفیہ عامہ	١٠	[illegible]	[illegible]
دوام وصفی — مرکبہ: عرفیہ خاصہ	١١	[illegible]	[illegible]
فعلیت — فعلیت ذاتی — بسیطہ: مطلقہ عامہ	١٢	[illegible]	[illegible]
فعلیت ذاتی — مرکبہ — لاضرورت ذاتی: وجودیہ لاضروریہ	١٣	[illegible]	[illegible]
فعلیت ذاتی — مرکبہ — لادوام ذاتی: وجودیہ لادائمہ	١٤	[illegible]	[illegible]
فعلیت وصفی: حینیہ مطلقہ	١٥	[illegible]	
امکان — امکان ذاتی — بسیطہ: ممکنہ عامہ	١٦	[illegible]	[illegible]
امکان ذاتی — مرکبہ: ممکنہ خاصہ	١٧	[illegible]	[illegible]
امکان وصفی — بسیطہ: حینیہ ممکنہ	١٨		
امکان وقتی — وقت معین — بسیطہ: [illegible]	١٩		
امکان وقتی — وقت غیر معین — بسیطہ: [illegible]	٢٠		

قضایا موجہہ بسیطہ و مرکبہ ہوتے ہین۔

۱- **بسیطہ** - وہ جسمین دو حکم مختلف یا یجاب و سلب نہون یعنے ایک ہی قضیہ ور ایک ہی حکم ہو- عام اس سے کہ ایجابی ہو یا سلبی-

۲- **مرکبہ** - وہ جسمین دو حکم مختلف بایجاب و سلب ہون یعنے دو قضئے اور دو حکم ہون اسطرح کہ ایک ایجابی ہو دوسرا سلبی-

اور مرکبہ کا موجبہ وہ قضیہ ہے جس کا جزؤ اول موجبہ ہو- اور اوس کا سالبہ وہ جس کا جزؤ اول سالبہ ہو-

قضایائے مرکبہ حسب ذیل مرکب ہوتے ہین-

۱- **مشروطہ خاصہ** - مشروطہ عامہ اور مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے (جو کاتب ہے جبتک لکھتا ہے ضرور متحرک الاصابع ہے مگر ہمیشہ نہین) اس کا پہلا جزؤ تو مشروطہ عامہ ہے مگر جزؤ ثانی (مگر ہمیشہ نہین) مطلقہ عامہ کیونکہ اس محل پر (مگر ہمیشہ نہین) کا یہہ مفہوم ہے کہ (کوئی کاتب بالفعل متحرک الاصابع نہین) اور یہہ مطلقہ عامہ کا مفہوم ہے-

۲- **عرفیہ خاصہ** - عرفیہ عامہ و مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے-

۳- **وجودیہ لاضروریہ** - مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے-

۴- **وجودیۂ لادایمہ** - دو مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے جو موجبہ وسالبہ ہوتے ہین -

۵- **وقتیہ** - وقتیہ مطلقہ ومطلقۂ عامہ سے مرکب ہوتا ہے -

۶- **منتشرہ** - منتشرہ مطلقہ ومطلقۂ عامہ سے مرکب ہوتا ہے -

۷- **ممکنہ خاصہ** - دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے جو موجبہ و سالبہ ہوتے ہین الغرض **موجبۂ مشروطہ خاصہ** موجبۂ مشروطہ عامہ اور سالبۂ مطلقہ عامہ سے مرکب ہوگا اور **سالبۂ مشروطہ خاصہ** سالبۂ مشروطہ عامہ اور موجبۂ مطلقۂ عامہ سے اسی قیاس پر اور موجہات مرکبہ کے موجبے اور سالبے بنتے ہین -

لواحق قضایا

ہر قضیہ کو دو طرح کے قضیۂ لازم ہوتے ہین -

الف وہ قضیہ جو صدق و کذب مین اپنے ملزوم کا مخالف ہو یعنی اصل سچا ہو تو یہہ جھوٹا اور وہ جھوٹا ہو تو یہہ سچا ہو -

ب وہ قضیہ جو صدق و کذب مین اپنے ملزوم کا موافق ہو یعنی وہ سچا تو یہہ سچا وہ جھوٹا تو یہہ جھوٹا -

قسم الف کو نقیض کہتے ہین اور قسم ب کو عکس اور قسم ب بھی دو طرح پر ہے

ایک عکس مستوی دوسرے عکس نقیض۔

الف

ضد کو نقیض کہتے ہین۔ اور وہ دو قضئے جو ایک ساتھ نہ سچے ہون نہ جھوٹے ایک دوسرے کے نقیض ہین۔ جیسے (زید سوتا ہے) زید سوتا نہین ہے) نقیض تصدیقات مین وہ نسبت رکھتا ہے جو نسبت کہ نسبت تباین تصورات مین رکھتی ہے۔

تناقض نپایا جائیگا جبتک کہ **اتحاد و اختلاف** نہو۔ اور اتحاد سے مراد نسبت حکمیہ کا اتحاد ہے۔ اور نسبت حکمیہ مین اتحاد نہ ہوگا جبتک ایک قضیہ کا موضوع محمول یا مقدم و تالی دوسرے قضیہ کا بعینہ یا بحکم بعینہ[1] نہو اور ہر ایک قضیہ کا موضوع محمول دوسرے قضیہ کا اوس وقت تک عین نہ ہوگا جبتک ایک دوسرے کا بجمیع قیود و اعتبارات عین نہ ہو۔ اور قیود و اعتبارات ۶ ہین ۳۔ تابع موضوع ۳ تابع محمول۔

تابع موضوع۔ ۱۔ اتحاد شرط ایک قضیہ مین موضوع مشروط بشرط ہو تو ضرور ہے

---

[1] بحکم بعینہ کے یہ معنی کہ موضوع محمول کے لفظ بعینہ و بجنسہ نہون بلکہ دوسرے موافق ضرور ہے کہ از روی معنی دونون مین نسبت تساوی پائی جاوے جیسے زید انسان ہو نہ زید ناطق نہین) اس مثال مین اگرچہ محمول دونون

کہ دوسرے قضیہ کا موضوع بھی اوسی شرط سے مشروط ہو جیسے (نماز بے وضو
جایز ہے بشرطیکہ مصلی معذور ہو۔ نماز بے وضو جایز نہین بشرطیکہ مصلی معذور ہو)
یہہ دونون قضیئے متناقض ہین کیونکہ شرط مین اتحاد ہے۔ بخلاف اس کے
اگر دوسرا قضیہ یہہ ہو کہ (نماز بے وضو جایز نہین بشرطیکہ مصلی معذور نہو) تو
شرط کی وحدت نہونیسے تناقض نہوگا۔

۳۔ **اتحاد اضافت**۔ جیسے (زید بیٹا ہے۔ زید بیٹا نہین) دونون مین
تناقض ہے۔ اگر اعتبار مختلف ہون تو تناقض نہوگا یعنے زید کا باپ خالد
اور بیٹا بکر ہو۔ اور پہلے قضیہ مین خالد کا دوسرے مین بکر کا اعتبار کیا جاے تو
اوس کا یہہ مطلب ہوگا کہ زید بیٹا ہے بہ نسبت خالد اور زید بیٹا نہین بہ نسبت
بکر تو اتحاد اضافت نہوگا اور قضیے بھی باہم متناقض نہون گے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۶۴)

قضیون مین لفظا بدلا ہوا ہے کیونکہ وہان لفظ انسان ہے یہان لفظ ناطق مگر از روے معنی انسان و ناطق مین نسبت تساوی ہے اسلئے یہہ حکم بعینہ ہے اور ایسے اتحاد مین بھی تناقض ہے بابین اسکا کچھہ زیادہ اعتبار نہین کیا گیا یہی وجہ ہے جو ہمنے اوسکو حکم بعینہ مین داخل کیا ۱۲ منہ

واضح ہو کہ ذیل کی مثالین بھی شرط مین داخل ہین جیسے ۱۔ زید لکھتا ہے یعنے اردو مین۔ زید نہین لکھتا ہے یعنے عربی مین ۲۔ زید لکھتا ہے یعنے کاغذ انگریزی پر زید نہین لکھتا ہے یعنے کاغذ ... ۳۔ زید لکھتا ہے یعنے قلم واسطی سے زید نہین لکھتا ہے یعنے قلم انگریزی سے ۴۔ زید مارتا ہے یعنے کھڑا ہوا۔ زید نہین مارتا ہے یعنے بیٹھا ہوا۔ ۵ زید مارتا ہے یعنے عمرو کو زید نہین مارتا ہے یعنے بکر کو۔ اسیطرح وہ تمام اختلافات جو حال و محل و تمیز و آلہ وغیرہ سے پیدا ہوتے ہین کلہم انہین داخل شرط ہین۔ اور یہہ چہہ قسم کی وحدتین جو بیان کی گئی ہین کچھ انحصار نہین۔ عاقل وتا قید اتحاد نسبت سے سمجھہ سکتا ہو کہ نسبت مین جس قدر اختلافات پیدا ہون گے وہ سب مانع تناقض ہین عام اس سے کہ ان حدود مین کسی (ایک

۳-**اتحاد کلیت وجزئیت** - جس قضیہ مین موضوع پر باعتبار اجزا حکم ہو دونون قضیون کے موضوعون کے اجزا مین اتحاد ہونا چاہئے جیسے طوطا سبز ہے - طوطا سبز نہین اس مثال مین ایک قضیہ مین کل اجزا دوسرے مین بعض اجزا معتبر ہونگے تو تناقض نہوگا کیونکہ طوطے کی چونچ سرخ ہے

تابع محمول ۱- اتحاد مکان جیسے زید بیٹھا ہے زید بیٹھا نہین ہے اگر اول قضیہ مین گھر ثانی مین بازار اعتبار کیا جاوے تو تناقض نہوگا -

۲-**اتحاد زمان** - جیسے زید سوتا ہے - زید سوتا نہین ہے - اول قضیہ مین رات دوسرے مین دن مراد ہو تو تناقض نہوگا -

اتحاد قوت وفعل جیسے زید کاتب ہے - زید کاتب نہین - یعنے یہ کہ ممکن ہے زید کاتب ہو - اور دوسرے مین فعلیت یعنے بالفعل کاتب نہین تو تناقض نہوگا

اختلاف - اختلاف سے مراد اختلاف کیفیت وکمیت وجہت حکم ہے

۱-**کیفیت** - مین اختلاف نہوگا جب تک دونون قضئے ایجاب وسلب مین مختلف یا بحکم[1] مختلف نہون گے -

۲-**کمیت** قضایائے شخصیہ ومہملہ مین ایجاب وسلب کے اختلاف سے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۶۵)

... سے ہو یا اسکے علاوہ کسی اور وجہ سے ہو ۱۲ منہ

[1] اختلاف کے یہ معنے کہ حرف سلب لفظاً نہو تو دونون قضیہ کے محمولون مین معنوی تغایر ہو

حکم کا اختلاف ہوجائیگا - مگر محصورہ مین اختلاف ایجاب وسلب کے علاوہ اختلاف کمیت بھی ہونی چاہئے - یعنے ایک قضیہ کلیّہ ہوتو دوسرا جزئیہ ایک جزئیہ ہوتو دوسرا کلیہ ہونا ضرور ہے کیونکہ موضوع محمول سے عام ہونے کی صورتون مین اختلاف کمیت نہوتو دونون قضئے سچے یا دونون جھوٹے ہونگے جیسے بعض جاندار آدمی ہین بعض جاندار آدمی نہین ہین دونون سچے ہین اور جیسے سب جاندار آدمی ہین کوئی جاندار آدمی نہین دونون جھوٹے ہین اگرچہ بعض موادین اختلاف کمیت نہوتے ہوسے بھی ایک ساتھ دونون جھوٹے یا دونون سچے ہوکر پائے جائینگے مگر قاعدہ عام وکلی ہونا چاہئے اسلئے اختلاف کمیت کی شرط لگیگی -

۳ - **جہت** - قضایاے موجہہ مین ان دونون اختلافون کے علاوہ اختلاف جہت کی بھی شرط ہے - کیونکہ اختلاف جہت نہو تو ضرورۃ وامکان کے مادہ مین دونون نقیض قضئے جھوٹے یا سچے ہونا لازم آئیگا جیسے جوانسان ہے کاتب ہے بالضرور - کوئی انسان کاتب نہین بالضرور - دونون جھوٹے ہین اور جیسے جو انسان ہے کاتب ہے بالامکان - اور کوئی انسان کاتب نہین

بقیہ حاشیہ صفحہ (٦٦) جیسے زید کھڑا ہے - زید چل رہا ہے - دونون نقیض یکدیگر ہین اگرچہ اختلاف ایجاب وسلب بصورت سلب نہین ۱۲ منہ

بالامکان دونون سچے ہین

ضرورت مطلقہ کا نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمۂ مطلقہ کا مطلقہ عامہ۔ اور مشروطہ عامہ کا حینیہ ممکنہ ۔عرفیہ عامہ کا حینیہ مطلقہ ۔الغرض ضرورت نقیض امکان عام اور دوام نقیض اطلاق عام ہے مگر ذاتیت وصفیت وغیرہ کا لحاظ بھی مشروط ہے ضرورت ذاتی کا نقیض امکان ذاتی ہے ۔اور ضرورت وصفی کا امکان وصفی ضرورت وقت معین کا امکان وقت معین ضرورت وقت غیر معین کا امکان وقت غیر معین ۔علی ہذا القیاس دوام مین بھی ذاتی وصفی تفرقون کے بموجب نقیض لینا ہوگا ۔اور قضایا ے مرکبہ کا آسان طریقہ یہہ ہے کہ موجہہ مرکبہ کی تحلیل کیجاے اور ہر ایک کا نقیض لیا جائے تو مفہوم مردد یعنے مانعۃ الخلو بلیگا وہی اوس کا نقیض ہے ۔جیسے (جتنے آدمی ہین چلنے مین ضرور پاون ہلاتے ہین مگر ہمیشہ نہین) مشروطہ خاصہ ہے اس کی تحلیل کی گئی تو یہہ دو جزو ہوے ۱۔ جتنے آدمی ہین چلنے مین ضرور پاون ہلاتے ہین) ۲۔ کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی پاون نہین ہلاتا اب ان کے نقیض لئے گئے یہہ مانعۃ الخلو بنا کہ (یا تو ممکن ہے آدمی چلنے مین پاون نہین ہلاتے یا ہمیشہ آدمی پاون ہلاتے ہین ۔

ب

۱ عکس مستوی - قضیہ کا پہلا جزو دوسرا اور دوسرا پہلا بنا دیا جاے
اور ایجاب و سلب بحال رہے تو جو قضیہ بنتا ہے اوس کو عکس مستوی کہتے ہین
جیسے (انسان ناطق ہے - ناطق انسان ہی بنا یا گیا - اس کی یہہ غایۃ ہے
کہ اس بات کو معلوم کرین کہ محمول مین موضوع ہونے کی کہان تک صلاحیت ہے
عکس اپنے اصل کو لازم ہوگا یعنے جب اصل سچا مانا جاے تو وہ بھی سچا
مانا جائیگا عکس تصدیقات مین بمنزلہ نسبت تساوی ہے تصورات مین -
منفصلات کا عکس ہوتا بھی ہے تو اوس سے کوئی معتد بہ فایدہ نہین کیونکہ
(یہہ عدد طاق ہے یا جفت) کہین یا (یہہ عدد جفت ہے یا طاق)
دونون کا مآل ایک ہے - اسی طرح اتفاقیات کا عکس بھی معتبر نہین - جدول
ذیل سے معلوم ہوگا کہ کس کس کا عکس کس کس طرح ہوتا ہے اور
عکس کس کا نہین -

جدول قضایاسے عکس مستوی

باعتبار کمیت یا جہت	نام اصل قضیہ	نام عکس قضیہ	وجہ مع مثال
۱	۲	۳	۴
	شخصیہ	اسکا عکس نہین ہوتا	کیونکہ اکثر یہ موضوع ذات ہوتا ہے اور محمول وصف جیسے (زید کاتب ہے) اس کا عکس (کاتب زید ہے) یا ہوگا چونکہ معنی وصفی (یعنے محمول) مین موضوع ہونے کی قابلیت نہین اسلئے قضیہ شخصیہ کا عکس نہین ہوتا۔
باعتبار کمیت	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	جیسے بعض حیوان انسان ہین۔ بعض انسان حیوان ہین۔
	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	کیونکہ موضوع یا مقدم سے محمول یا تالی عام اور قضیہ کلیہ اور موجبہ ہونے کی صورتون مین عکس کاذب ہوگا جیسے (کل آدمی جاندار ہین) کا عکس (کل جاندار آدمی ہین) ہوتا ہے اور وہ غلط ہے۔ اور قاعدہ کلیہ ہونا چاہیے اسلئے کلیہ کا عکس جزئیہ قرار پایا کیونکہ (بعض جاندار آدمی ہین صادق ہے)[1]
	سالبہ جزئیہ	اسکا عکس نہین	کیونکہ موضوع یا مقدم محمول یا تالی سے عام اور قضیہ سالبہ جزئیہ ہو تو عکس کاذب ہوگا جیسے (بعض جاندار آدمی نہین) کا عکس (بعض آدمی جاندار نہین ہوگا۔ اور وہ غلط ہے۔
	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	جیسے (کوئی آدمی پتھر نہین) کا عکس (کوئی پتھر آدمی نہین ہوگا۔ کیونکہ جب موضوع کا کوئی فرد صفت محمول سے متصف نہین تو ضرور ہے کہ محمول کا کوئی فرد بھی صفت موضوع سے متصف نہو اس وجہ سے کہ

[1] یہان ایک اعتراض ہوتا ہے کہ اس مادہ مین کہ (جو بوڑھا ہے وہ جوان تھا) یہ عکس ہوگا کہ (بعض جوان بوڑھا تھا) حالانکہ وہ غلط ہے۔ اسکے جواب اور بھی ہین مگر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین کہ لفظ تھا رابطہ زمانی ہے اور رابطہ زمانیہ کا اعادہ عکس مین بعینہ ضروری نہین بلکہ وہ بسبب مقتضاے مقام پہ لا کرتے ہین پس صحیح عکس یہ ہوگا (کہ بعض جوان بوڑھا ہوگا) ۱۲ منہ

باعتبار کیت یا جہت	نام قضیہ اصل	نام قضیہ عکس	وجہ مع مثال
۱	۲	۳	۴
۱ - عکس جزئی	۱ - ضروریہ مطلقہ ۲ - مشروطہ عامہ ۳ - دائمہ مطلقہ ۴ - عرفیہ عامہ	ان چارون کا عکس حینیہ مطلقہ ہے	دونون ضد یکدگر ہین - دوام وصفی کا عکس فعلیت وصفی ہے کیونکہ جو ذات صفت محمول سے متصف ہوا وس پر جسوقت صفت موضوع بہی عارض ہوتی ہے جیسے کہ بند سے متحرک ہوتے ہین دوام وصفی ہے جب اسکا عکس کیا جاے تو گویا انکسار ہمیشہ نکی کا سبب نہو گر کسی وقت تو ہوگا پس ثابت ہوگیا کہ عرفیہ عامہ کا عکس حینیہ مطلقہ ہے درمیان چارون مین عرفیہ عامہ کا درجہ کم ہے کیونکہ وہ اون تینون سے عام ہے اسیوجہ سے ضروریہ مطلقہ مشروطہ عامہ دائمہ مطلقہ کا عکس حینیہ مطلقہ ہوا کیونکہ قاعدہ کلیہ ہونا اور تمام مواد مین یکسان پایا جانا ضروری ہے اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے لئے ادنی درجہ بہت معتبر ہوا کرتا ہے چنانچہ ضرورت کا لزوم بدرجہ ادنی دوام ہے تو عکس مین ان چارون کے لئے دوام اصل ٹھہرا - اور چونکہ ذات و وصف کا تفرقہ مستند بہ ہین اور ان دونون مین ادنی بہی وصف ہے اسلئے وصف ہی اصل قرار پایا پس جب دوام وصفی اصل ٹھہرا تو اوسکا عکس جو حینیہ مطلقہ ہے ان سب کا عکس ہوا -
	۱ - مشروطہ خاصہ	حینیہ مطلقہ لا دائمہ	کیونکہ مشروطہ عامہ و عرفیہ عامہ کا عکس حینیہ مطلقہ تھا اور مشروطہ خاصہ و عرفیہ خاصہ ان دونون سے خاص ہین اور جو چیز عام کو لازم ہو وہ خاص کو لازم ہونا ضرور ہے یہی قید لادائمہ وہ اسلئے کہ لزوم صفت کے ساتھ ہو تو ذات سے کیا واسطہ ہے کیونکہ صفتین ذوات موضوع و محمول سے منفک ہو سکتے ہین

باعتبار کمیت یا جہت	نام اصل قضیہ	نام عکس قضیہ	وجہ مع مثال
۱	۲	۳	۴
	۱۔ وقتیہ مطلقہ ۲۔ منتشرہ مطلقہ ۳۔ مطلقہ عامہ ۴۔ وقتیہ ۵۔ منتشرہ ۶۔ وجودیہ لاضروریہ ۷۔ وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مثلاً نیک بندے ہمیشہ منکسر ہوتے ہیں مگر ہمیشہ نہیں) کا عکس (کسی نہ کسی وقت منکسر بندے نیک ہوتے ہیں مگر ہمیشہ نہیں) ہوگا مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ ہوگا کیونکہ مطلقہ عامہ کا یہ مفہوم ہے کہ جو ذات کسی نہ کسی وقت صفت موضوع سے متصف ہے وہ صفت محمول سے کبھی کسی وقت متصف ہوسکتی ہے اور جب اس کا عکس کیا جائے تو یہ ہوگا کہ جو ذات صفت محمول سے کسی نہ کسی وقت متصف ہوتی ہے وہ صفت موضوع سے بھی کسی نہ کسی وقت متصف ہوگی جیسے جو انسان ہے کبھی کسی وقت سانس لیتا ہے اسکا عکس یہ ہوسکیگا کہ بعض سانس لینے والے کسی نہ کسی وقت انسان ہوں اور جب ثابت ہوگیا کہ مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ ہے اور جو عام کو لازم ہے وہ خاص کو لازم ہے اسلئے ان کا عکس مطلقہ عامہ ہوگا۔
	۱۔ ممکنہ عامہ ۲۔ ممکنہ خاصہ	عکس ندارد	کیونکہ ممکنہ کا موضوع صفت موضوع سے بالفعل متصف ہوتا ہے اور صفت محمول سے بالامکان اگر اس کا عکس کیا جائے اور محمول موضوع بنے تو متصف بالامکان متصف بالفعل ہونا لازم آئیگا اور وہ خلاف مفروض ہے جیسے فرض کیا جائے کہ مرکوب زید بالفعل فرس ہے اور کہا جائے کہ (جو گدھا ہے مرکوب زید ہے بالامکان) تو اس کا عکس یہ ہوگا کہ (وہ بعض جو بالفعل مرکوب زید ہے گدھا ہے بالامکان) اور وہ غلط ہے کیونکہ وہ جو مرکوب زید بالفعل ہے وہ گدھا نہیں ہے بلکہ فرس ہے

باعتبار نسبت یا جہت	نام قضیہ اصل	نام قضیہ عکس	وجہ مع مثال
۱	۲	۳	۴
	سالبہ کلیہ وقتیہ مطلقہ	نہ دارد	ان سب مین وقتیہ خاص ہے - اور جب خاص
	سالبہ کلیہ منتشرہ مطلقہ		مین عکس نہوگا تو عام مین بھی نہوگا - اور وقتیہ
	سالبہ کلیہ وقتیہ		کا عکس اس وجہ سے نہین کہ اس مادہ مین کہ
	سالبہ کلیہ منتشرہ		کوئی چاند زمین حایل ہونے کے وقت مین
	سالبہ کلیہ ممکنہ عامہ		ضرور گہنا تا نہین مگر ہمیشہ نہین (کا عکس نہ
	سالبہ کلیہ ممکنہ خاصہ		گہنا یا چاند نہین بامکان عام) ہونا ہے اور
	سالبہ کلیہ وجودیہ لاضروریہ		وہ غلط ہے اور جب ایک مادہ مین تخلف
	سالبہ کلیہ وجودیہ لادایمہ		ہوا تو کلیہ باطل ہوا -
	سالبہ مطلقہ عامہ		
	سالبہ کلیہ ضروریہ مطلقہ	سالبہ کلیہ دایمہ مطلقہ	ان دونون مین عام دایمہ ہے اسواسطے ضروریہ کا عکس
	سالبہ کلیہ دایمہ مطلقہ		بھی دایمہ ہوگا - اور تناقض کی وجہ سے کلیہ ہوگا مثال جو
			انسان ہے بالضرور گھوڑا نہین (کا عکس (جو گھوڑا ہے
			ہمیشہ وہ انسان نہین) ہوگا -

باعتبار کمیت یا جہت	نام قضیہ اصل	نام قضیہ عکس	وجہ مع مثال
۱	۲	۳	۴
	سالبہ کلیہ مشروطہ عامہ	سالبہ کلیہ	اسکی وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ واضح ہو کہ
	سالبہ کلیہ عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	قضیون مین جو حکم کیا گیا ہے بحسب ظاہر نظر ہے
			جو کلیہ قاعدہ بننے کے لئے اختیار کیا گیا ہے
			ورنہ اصول دقیقہ کے رو سے ضروریہ کا عکس
			ضروریہ دایمہ کا دایمہ۔ مشروطہ عامہ کا مشروطہ
			عامہ۔ عرفیہ عامہ کا عرفیہ عامہ ہوتا ہے اور
			اس مین قدیما جدیدا اختلافات ہین کا بیان بضرورت ہے
	سالبہ کلیہ مشروطہ خاصہ	سالبہ کلیہ عرفیہ	کیون کہ مشروطہ عامہ و عرفیہ عامہ کے
	سالبہ کلیہ عرفیہ خاصہ	عامہ بقید	سالبے عرفیہ عامہ ہوئے تو مشروطہ خاصہ
		لا دوام	و عرفیہ خاصہ کے عکس سالبے بھی عرفیہ عامہ ہونگے
			کیونکہ جو عام کو لازم ہے وہ خاص کو لازم ہے
			اور قاعدہ عام ہونیکے لئے لا دوام کی قید کو
	سالبہ جزئیہ مشروطہ	ندارد	کیونکہ جب سوالب کلیہ کا عکس نہین آتا جزئیہ کا بطریق

جہت	نام قضیہ اصل	نام قضیہ عکس	وجہ مع مثال
۱	۲	۳	۴
	سالبہ جزئیہ منتشرہ		اولی نہ آئیگا۔
	سالبہ جزئیہ وقتیہ مطلقہ		
	سالبہ جزئیہ منتشرہ مطلقہ		
	سالبہ جزئیہ ممکنہ عامہ		
	سالبہ جزئیہ ممکنہ خاصہ		
	سالبہ جزئیہ مطلقہ عامہ		
	سالبہ جزئیہ وجودیہ لاضروریہ		
	سالبہ جزئیہ وجودیہ لادائمہ		
	سالبہ جزئیہ ضروریہ مطلقہ	ندارد	کیونکہ سالبہ ضروریہ سب مین زیادہ خاص ہے اوسکا عکس نہین تو اورونکا بھی نہوگا۔ کیونکہ بعض حیوان بالضرور انسان نہین کا عکس بعض انسان بالامکان حیوان نہین ہوگا اور وہ غلط ہے۔
	سالبہ جزئیہ دائمہ مطلقہ		
	سالبہ جزئیہ مشروطہ عامہ		
	سالبہ جزئیہ عرفیہ عامہ		
	سالبہ جزئیہ مشروطہ خاصہ	سالبہ جزئیہ	اسکی وجہ اوپر مذکور ہوی۔
	سالبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	

عکس نقیض۔ قضیہ کے موضوع و محمول کا الگ الگ نقیض لیکر عکس کرلو یعنی نقیض محمول کے موضوع اور نقیض موضوع کو محمول اور ایجاب وسلب مین اصل قضیہ کی تقلید کرو تو جو قضیہ بنیگا عکس نقیض ہوگا جیسے (آدمی جاندار ہین) کا عکس نقیض (بیجان لاانسان ہین) اور حال کے منطقی اسطرح بناتی ہین کہ نقیض محمول کو موضوع اور اصل قضیہ کے موضوع کو محمول کرتی ہین اور ایجاب و سلب مین اصل قضیہ سے اختلاف جیسے مثال مذکور ہین۔ مگر دونوکا مآل ایک ہے اور آسان پہلا ہے اور جہت کے نسبت یہ قاعدہ ہے کہ جو عمل سوالب پر عکس مین کرتی ہے وہ عکس نقیض مین موجبات پر کیا جاتا اور عکس نقیض کے سوالب کے قیاس پر موجبات بنائی جاتی ہین

الفصل الثانی فی المقاصد اخر فصل تک جو کچھہ بتایا گیا مبادی ہی دونو کے ہین اسلئے ضرور تھا [illegible] مقصد قریب بیان ہو مقاصد کو موصل الی التصدیق کہتے ہین [illegible] الی التصدیق تین قسم مین منحصر ہے قیاس ۲ استقراء ۳ تمثیل پہلے قیاس بیان [illegible] مقدمات [illegible]

جدول اقسام قیاس

موصل الی التصدیق

نمبر	قسم			
١	اقترانی حملی	اقترانی	قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٢	دونوں شرطی متصلہ	اقترانی شرطی	قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٣	دونوں منفصلہ	اقترانی شرطی	قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٤	ایک حملیہ ایک متصلہ	اقترانی شرطی	قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٥	ایک حملیہ ایک منفصلہ	اقترانی شرطی	قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٦	ایک متصلہ ایک منفصلہ	اقترانی شرطی	قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٧	استثنائی		قیاس مفرد	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٨	قیاس مرکب			صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
٩	قیاس خلف		لواحق قیاس	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
١٠	استقرا		لواحق قیاس	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
١١	تمثیل		لواحق قیاس	صوری یعنے طریقہ ترتیب وتالیف قیاس
١٢	اولیات	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٣	فطریات	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٤	مشاہدات	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٥	حدسیات	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٦	تجربیات	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٧	متواترات	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٨	مشہورات	غیر یقینیات — جدل	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
١٩	مسلمات	غیر یقینیات — جدل	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢٠	مقبولات	غیر یقینیات — خطابة	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢١	مظنونات	غیر یقینیات — خطابة	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢٢	مخیلات	غیر یقینیات — شعر	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢٣	وہمیات	غیر یقینیات — سفسطہ	صناعات خمسہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢٤	من حیث صورت		مغالطہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢٥	من حیث مادہ		مغالطہ	مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاس[1]
٢٦	موضوعات			اجزائے علوم
٢٧	علوم متعارفہ		مبادی	اجزائے علوم
٢٨	اصول موضوعہ		مبادی	اجزائے علوم
٢٩	مسائل			اجزائے علوم

[1] مثلاً ہمکو دیکھنے سے معلوم تھا کہ سونیوالا کسی بات کو نہیں سنتا - اور دیکھنے سے زید کو سوتا پایا -

اقیاس - دو یا اوس سے زاید قضیون سے ایک ایسی عبارت بنائے جائے
کہ جب اوس کو مان لین وہ اپنی ذات سے ایک تیسرے قضئے کو بھی ماننے
کی مستلزم ہو تو اوسکو قیاس کہتے ہین جیسے (عالم متغیر ہے) ایک قضیہ ہر
جو متغیر ہے حادث ہے) دوسرا قضیہ اگر یہہ دونون مان لئے جائین
تو ایک تیسرا قضیہ (عالم حادث ہے) کو بھی ماننا لازم

اور ایک کلمہ کے نسبت جو زید در سونیکی حالت مین کہا گیا تہا یہ بحث پیش آئی کہ زید نے اوس کو اپنے کانون
سنا یا نہین - اور چونکہ ہمنے اوسوقت اوسکو سوتا دیکہا تھا کہہ سکتے ہین کہ زید نے اوس کلمہ کو نہ سنا اور
یون استدلال کر سکتے ہین کہ (زید سوتا تہا - اور جو سوتا ہے وہ سنتا نہین ان دونون مقدمون کا یہ
نتیجہ ہے کہ زید نے سنا نہین - مگر یہ دونون مقدمے مفت نہین ہینگے بلکہ اسکے بنانے مین دو امر
ملحوظ ہین - ا - صورت ۲ - مادہ -
صورت جیسے مقدمہ اولی مین ایک ایسا جزیہ قایم کیا گیا جو مقدمہ ثانیہ کے حکم کے تحت مین تہا اور دوسرے
کا حکم زید تک بواسطہ سونے کے پہنچایا گیا جو سونا کہ نہ سننے کے قید سے مقید و محکوم اور بطور ایک کلیہ کے تہا -
پس مقدمہ ثانیہ کا یہ حکم مقدمہ اولی مین پہنچانا جس نشست و ترتیب دہنیہ سے ہوا وہ ایک امر ہے جسکو صورت قیاس
کہتے ہین -
مادہ مقدمہ اولی مین زید کے سونیکا ثبوت ہمارا مشاہدہ اور مقدمہ ثانیہ مین سونے والے کے نہ سننے کا ثبوت
اپنے تجربہ سے ایک کلیہ بنا لینا ہے جس پر بنا کر کے ہم زید کے سونے اور سونے والے کے نہ سننے پر یقین کیا کر
ہین پس ہمارا مشاہدہ و تجربہ دوسرا امر ہے جسکو مادہ قیاس کہتے ہین - یہ دونون جدا جدا اور ادنی تامل
سے سمجہ مین آسکتے ہین الغرض صورت و مادہ مین لفظ و معنی کا فرق ہے - اور وہ جو مشہور ہے کہ علوم
کبرویات ہین اوس کا معنی بہی یہی ہے یعنے علوم مواد قیاس ہین مثلاً شیر خشت مجیب ہے ایک کلیہ
ہے جو علم طب کے رو سے بنا ہوا ہے اس کو علم طب بطور مادہ قیاس استعمال کرتے ہین -

اصطلاحات

(۱) **مقدمہ** - اون دونون قضیون مین کا ہر ایک قضیہ جس سے نتیجہ نکلتا ہے جیسے (عالم متغیر ہے) یا (جو متغیر ہے حادث ہے) ؎

(۲) **نتیجہ** - وہ تیسرا قضیہ جو ان دونون مقدمات کے لوازم سے ہوتا ہے جیسے (پس عالم متغیر ہوا)

(۳) **اصغر** - نتیجہ کا موضوع جیسے لفظ (عالم) مثال (عالم حادث ہے) مین -

---

بقیہ حاشیہ
اور یہیہ قیاس بناتے ہین کہ یہہ شیر خشت ہے اور جو شیر خشت ہے عجیب ہے پس یہہ عجیب ہے - پس اسمین علمی مسئلہ کلیہ بطور کبری مستعمل ہوا - اور اس قیاس کا مواد اوس سے ملا یہین سے علوم کے فواید کو معلوم کرنا اور سمجھنا چاہیئے کہ واقعات صغریات ہین اور علوم کبریات - اور ہم جنتے مین مبتلا ہین - جبتک کبریات ہم کو نہ ملینگے ہم نتیجون کو نہ نکال سکین گے اور تمتع متاع عالم خلق سے محروم رہینگے

؎ اس تعریف مین چند قیود احترازی کے فواید تصریح طلب ہین -

۱- دویا اوس سے زاید قضیون کی قید اسلئے لگائی گئی کہ ایک قضیہ اگرچہ مستلزم نقیض و عکس مستوی و عکس نقیض ہے مگر یہان اوس سے کوئی مطلب نہین - رہی قید (زاید) اسلئے کہ قیاس مین مفرد و مرکب - اور جو دو قضیون سے مولف ہو وہ مفرد اور زاید ہو تو مرکب ہے ۲- (ایک ایسی عبارت) کی فقرہ مین ایسی ہی کی قید اس واسطے بڑہائی ہے جوڑ اور بے ربط عبارت نہ مانی جائے جیسے (عالم متغیر ہے اور زید سوتا ہے) ان بے جوڑ عبارت سے کوئی فایدہ نہین بلکہ ایسی عبارت ہونی چاہیئے کہ حد وسط پیدا ہو کر نتیجہ برآمد ہوسکے -

۳- اسکو مانا لین کی قید کا یہ فایدہ ہے کہ جہوٹے قضیون سے بنا ہوا قیاس بھی قیاس ہے - جیسے

۴- اکبر نتیجہ کا محمول جیسے لفظ (حادث) مثال (عالم حادث ہے) مین

۵) **صغری** - وہ مقدمہ جس مین اصغر ہو جیسے (عالم متغیر ہے)

۶) **کبری** - وہ مقدمہ جسمین اکبر ہو جیسے (جو متغیر ہے حادث ہے)

۷) حد اوسط - جو دونون مقدمون مین مکرر ہو جیسے لفظ (متغیر)

۸) **قرینہ - ضرب** - کلیت وجزئیت وایجاب وسلب سے صغری کبری کا مقترن ہونا اور وہ صورت ہیئۃ جو اس سے پیدا ہوتی ہے

۹) **شکل** - وہ ہیئۃ جو حد اوسط کے وضع وحمل سے حاصل ہوتی ہے

۱۰) **عقیم** - وہ ضرب مین جن سے نتیجہ برآمد نہین ہو سکتا

بقیہ حاشیہ

نتیجہ حاصل ہے بشرطیکہ وہ جھوٹے قضیئے مان لئے جائین - اور جس وقت قضایا مان لئے جائین تو وہ مانے ہوئے قضئے ایک تیسرے قضیہ کو جو انکا مستلزم ہے منا لینگے

۴- بذاتہ کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ وہ قیاس خارج ہو جائین جو بذاتہ نہین بلکہ بذریعہ کسی مقدمہ اجنبیہ کے ہین جیسے (الف مساوی ب کے اور ب مساوی ج کے تو نتیجہ نکلیگا کہ الف مساوی ہے ج کے مگر بذاتہ نہین بلکہ اس بات کو ماننے کی وجہ سے ہے کہ مساوی کا مساوی مساوی ہے - اگر کوئی کہے کہ مقدمہ اجنبیہ والے قیاس کو خارج کرنے سے کیا فائدہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر خارج نکیا جاتا تو اس غلط نتیجہ کو بھی ماننا پڑیگا کہ الف نصف ب ہے اور ب نصف ج پس الف نصف ج ہے - یہی وجہ ہے جو بذاتہ کی قید بڑہانے کے باعث ہے تا اجنبی مقد ن

قاعدہ۔ سلب بہ نسبت ایجاب اور جزئیت بہ نسبت کلیت اخس اذل شے ہے

قاعدہ۔ نتیجہ تابع اخس اذل ہوگا۔ یعنے جس وقت صغری یا کبری میں سے کوئی ایک سالبہ ہو نتیجہ سالبہ اور کوئی ایک جزئیہ ہو تو نتیجہ جزئیہ نکلیگا اگرچہ ایک مقدمہ موجبہ یا کلیہ ہو۔ اور جس وقت صغری کبری دونون کلیہ ہون نتیجہ کلیہ نکلے گا اور دونون موجبہ ہون تو موجبہ بجز ضرب اول و دوم شکل سوم اور ضرب اول درابع شکل چہارم کے۔ اگرچہ ان ضروبون مین دونون مقدمے کلیہ ہین مگر نتیجہ برخلاف قیاس بحکم استقرا جزئیہ نکلتا ہے۔

بقیہ حاشیہ
والاقیاس خارج ہوجائے۔ واضح ہو کہ مبادی الحکمت اردو مین قیید بذاتہ داخل تعریف قیاس نہین ہے لہذا وہ غلط ہے ۱۲ منہ

لہ کمیت وکیفیت مین کمیت اشرف ہے۔ کیونکہ کمیت دس ضروبون کی عقیم ہونے کی باعث ہے اور کیفیت ۳۲ ضروبون کو عقیم کردیتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ چار شکلین ہین اور ہر ایک مین ۱۶ ضرب ہین اس حساب سے کل ۶۴ ضربین ہوئین انمین سے حسب تفصیل ذیل ۲۲ منتج و ۴۲ عقیم ہین۔

جملہ	چہارم	سوم	دوم	شکل اول	منتج وعقیم
۲۲	۸	۶	۴	۴	منتج
۴۲	۸	۱۰	۱۲	۱۲	عقیم

اور ان ۴۲ مین سے حسب ذیل کمیت کی وجہ سے ۱۰ اور کیفیت کے سبب سے ۲۸ عقیم ہوتے ہین۔

جملہ	چہارم	سوم	دوم	شکل اول	کمیت یا کیفیت
۱۴	۴	۲	۴	۴	کمیت
۲۸	۴	۸	۸	۸	کیفیت

پس اشرفیت کی یہ بڑی دلیل ہے اور کمیت مین کلیت اور کیفیت مین ایجاب اشرف ہے

شکلیں چار ہین ۱- شکل اول جب حد اوسط صغری مین محمول اور کبری مین موضوع ہو

۲- ,, دوم جب دونون مین محمول ہو

۳- ,, سوم جب دونون مین موضوع ہو

۴- ,, چہارم برعکس شکل اول یعنے صغری مین موضوع کبری مین محمول ہو

پس موجبہ کلیہ اشرف ہے اوس کے بعد سالبہ کلیہ اوسکے بعد موجبہ جزئیہ - اور سالبہ جزئیہ اخس اذل ہے سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سے شریف ہونے کا یہہ سبب ہے کہ اوس مین کم وکیف سے مقابلہ آپڑا ہے - اور کم کیف سے اشرف ہے کما مر اور اس باعث سے بھی کہ ایجاب مین صرف ایک شرف ہے کہ وہ وجودی ہے اسلئے عدمی یعنے سلبی سے اشرف ہو سکتا ہے بخلاف کلیت کے کہ اوس مین اشرفیت بوجوہ ہے -

(۱) کلیت اضبط ہے کیونکہ تمام افراد پر حاوی ہے اور اس وجہ سے ایک مقدار معلوم ہو سکتی ہے اور جزئیت مین چونکہ افراد کی تعداد و مقدار نہین معلوم ہوتی کرور دو کرور بھی ہو سکتے ہین ایک بھی دو بھی اور اوس مین مضمون مہملیت ہے اسلئے جزئیہ سے اشرف ہے ۲- اخص ہے جزئیہ مین افراد غیر معین و نامعلوم ہین بخلاف کلیہ کے کہ اوسکے افراد معین و معلوم ہین اسلئے اوس کو ایک خصوصیت ہے ۳- انفع ہے کیونکہ اوسمین افراد معین پر حکم ہے اور منفعت کلیت پر منحصر ہے بخلاف جزئیہ کے اوس مین کوئی نفع نہین کیونکہ افراد غیر معین پر حکم ہے اور افراد غیر معین پر حکم کرنیسے احتمالات پیدا ہوتے ہین کہ یہہ فرد اس مین داخل ہے یا نہین اور یہہ حکم اوس پر بھی ہو سکتا ہے یا نہین اور یہہ بات مستلزم تشکیک ہے جو معارض یقین ہے پس ظاہر ہے کہ شرف کلیت بر جزئیت بوجوہ ہے بخلاف ایجاب کے کہ اوسکو سلب پر ایک ہی شرف ہے وہ یہہ کہ وجود پر عدم کو تقدم ہے اور ما نحن فیہ مین مدار کار عدم و وجود پر نہین البتہ کلیت و جزئیت پر ہے کیونکہ حکم کے واقع ہونیسے بحث ہے و جس کیفیت سے چاہے ہو البتہ کمیت افراد امر معظم بالشان ہے پس سالبہ کلیہ کو شرف موجبہ جزئیہ پر دیا ہے جیسے محصورہ کو مہملہ پر ہے کیونکہ جزئیت مشابہ مہملیت ہے اور مہملہ کا قوت جزئیہ مین ہونے کا بھی یہی سبب ہے حقیقت مین جزئیت اسم رتبہ خسیس ہے جسکی خست کیا ہے

شکل اول بدیہی الانتاج اور مطبوع طبیعت اور نظم طبیعی پر ہے اوسکے بعد دوسری اوسکے بعد تیسری مگر چوتھی بالکل نامطبوع ہے بعض متاخرین اوسکے بدیہی الانتاج ہونے کے قایل ہین۔ اگر شکل ثانی مین کبری اور شکل ثالث مین صغری اور شکل رابع مین صغری وکبری دونون کا عکس کرلیا جائے تو شکل اول بنجاتی ہے

۴۔ ان چارون شکلون مین نتیجہ دینے کے جدا جدا شرائط ہین کیونکہ کیفیت وکمیت وجہت کی وجہ سے خاص صورتون کے ہوا نتیجہ برآمد نہین ہوسکتا ازانجملہ اس مقام پر کیفیت وکمیت کا بیان کیا جاتا ہے اور جہت مین چونکہ بہت جھگڑے ہین اوسکا علیحدہ بیان مختلطات مین ہوگا

شرف بھی دور نہین کرسکتا بخلاف خست سلب سالبہ کلیہ جس کی شرافت کلیت خست سلب کو بھی دور کردیتی اور اوسکو اپنی اشرفیت تامہ کے فیض سے ایجاب پر بھی شرف بخشتی ہے الغرض انہی وجوہات سے ضرب اول شکل اس کا نتیجہ موجبہ کلیہ اور ضرب اول شکل دوم کا سالبہ کلیہ اور ضرب اول شکل سوم کا موجبہ جزئیہ ہے اور ترتیب شرافت اشکال بھی اسی وجہ سے ہے اور یہی وجہ ہے جو ضرب اول شکل اول موجبہ کلیہ وضرب ثانی سالبہ کلیہ وثالث موجبہ جزئیہ ورابع سالبہ جزئیہ ہے اور شکل ثالث کا نتیجہ سالبہ کلیہ ہونے سے وہ شکل ثانی سے خسیس ہے اور عجب نہین شکل رابع بھی منتج سالبہ کلیہ ہونے سے شمار اشکال مین رہی ورنہ اوسکی نامطبوعی جس پر منطقیون نے تصرت کیا ہے اور بعضون نے چھوڑ چھوڑ دیا ہے ہرگز اس قابل نہتھی کہ اشکال قیاس مین اوسکی گنتی لگائی جاتی۔ ۱۲ دو

فافہم وتشکر وان شئت فتشکر لعلک لاتجدہ فی غیر ہذا الکتاب بیان مثلہ مع ذلک الوضاحت والانضباط ۱۲ مصنفہ

شرایط شکل اوّل

۱- ایجاب صغری ۲- کلیۃ کبری

۱- ایجاب صغری مین نہوگا تو اصغر اوسط مین نہ آئے گا مثلاً یون کہین کہ عالم متغیر نہین - جو متغیر ہے حادث ہے تو عالم پر حدوث کا حکم نہو سکے گا کیونکہ حادث وہ ہوتا ہے جو متغیر ہوا اور یہان تو عالم متغیر نہین ہے پس اوس کا حکم اوسپر نہ پہنچے گا -

---

۱؎ اس مقام پر اعتراض ہوتا ہے کہ ایجاب صغری کی شرط بیکار ہے کیونکہ اصغر شامل و مندرج اوسط ہونیکے لئے ایجاب صغری کی ضرورت نہین جیسے (زید سوتا نہین ہے جو سوتا نہین ہے اوسکے حواس درست ہین) یہ نتیجہ صحیح نکلتا ہے کہ زید کے حواس درست ہین البتہ تکرار اوسط کی ضرورت ہے اور اسکی بھی احتیاج ہے کہ دونون مکرر کی کیفیت متحد ہو وہ موجبہ تو یہ موجبہ وہ سالبہ تو یہ سالبہ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مثال مین صغری معدولۃ المحمول ہے ورنہ مکرر نہوتا کیونکہ کیفیت ایجاب و سلب صغری و کبری سے اوسط کو کوئی تعلق نہین - اوسط بجائے خود ایک قضیہ نہین بلکہ ایک قضیہ کا محمول اور دوسرے قضیہ کا موضوع ہے اگر صغری معدولۃ المحمول نہوتا تو کبری بھی معدولۃ الموضوع نہوتا پس جسطرح اس کا کبری سالبہ نہین صغری بھی نہین بلکہ دونون موجبہ ہین ۱۲ منہ

۲- کلیہ کبری مین نہوگی تو یہہ احتمال ہوگا کہ بعض محکوم علیہ اکبر بعض محکوم بہ اصغر کے غیر ہون مثلاً یون کہین کہ عالم متغیر ہے اور بعض متغیر حادث ہے تو حدوث کا حکم عالم پر ہونا کچھ ضروری نہین کیونکہ یہہ احتمال ہوسکتا ہے کہ شاید وہ بعض متغیر جو حادث ہے اوس مین عالم نہو۔ ؎۱

؎۱ اس پر بھی ایک اعتراض ہوتا ہے کہ شکل اول دوری ہے کیونکہ اوسکا نتیجہ کلیۂ کبری کے علم پر موقوف ہے اور علم کلیہ کبری نتیجہ کے علم پر مثلاً (جو متغیر ہے حادث ہے) اوس وقت تک صحیح نہوگا جب تک عالم کا حادث ہونا ثابت نہو جائے کیونکہ عالم اوس کا ایک فرد ہے اور کلیہ مین سے ایک فرد بھی چھوٹ جائے تو کلیہ ثابت نہین ہوتا اور عالم کا حادث ہونا اوس وقت ثابت ہوگا جب کل متغیر کا حادث ہونا ثابت ہو پس کبری موقوف ہوا صغری پر اور صغری نتیجہ پر اور نتیجہ صغری وکبری دونون پر تو ہر ایک کا ہر ایک پر موقوف ہونا لازم آیا اور یہی ہے دور پس شکل اول جو جان منطق ہے باطل ہوئی اور اوس کے باطل ہونے سے ساری منطق باطل ہوگئی اسکا جواب یہہ ہے کہ اصغر۔ اوسط واکبر دونون کا فرد ہے جیسے عالم۔ متغیر اور حادث دونون کا فرد ہے پس اصغر پر دو حکم ہوتے مین۔ ۱۔ وہ حکم جو اوسط سے ہوتا ہے۔ ۲۔ وہ جو اکبر سے بذریعہ اوسط ہوتا ہے پہلا حکم اجمالی ہے دوسرا تفصیلی پہلا بدیہی ہے دوسرا نظری۔ حکم حدوث متغیر پر جو اوسط ہے ہوا اور اوسط۔ اصغر کا محمول تھا۔ پس اس قاعدہ سے کہ محمول کا محمول محمول ہے عالم یعنی اصغر محمول ہوا اور یہہ حکم اجمالی ہے اسی طرح حکم حدوث حادث سے جو اکبر ہے عالم پر وارد ہوا یہہ حکم تفصیلی ہے اور جب جہتین مل گئین یعنے ایک معلوم دوسرا مجہول ایک بدیہی دوسرا نظری ایک اجمالی دوسرا تفصیلی تو ایک کا دوسرے پر جہت واحد سے موقوف ہونا لازم نہ آیا ۱۲ منہ

ضروب جو کلیۃ و جزئیۃ و ایجاب و سلب سے پیدا ہوتے ہین سولہ[۱] ہین کیونکہ قضایا
شخصیہ ہین یا مہملہ یا محصورہ اس مین شخصیہ حکم کلیہ رکھتا ہے کیونکہ اس مثال مین کہ
یہہ شخص زید ہے زید انسان ہے نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ شخص انسان ہے اور
مہملہ قوت جزئیہ مین ہے جیسے قضایا کے بیان مین گزرا ہے محصورہ وہ چار
ہین ۱ موجبہ کلیہ ۲ - سالبہ کلیہ ۳ - موجبہ جزئیہ ۴ - سالبہ جزئیہ یہہ چارون
صغری کبری دونون مین ہو سکینگے تو چار چوکے سولہ ہوئے[۱]

[۱] وہ سولہ ضربین یہہ ہین

تعداد	صغری	کبری	عقیم ہے یا منتج	وجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ ہے اور کبری کلیہ
۲	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۳	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ ہے اور کبری کلیہ
۴	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ اور کبری کلیہ ہے
۶	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۷	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ اور کبری کلیہ ہے
۸	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ صغری سالبہ ہے
۱۰	"	موجبہ جزئیہ	"	" اور کبری جزئیہ ہے
۱۱	"	سالبہ کلیہ	"	کیونکہ صغری سالبہ ہے
۱۲	"	سالبہ جزئیہ	"	" اور کبری جزئیہ ہے
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	"	کیونکہ صغری سالبہ ہے
۱۴	"	موجبہ جزئیہ	"	" اور کبری جزئیہ ہے
۱۵	"	سالبہ کلیہ	"	کیونکہ صغری سالبہ ہے
۱۶	"	سالبہ جزئیہ	"	" اور کبری جزئیہ ہے

اس مین چونکہ ایجاب صغری کی شرط ہی اسلئے آٹھہ ضربین سے نتیجہ ہونگی وہ آٹھہ عقیم یہہ ہین

۱۔ صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ

۲ " " " " سالبہ جزئیہ

اور چونکہ کلیۃ کبری کی شرط ہے لہذا چار ضربین عقیم ہونگی۔

۱۔ کبری موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ

" " سالبہ جزئیہ

رہین چار ضربین وہ البتہ منتج ہین وہ یہہ ہین

نام ضرب	شکل	مثال شکل	مثال نتیجہ	نام قضیہ نتیجہ
۱	۲	۳	۴	۵
اول	صغری و کبری موجبہ کلیہ	جو انسان ہی حیوان ہے جو حیوان ہی حساس ہے	جو انسان ہے حساس ہے	موجبہ کلیہ
دوم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	جو انسان ہی حیوان ہے کوئی حیوان پتھر نہین۔	کوئی انسان پتھر نہین	سالبہ کلیہ
سوم	صغری موجبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض انسان کاتب ہی۔ جو کاتب ہی متحرک الاصابع ہے	بعض انسان متحرک الاصابع ہے	موجبہ جزئیہ
چھارم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض انسان سفید ہے جو سفید ہے سیاہ نہین	بعض انسان سیاہ نہین	سالبہ جزئیہ

شکل ثانی

شرایط انتاج

ا۔ کیفیت مین اختلاف دونون مقدمون کا ایجاب وسلب مین

۲۔ کمیت مین ۔ کلیۃ کبری

ایجاب وسلب مین اختلاف نہوگا تو اس قیاس مین کہ کل انسان جاندار
ہین اور کل گھوڑے جاندار ہین یہہ نتیجہ نکلے گا کہ کل انسان گھوڑے ہین
اگرچہ بعض مواد مین صحیح بھی نکلتا ہے جیسے کل آدمی جاندار ھین کل بولنے
والے جاندار ہین نتیجہ کل آدمی بولنے والے ہین ۔ یا کل آدمی جسم ہین
کل جاندار جسم ہین نتیجہ کل آدمی جاندار ھین مگر منطق مین قواعد کلیہ ہوتے
ہین پس آٹھہ ضرب مین عقیم ہوین یعنے وہ چار جس کے صغری کبری سالبہ
ھین اور وہ چار جو دونون موجبہ ھین ۔

اگر کلیت کبری مین نھوگی تو جب کبری موجبہ جزئیہ ہو اس مواد مین کہ کوئی
انسان گھوڑا نھین بعض حیوان گھوڑا ہے) نتیجہ کاذب یعنے بعض انسان حیوان

نہین نکلیگا اور جب کبری سالبہ جزئیہ ہو اس مادہ مین کہ جو انسان ہے حیوان ہے بعض شے حیوان نہین) نتیجہ کاذب بعض انسان شے نہین برآمد ہوگا پس چار ضربین عقیم ہوئین وہ ضربین ہین جس مین کبری کلیہ نہین۔ رہین چار ضربین

لہ جدول ذیل سے ظاہر ہوگا کہ ۱۶ ضربون مین منتج وعقیم کون کون ہین اور اس کے کیا وجوہات ہین

نشان	صغری	کبری	منتج یا عقیم	وجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون موجبہ ہین
۲	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	" اور کبری کلیہ نہین ہے
۳	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ ایجاب وسلب مین اختلاف ہوا اور کبری کلیہ ہے
۴	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون موجبہ ہین
۶	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	" اور کبری کلیہ نہین
۷	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ ایجاب وسلب مین اختلاف ہے اور کبری کلیہ ہو
۸	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتھہ کبری کلیہ ہے
۱۰	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۱۱	"	سالبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون سالبہ ہین
۱۲	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	" اور کبری جزئیہ ہے
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتھہ کبری کلیہ ہے
۱۴	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۱۵	"	سالبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون سالبہ ہین
۱۶	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ دونون سالبہ ہین اور کبری جزئیہ ہے

وہ حسب ذیل ہیں

جدول ضروب منتجہ شکل ثانی

نام ضرب	شکل	مثال	نتیجہ	نام قضیہ نتیجہ
۱	۲	۳	۴	۵
ضرب اول	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے کوئی پتھر حیوان نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	سالبہ کلیہ
دوم	صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	کوئی پتھر حیوان نہیں جو انسان ہے حیوان ہے	کوئی پتھر انسان نہیں	سالبہ کلیہ
سوم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض حیوان انسان ہیں کوئی پتھر انسان نہیں	بعض حیوان پتھر نہیں	سالبہ جزئیہ
چہارم	صغری سالبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض حیوان انسان نہیں جو ناطق ہے انسان ہے	بعض حیوان ناطق نہیں	سالبہ جزئیہ

شکل ثالث

شرایط انتاج

۱۔ بحسب کیفیت ایجاب صغری

۲۔ بحسب کمیت کسی ایک کا کلیہ ہونا

ایجاب صغری مین نہوگا تو جب کبری موجبہ ہوگا مثلاً کوئی انسان گھوڑا نہیں اور جو انسان ہے حیوان ہے مین کوئی گھوڑا حیوان نہیں نتیجہ نکلیگا اور وہ غلط ہے جب سالبہ ہوگا

تو اس مادہ مین کہ کوئی انسان گھوڑا نہین اور کوئی انسان صاہل نہین مین کوئی گھوڑا صاہل نہین نتیجہ نکلیگا حالانکہ کاذب ہے -

کوئی بھی کلیہ نہوگا تو اس مادہ مین کہ بعض حیوان انسان ہے بعض حیوان فرس ہے نتیجہ نکلیگا کہ بعض انسان فرس[٥] ہے پس شرط ایجاب صغری کی وجہہ سے آٹھ اور کسی ایک کے کلیہ ہونیکی شرط سے دو عقیم ہوین وہ دو یہہ ہے ۱۔ دونون جزئی اور کبری موجبہ ۲۔ دونون جزئیے اور کبری سالبہ اب رہے ۶ ضربین وہ البتہ منتج ہین چنانچہ

٥ جدول ذیل سے ظاہر ہوگا کہ سولہ ضروب سے کون کون منتج و عقیم ہے اور اوسکے کیا وجوہ ہین -

نشان	صغری	کبری	منتج یا عقیم	وجہ
۱	۲	۳	۴	۵
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ ہے اور ایک تو ضرور کلیہ ہے
۲	"	موجبہ جزئیہ	منتج	صغری موجبہ بھی ہے اور کلیہ بھی
۳	"	سالبہ کلیہ	منتج	صغری موجبہ ہے اور ایک تو ضروری کلیہ ہے -
۴	"	سالبہ جزئیہ	منتج	صغری موجبہ ہے اور کلیہ
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	صغری موجبہ ہے اور کبری کلیہ
۶	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کوئی بھی کلیہ نہین
۷	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ ہے اور کبری کلیہ
۸	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کوئی بھی کلیہ نہین
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ صغری موجبہ نہین
۱۰	"	موجبہ جزئیہ	"	"
۱۱	"	سالبہ کلیہ	"	"
۱۲	"	سالبہ جزئیہ	"	"
۱۴	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	"	"
۱۵	"	موجبہ جزئیہ	"	" اور کوئی بھی کلیہ نہین
۱۵	"	سالبہ کلیہ	"	کیونکہ صغری موجبہ نہین
۱۶	"	سالبہ جزئیہ	"	" اور کوئی بھی کلیہ نہین

جدول ذیل سے واضح ہے ؛

نام ضرب	شکل	مثال	مثال نتیجہ	نام قضیہ نتیجہ
۱	۲	۳	۴	۵
اول	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	کل آدمی جاندار ہین کل آدمی بولنے والے ہین	بعض جاندار بولنے والے ہین	موجبہ جزئیہ
دوم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	کل آدمی جاندار ہین کوئی آدمی پتھر نہین	بعض جاندار پتھر نہین	سالبہ جزئیہ
سوم	صغری موجبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض حیوان انسان ہین کل حیوان حساس ہین	بعض انسان حساس ہین	موجبہ جزئیہ
چہارم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض حیوان انسان ہین کوئی حیوان پتھر نہین	بعض انسان پتھر نہین	سالبہ جزئیہ
پنجم	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ	کل انسان حیوان ہین بعض انسان کاتب ہین	بعض حیوان کاتب ہین	موجبہ جزئیہ
ششم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ جزئیہ	کل انسان حیوان ہین بعض انسان کاتب نہین	بعض حیوان کاتب نہین	سالبہ جزئیہ

شکل رابع

بحسب کیفیت وکمیت - ان دونون مین سے ایک ہو

یا تو دونون مقدمہ موجبہ ہون اور صغری کلیہ یا ایجاب وسلب مین مختلف اور دونون مین سے ایک کلیہ ہو اگر یہ شرط نہ ہونگے اختلاف موجب عقیم پیدا ہوگا کیونکہ اگر صغری کبری دونون سالبہ ہونگے تو اس مادہ مین کہ کوئی انسان گھوڑا نہین - اور کوئی گدھا انسان نہین (

ملہ ضرب اول و دوم مین گو دونون کلیہ ہین مگر نتیجہ جزئیہ نکلتا ہے اور یہ خلاف قیاس ہے ۱۲ منہ

نتیجہ صادقہ سالبہ نکلیگا کہ کوئی گھوڑا گدھا نہین اگر کبریٰ یہہ ہو کہ (کوئی صاہل انسان نہین) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا کہ (جو گھوڑا ہے وہ صاہل ہے) اگر دونون موجبہ اور صغریٰ جزئیہ ہو تو اس مادہ مین کہ (بعض حیوان انسان ہین اور جو ناطق ہے حیوان ہے) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا یعنے (بعض انسان ناطق ہے) اگر کبریٰ یہہ ہو کہ (جو گھوڑا ہے حیوان ہے) نتیجہ صادقہ سالبہ ہوگا کہ (بعض انسان گھوڑا نہین) اگر دونون ایجاب وسلب مین مختلف اور دونون جزئیے ہونگے تو اگر موجبہ صغریٰ ہوگا تو اس مادہ مین کہ (بعض ناطق انسان ہے اور بعض حیوان ناطق نہین) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا کہ (بعض انسان حیوان ہے) اگر کبریٰ یہہ ہو کہ (بعض گھوڑے ناطق نہین) نتیجہ صادقہ سالبہ ہوگا کہ (بعض انسان گھوڑے نہین) اگر موجبہ کبریٰ ہو اس مادہ مین کہ (بعض انسان گھوڑے نہین) اور (بعض حیوان انسان ہین) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا کہ (بعض گھوڑے حیوان ہین اگر کبریٰ (بعض ناطق انسان ہین ہو تو نتیجہ صادقہ سالبہ ہوگا کہ (بعض گھوڑے ناطق نہین[1]

[1] جدول ذیل سے ظاہر ہوگا کہ سولہ ضربون مین عقیم ومنتج کون کون ہین اور اُس کے کیا وجوہات ہین؟

جدول ضروب نتیجہ شکل چہارم

نشان ضرب	حیثیت مقدمتین	مثال مقدمات	مثال نتیجہ	حیثیت نتیجہ	کیفیت
١	٢	٣	٤	٥	٦
اول	صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے جو کاتب ہے انسان ہے	بعض حیوان کاتب ہے	موجبہ جزئیہ	دونوں مقدمے کلی ہیں مگر نتیجہ جزئیہ نکلا کیونکہ یہ ضرب داخل مستثنیٰ ہے
دوم	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ	جو انسان ہے حیوان ہے بعض ہاشمی انسان ہے	بعض حیوان ہاشمی ہے	ایضاً	
سوم	صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	کوئی انسان پتھر نہیں جو کاتب ہے انسان ہے	جو پتھر ہے کاتب نہیں	سالبہ کلیہ	
چہارم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے جو پتھر ہے انسان نہیں	بعض حیوان پتھر نہیں	سالبہ جزئیہ	یہ بھی مستثنیٰ ہے
پنجم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض انسان کاتب ہے کوئی پتھر انسان نہیں	بعض کاتب پتھر نہیں	سالبہ جزئیہ	
ششم	صغری سالبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض انسان کاتب نہیں جو ضاحک ہے انسان ہے	بعض کاتب ضاحک نہیں	"	
ہفتم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ جزئیہ	جو انسان ہے حیوان ہے بعض سفید انسان نہیں	بعض حیوان سفید نہیں	"	
ہشتم	صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ	کوئی پتھر انسان نہیں بعض جماد پتھر ہیں	بعض انسان جماد نہیں	"	

مختلطات

شکل اول مین بحسب جہت یہ شرط ہے کہ صغریٰ مین جہت امکان نہ ہو ورنہ اصغر اوسط مین مندرج نہ ہوگا جیسے جو حمار ہے مرکوب زید ہے بالامکان جو مرکوب زید ہی فرس ہے بالضرورہ مین نتیجہ برآمد نہین ہوتا اس روسے ۲۵×۱۵=۳۷۵ مین ۱۸۰ عقیم اور ۱۹۵ منتج ہین ۔

نوٹ متعلقہ صفحہ (۹۳)

نشان	صغری	کبری	منتج یا عقیم	وجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ دونون موجبہ ہین اور صغری کلیہ ہے ۔
۲	״	موجبہ جزئیہ	منتج	ایضاً
۳	״	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ کیفیت مین مختلف ہین اور ایک تو ضرور کلیہ ہے
۴	״	سالبہ جزئیہ	منتج	ایضاً
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ صغری جزئیہ ہے ۔
۶	״	موجبہ جزئیہ	״	
۷	״	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتہ ایک کلیہ ہے ۔
۸	״	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کوئی کلیہ نہین
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ کیف مین مختلف اور ایک ضرور کلیہ ہے ۔
۱۰	״	موجبہ جزئیہ	منتج	ایضاً
۱۱	״	سالبہ کلیہ	عقیم	کیف مین اختلاف نہین ۔
۱۲	״	سالبہ جزئیہ	״	״
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتہ ایک کلیہ ہے ۔
۱۴	״	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ ایک بہی کلیہ نہین
۱۵	״	سالبہ کلیہ	״	کیونکہ کیف مین اختلاف نہین
۱۶	״	سالبہ جزئیہ	״	ایضاً

رہی یہ بات کہ نتیجہ مین کون جہت ہوگی اسکا قاعدہ یہ ہے کہ نتیجہ مین وہی جہت
ہوگی جو کبری مین ہے بشرطیکہ کبری مشروطہ عامہ وخاصہ وعرفیہ عامہ وخاصہ
نہو (جیسے زید کاتب ہے بالفعل اور جو کاتب ہے انسان ہے بالضرور۔ زید انسان
ہے بالضرور) اور اگر کبری ان چارون مین سے کوئی ایک ہوگا تو نتیجہ مین
صغری کی جہت ہوگی (جیسے زید کاتب ہے بالفعل۔ جو کاتب ہے متحرک الاصابع ہے
بالضرور۔ زید متحرک الاصابع ہے بالفعل) اگر صغری مین قید لادوام و لاضرورۃ ہو (جیسے زید
کاتب ہے بالفعل مگر ہمیشہ نہین جو کاتب ہے جبتک لکھتا ہے متحرک الاصابع ہے
بالضرور۔ زید کاتب ہے بالفعل) محذوف ہوگی ورنہ اس مادہ مین کہ (جو انسان ہے
ضاحک ہے مگر ہمیشہ نہین اور جو ضاحک ہے جبتک ضاحک ہے حیوان ہے) مین
نتیجہ کاذب نکلیگا کہ (جو انسان ہے حیوان ہے مگر ہمیشہ نہین) اسیطرح کبری سے زیادہ
ضرورت صغری مین ہو (جیسے زید کاتب ہے بالضرور۔ جو کاتب ہے جبتک لکھتا ہے متحرک الاصابع
ہے بالدوام زید جبتک لکھتا ہے متحرک الاصابع ہے بالدوام) تو محذوف ہوگی مگر لادوام ولاضرورت
کبری (جیسے زید کاتب ہے بالضرور۔ جو کاتب ہے وقت کتابت متحرک الاصابع ہے بالدوام
مگر ہمیشہ نہین زید وقت کتابت متحرک الاصابع ہے بالدوام مگر ہمیشہ نہین) نتیجہ مین بحال رہیگی
مزید توضیح کے لئے جدول ذیل کو دیکھنا چاہئے۔

کبریات / صغریات	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ	ضروریہ	دائمہ	ضروریہ لادائمہ	دائمہ لادائمہ
دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ لادائمہ	دائمہ لادائمہ
مشروطہ عامہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ
مشروطہ خاصہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
عرفیہ خاصہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ
وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ
وقتیہ	وقتیہ مطلقہ	مطلقہ وقتیہ	وقتیہ مطلقہ لادائمہ	وقتیہ مطلقہ لادائمہ
منتشرہ	منتشرہ مطلقہ	مطلقہ منتشرہ	منتشرہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ منتشرہ لادائمہ

شکل ثالث میں دو شرطیں ہیں جسکی ہر شرط دو باتوں پر مشتمل ہے

(۱) یا تو صغریٰ ضروریہ یا دائمہ ہو یا کبریٰ اون چھ قضایا سے ہو جنکے سوالب منعکس ہوتے ہین یعنی ضروریہ (۲) دائمہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) مشروطہ خاصہ

(۵)۔ عرفیہ عامہ (۶) عرفیہ خاصہ۔

(۲) اگر صغریٰ ممکنہ ہووے تو ضرور ہے کہ کبریٰ ضروریہ ہو یا مشروطہ عامہ یا خاصہ۔ اگر کبریٰ ممکنہ ہووے تو ضرور ہے کہ صغریٰ ضروریہ ہو۔

اور نتیجہ دایمہ ہوگا اگر صغریٰ یا کبریٰ مین دوام یا ضرورت[1] ہو اگر کسی مین دوام نہ ہو تو نتیجہ مین صغریٰ کی جہت ہوگی اور قید ضرورت مطلقہ و ضرورۃ وصفیہ و ضرورت وقتیہ و لا دوام و لا ضرورت ہو تو محذوف ہوگی۔

---

[1] کیونکہ ضروریہ ہوگا تو اس مثال مین کہ کوئی گدہا گھوڑا نہین بالضرور اور جو مرکب زید ہے گھوڑا ہے بالضرور مین نتیجہ یہ نکالا جاے کہ کوئی گدہا مرکوب زید نہین ہے بالضرور تو غلط ہوگا اس وجہ سے کہ ہر گدہا مرکوب زید ہونا ممکن ہے اور جب امکان پایا گیا تو ضرورت نہ رہی ۱۲ منہ

صغریات / کبریات	مشروطہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ خاصہ
مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ			
مشروطہ خاصہ				
عرفیہ عامہ				
عرفیہ خاصہ				
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ			
وجودیہ لادائمہ				
وجودیہ لاضروریہ				
وقتیہ	وقتیہ مطلقہ			
منتشرہ	منتشرہ مطلقہ			
ممکنہ	ممکنہ عامہ		عقیم	
ممکنہ خاصہ				

شکل ثالث مین شرط ہے کہ صغری ممکنہ نہ ہو[ف] اور اگر کبری غیر وصفیات اربعہ ہے

ف ورنہ صغرا وسط مین مندرج نہ ہوگا اور کبری کا حکم اوسط پر نہ پہنچیگا جیسے ہمنے فرض کیا کہ زید گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور کسیوقت گدھے پر سوار نہین ہوتا اور عمر گدھے پر سوار ہوتا ہے اور گھوڑے پر نہین ہوتا اس فرض کے بعد یہ قیاس بنایا جائے جو مرکوب زید ہے ممکن ہے کہ مرکوب عمر ہو اور جو مرکوب زید ہے گھوڑا ہے بالفعل تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ بعض مرکوب عمر بالفعل فرس ہے اور وہ خلاف فرض و غلط ہے ـ

تو جہت کبری جہت نتیجہ ہوگی۔ اگر ان چارون مین کوئی ایک کبری ہو تو نتیجہ عکس صغری ہوگا۔ اور بعد عکس لا دوام باقی رہے تو حذف کیا جائیگا مگر کبری مشروطہ عامہ و عرفیہ عامہ ہوگا تو نتیجہ مین بہی لا دوام کی جہت ہوگی۔

صغریات / کبریات	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ				
دایمہ				
مشروطہ عامہ				
عرفیہ عامہ				
مشروطہ خاصہ				
عرفیہ خاصہ				
مطلقہ عامہ				
وجودیہ لا دایمہ				
وجودیہ لا ضروریہ				
وقتیہ				
منتشرہ				

شکل رابع کی پانچ شرطین ہین۔

(۱) قیاس مین ممکنہ کا نہو نا صغری ہو یا کبری۔[1]

(۲) اگر صغری یا کبری سالبہ ہو تو سوالب منعکسہ (یعنی[1] ضروریہ۔ ۲۔ دایمہ۔ ۳۔ مشروطہ عامہ۔ ۴۔ مشروطہ خاصہ۔ ۵۔ عرفیہ عامہ۔ ۶ عرفیہ خاصہ) مین سے کوئی نہ کوئی ہو۔

(۳) ضرب ثالث کے صغری مین صدق دوام ہو یعنی ضروریہ ہو یا دایمہ یا کبری ضرب ثالث مین عرفیہ عامہ کا صدق ہو یعنی ستہ منعکسۃ السوالب مین سے کوئی نہ کوئی ہو۔

(۴) ضرب سادس مین کبری قضایاے ستہ منعکسۃ السوالب سے ہو۔

(۵) ضرب ثامن کا صغری مشروطہ خاصہ یا عرفیہ خاصہ ہو اور اوسکے کبری مشروطہ عامہ ہون یا عرفیہ عامہ اور نتیجہ ضرب اول و دوم مین اگر صغری ضروریہ مطلقہ یا دایمہ مطلقہ ہو یا قیاس ستہ منعکسۃ السوالب سے ہو عکس صغری ہوگا ورنہ مطلقہ عامہ۔

---

[1] ورنہ اس مادہ مین کہ جو مرکوب زید ہے فرس ہے بالضرور اور جو حمار ہے مرکوب زید ہے بامکان خاص نتیجہ موجبہ کاذب ہوگا کہ بعض فرس حمار ہے بامکان اور اگر کبری بدل دیا جاے کہ جو صاہل ہے مرکوب زید ہے نتیجہ موجبہ صادق ہوگا کہ بعض صاہل فرس ہے بامکان۔

اور ضرب ثالث مین اگر دونون مقدمون مین سے کسی مقدمہ مین دوام صادق ہو یعنی ضروریہ یا دایمہ ہو تو نتیجہ دایمہ ہوگا ورنہ صغری کے عکس کے مانند ہوگا۔

اور ضرب رابع وخامس مین اگر کبری ضروریہ مطلقہ یا دایمہ مطلقہ ہو تو دایمہ ہوگا ورنہ عکس صغری کے مانند ہوگا اور عکس صغری مین قید لادوام ہو تو مخذوف ہوگی۔

اور ضرب سادس مین شکل ثانی کے مانند بعد عکس صغری۔

اور ضرب سابع مین شکل ثالث کے مانند بعد عکس کبری۔

اور ضرب ثامن مین عکس نتیجہ بعد عکس ترتیب کے مانند۔

ذیل کے جدولون سے ہر ایک شکل کے جہات نتایج معلوم ہون گے اور چونکہ یہہ شکل نہایت نامطبوع ہے اور اس کا کام ہرگز نہین پڑتا اس لئے بڑے بڑے کتابون مین بھی اسکا ذکر نہین اور اس قدر بھی اوس کی صراحت نہین جس قدر ہمنے کی ہے۔

جدول نتایج ضرب دوم

صغریات / کبریات	ضروریه	دائمه	مشروطه عامه	عرفیه عامه	مشروطه خاصه	عرفیه خاصه	مطلقه عامه	وجودیه لاضروریه	وجودیه لادائمه	وقتیه	منتشره
ضروریه	حینیه مطلقه										
دائمه											
مشروطه عامه											
عرفیه عامه	حینیه		مطلقه		مطلقه عامه						
مشروطه خاصه	حینیه		مطلقه لادائمه		مطلقه عامه						
عرفیه خاصه											
مطلقه عامه	مطلقه عامه										
وجودیه لادائمه											
وجودیه لاضروریه											
وقتیه											
منتشره											

جدول نتایج ضرب ثالث

صغریات / کبریات	ضروریه	دائمه	مشروطه عامه	عرفیه عامه	مشروطه خاصه	عرفیه خاصه
ضروریه	دائمه					
دائمه						
مشروطه عامه	دائمه		عرفیه عامه		عرفیه لادائمه فی البعض	
عرفیه عامه						
مشروطه خاصه						
عرفیه خاصه						
مطلقه عامه			عقیمه			
وجودیه لادائمه						
وجودیه لاضروریه						
وقتیه						
منتشره						

جدول نتایج ضرب سادس

کبریات / صغریات	مشروطه خاصه	عرفیه خاصه
ضروریه		
دائمه		
مشروطه عامه		
عرفیه عامه		
مشروطه خاصه		
عرفیه خاصه		

جدول نتایج ضرب ثامن

کبریات / صغریات	مشروطه خاصه	عرفیه خاصه
ضروریه	ضروریه لادائمه	دائمه لادائمه
دائمه	دائمه لادائمه	
مشروطه عامه		
عرفیه عامه		
مشروطه خاصه		
عرفیه خاصه		

جدول ضرب سابع

صغریات / کبریات	مشروطه خاصه	عرفیه خاصه
ضروریه		
دائمه		
مشروطه عامه		
مشروطه خاصه		
عرفیه عامه		
مطلقه عامه		
وجودیه لادائمه		
وجودیه لاضروریه		
وقتیه		
منتشره		

جدول اقسام قیاس اقترانی شرطی

نشان	نام قسم	مثال
۱	صغری کبری دونون متصلہ	جب آدمی سوتا ہے اوسکے حواس معطل ہوتے ہین جسکے حواس معطل ہوتے ہین وہ دیکھتا سنتا نہین پس آدمی جب سوتا ہے دیکھتا سنتا نہین ۔
۲	دونون منفصلہ	مادہ جوہر ہے یا عرض ۔ جو عرض ہے یا عرض عام ہے یا عرض خاص مادہ یا جوہر یا عرض عام یا عرض خاص ۔
۳	ایک حملیہ ایک متصلہ	اگر یہ انسان ہے تو ناطق ہے جو ناطق ہے حیوان ہے ۔ اگر یہ انسان ہے تو حیوان ہے ۔
۴	ایک حملیہ ایک منفصلہ	زید زندہ ہے جو زندہ ہے یا سوتا ہے یا جاگتا ہے پس زید یا سوتا ہے یا جاگتا ہے ۔
۵	ایک متصلہ دوسرا منفصلہ	اگر یہ لفظ فعل ہے تو اوسکے معنے مین زمانہ ہوگا اور جو زمانہ ہے یا ماضی ہے یا مستقبل ہے یا حال اگر یہ لفظ فعل ہے تو اوسکے معنی مین زمانہ ماضی ہوگا

قیاس استثنائی

وہ قیاس ہے جسکا عین یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور ہو ۔ جیسے (یہ عدد زوج ہے یا فرد ہے ۔ لیکن یہ زوج ہے تو فرد نہین لیکن یہ فرد ہے تو زوج نہین) اور اوسکو حرف استثنا ہونیسے استثنائی کہتے ہین ۔ اس کے بھی دو شرطین ہین

(۱) شرطیہ متصلہ ہو یا منفصلہ موجبہ ۔

(۲) شرطیہ کلیہ ہو کیونکہ اتفاقیہ سے نتیجہ برآمد نہین ہوتا ۔ اگرچہ متصلہ مین

وضع مقدم سے نتیجہ وضع تالی اور رفع تالی سے نتیجہ رفع مقدم نکلتا ہے۔ جیسے اگر یہ شخص انسان ہے تو جاندار ضرور ہے لیکن انسان تو ہے۔ نتیجہ یہ کہ جاندار ضرور ہے۔ اسمین وضع مقدم منتج وضع تالی ہوا۔ یا لیکن جاندار تو نہین ہے۔ نتیجہ یہ کہ انسان نہین ہے۔ اسمین رفع تالی منتج رفع مقدم ہوا۔ گر تالی مقدم سے عام ہو تو نتیجہ نہ نکلیگا جیسے لیکن انسان تو نہین یا لیکن جاندار تو ہے۔ اور منفصلہ حقیقیہ مین ہر جزو کا وضع دوسرے کے رفع کا منتج ہوگا و بالعکس مثلاً یہ عدد طاق ہوگا یا جفت لیکن جفت ہے نتیجہ یہ کہ طاق نہین یا لیکن طاق ہے نتیجہ یہ کہ جفت نہین۔ یا لیکن جفت نہین نتیجہ یہ کہ طاق ہے۔ یا لیکن طاق نہین نتیجہ یہ کہ جفت ہے۔ اور مانعۃ الجمع مین ہر جزو کا وضع دوسرے کے رفع کا منتج ہوگا۔ مگر بالعکس نہین یعنی رفع منتج وضع نہ ہوگا۔ مثلاً یہ پتھر ہے یا درخت لیکن پتھر ہے نتیجہ یہ کہ درخت نہین یا لیکن درخت ہے نتیجہ کہ پتھر نہین مگر رفع کی صورت مین منتج وضع نہ ہوگا جیسے لیکن پتھر تو نہین اسوقت یہ نتیجہ نکلیگا کہ درخت ہے۔ یا لیکن درخت نہین تو یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ پتھر ہے کیونکہ دونون مین انفصال حقیقی نہین علیٰ ہذا القیاس مانعۃ الخلو مین ہر ایک کا رفع دوسرے کے وضع کا منتج ہوگا مگر عکس نہین

قیاس مرکب

قیاس مرکب قیاس مفرد سے مرکب ہوتا ہے اور وہ دو طرح پر ہے۔

١۔ موصول النتایج ۔ وہ جسکے نتایج ہر قیاس مین مذکور ہون جیسے جو (ا) ہے
وہ (ب) ہے اور جو (ب) ہے وہ (ج) ہے پس جو (ا) ہے وہ (ج) ہے پھر
جو (ا) ہے وہ (ج) ہے اور جو (ج) ہے وہ (د) ہے پس جو (ا) ہے وہ (د)
ہے پھر جو (ا) ہے وہ (د) اور جو (د) ہے وہ (ھ) ہے پس جو (ا) ہے وہ (ھ) ہے
٢۔ مفصول النتایج ۔ وہ جسکے نتایج مذکور نہ ہون جیسے جو (ا) ہے وہ (ب) ہے
اور جو (ب) ہے وہ (ج) ہے اور جو (ج) ہے وہ (د) ہے اور جو (د) ہے وہ
(ھ) ہے۔ پس جو (ا) ہے وہ (ھ) ہے اس قیاس کی ضرورت اوس وقت ہوتی
ہے جب مطلوب قیاس مفرد سے حاصل نہ ہو بلکہ بطرز بالا ترکیب دیکر حاصل کرنیکی
ضرورت ہو۔

قیاس خلف

جو مطلوب کہ اوس کے نقیض کو باطل کرکے ثابت کیا جاتا ہے اوسکو قیاس خلف
کہتے ہین۔ یہ قیاس اقترانی و استثنائی سے مرکب ہوتا ہے جیسے (اگر یہ نہین
کہ جو انسان ہے وہ گدھا نہین تو یہ ہوگا کہ جو انسان ہے وہ گدھا ہے اور جو گدھا
ہے وہ ناہق ہے پس جو انسان ہے وہ ناہق ہے لیکن انسان ہے وہ ناہق نہین لیکن جو انسان ہے وہ گدھا نہین [illegible]
ثابت کرنا تھا کہ جو انسان ہے وہ گدھا نہین اور اس طرح ثابت کیا گیا کہ اوس کے نقیض

کو جسنے باطل کیا اس طریق پر کہ ایک صادق مقدمہ یعنی جو گدھا ہے وہ ناہق ہے کو کبری بنایا اور یہ نتیجہ نکالا کہ جو انسان ہے وہ ناہق نہین تو نتیجہ نکل آیا کہ جو انسان ہے وہ گدھا نہین۔ وھو المطلوب

استقرا

استقرا حکم کل کو کہتے ہین جو وجود اکثر سے ہوتا ہے یعنی ایک بات اکثر یہ پائی گئی اور جسنے اوسکو کل کا حکم دیا اور کلیہ باندہ دیا پس جو حکم کہ تمام اجزا مین ہوگا وہ استقرا نہ ہوگا۔ بلکہ قیاس ہوگا جو مقسم ہے اور اوسکو استقرا بھی اسی لئے کہتے ہین کہ اوسکے مقدمات تلاش و تجسس جزئیات سے ملتے ہین جیسے جو حیوان ہے کھانیکے وقت اوسکے نیچے کا جبڑا حرکت کرتا ہے اور یہ حکم تمام انسانون بہایم سباع کو دیکھکر لگایا گیا یہ حکم مفید یقین نہین کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی جزئی اوسکے خلاف ہو جیسے (مگر) جسکو فارسی مین نہنگ عربی مین تمساح کہتے ہین۔

تمثیل

استدلال ایک جزئی کا دوسرے جزئی پر کسی امر مشترک کی وجہ سے ہو یعنی دو جزئیون مین ایک سی بات پائی جائے اور اوس مین سے ایک کسی حکم سے محکوم

ہو اور دوسرے کو بھی اوسی بات کی وجہ سے اوس حکم سے محکوم کرین تو اوسکو اصطلاح منطق مین تمثیل اور فقہ مین قیاس اور کلام مین استدلال بالشاہد علی الغائب کہتے ہین اور اول کو فرع ثانی کو اصل اور مشترک کو علۃ جامعہ سے تعبیر کرتے ہین

تمثیل کی دو قسمین ہین۔

۱- دوران۔ یعنی امر مشترک جسوقت پایا جائے حکم پایا جائے۔ اور جب وہ نپایا جائے حکم نپایا جائے۔ جیسے حکم حرمت شراب کہ جب تک مسکر ہے حرام ہے اور جب سرکہ ہونیسے سکر جاتا رہے ہے حکم حرمت بھی جاتا رہا۔ اور جیسے عالم کو مکان کے قیاس پر حادث ٹھرایا اس طرح کہ مکان موالف ہے اور ہر موالف حادث ہے پس مکان حادث ہے اور یہی تالیف عالم مین پائی جاتی ہے۔ تو اس امر مشترک کی وجہ سے عالم حادث ہے۔

۲- تردید۔ جسکو تقسیم و سبر بھی کہتے ہین۔ اوصاف اصل کو معلوم کرکے اوسکے بعض کو باطل کرنا۔ تا بعض باقی امر مشترک ٹھرے جیسے حدوث مکان کی علتہ یا وجود ہے۔ یا امکان یا تالیف اس مین سے وجود علتہ حدوث نہین۔ کیونکہ واجب و ممکن و قدیم و حادث سب مین وجود ہے از انقبیل امکان نہین کہ عقول مجردہ قدیمہ بھی ممکن ہین۔ رہی تالیف البتہ علتہ حدوث ہو اور امر مشترک

اور علت جامعہ ہے۔ واضح ہو کہ تمثیل مفید ظن ہے۔ کیونکہ وہ مورد احتمالات ہے۔

صناعات خمسہ

مواد قیاس جسکو صناعات خمسہ کہتے ہین پانچ ہین۔

۱۔ برہان۔ وہ قیاس ہے جسکے مقدمات[۱] کے قضایا یقینی ہون۔ اور یقین وہ

---

[۱] یہ مقدمات عقلیہ ہونگے یا نقلیہ عقلیہ جیسے عالم ممکن ہے اور جو ممکن ہے اوسکو سبب ہے پس عالم کو سبب ہے۔ نقلیہ جیسے تارک مامور عاصی ہے کہ خدا نے فرمایا۔ افعصیت امری۔ اور جو عاصی ہے مستحق نار ہے کیونکہ خدا نے فرمایا وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَهَنَّمَ۔ پس تارک مامور مستحق نار جہنم ہے یا بعض نقلی اور بعض عقلی ہون جیسے غسل عمل ہے اور جو عمل ہے نیت کے بغیر صحیح نہین ہوتا۔ بقول حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ پس غسل نیت کے بغیر صحیح نہین ہوتا معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کہتے ہین کہ نقل مفید قطع و یقین نہین کیونکہ ہم مخبر کے الفاظ کا جو معنی کرتے ہین اوس کا وہی معنی ہونے پر کیا دلیل ہے۔ اور مخبر کی مراد اون الفاظ سے وہی ہونے پر کیا ثبوت ہے۔ امر اول کے لئے نحو و صرف و لغت مین عصمت کذب کا ثبوت ضرور ہے امر ثانی مین ان باتون کا اطمینان ہونا چاہیے کہ معانی منقولہ و مشترک و مجاز نہین ہین اور جو کچھ ہمنے سمجھا ہے اوس کا بعض موافق مراد متکلم اور بعض مخالف نہین اور کسی دوسرے زمانہ مین مخبر کے جانب سے نسخ اور ایسا تغیر نہین ہوا جو تقدیم و تاخیر کلام سے ہوتا ہے اور یہ معارض عقلی نہین جسکی تاویل کیجاتی ہے جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی پھر جب یہ سب باتین نہین کیونکر یقین کیا جائے اور قطعی مانا جائے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب احتمالات باطل اور از جملہ سفسطہ ہین کیونکہ صرف و نحو و لغت متواتر ہین اور قرینہ سے متکلم کا ارادہ معلوم ہوتا ہے رہا احتمال معارض وہ تو احتمال ہی احتمال ہے۔ اور ہم کب کہتے ہین کہ نقل صرف غیر مستمد بعقل بھی مفید یقین ہے کیونکہ وہ مستلزم دور یا تسلسل ہے کہ صدق نقل

اعتقاد جازم ہے جو واقع کے مطابق[^۵] اور ایسا ثابت ہو جو تشکیک مشکک سے زائل و مشکوک نہ ہو سکے اور حاکم کو اس کے خلاف پر حکم دینے کا امکان نہ ہو۔ برہان دو تقسیموں پر منقسم ہے اول بلحاظ طرفین دوم بلحاظ وسط۔ تقسیم اول کی چھہ قسمین ہین۔

۱۔ **اولیات** وہ قضایا جنکے طرفین کے تصور کے ساتھ ہی عقل اوسپر جزم کرے عام اس سے بدیہی ہوں جیسے کل جزسے بڑا ہے یا نظری جیسے ممکن مرجح کا محتاج ہے۔

۲۔ **فطریات** وہ قضایا ہین جنکے طرفین کے تصور کے ساتھ ہی وسط متصور ہو مثلاً (چار جفت ہے) ایک ایسا قضیہ ہے جسکے طرفین متصور ہوتے ہی یہ متصور

تتمہ حاشیہ صفحہ (۱۰۹)
نقل صدق مخبر پر موقوف ہوا اور وہ نقل پر بخلاف اس کے جب عقل سے مستفاد و مستند ہو تو نقل صرف نہ رہے گی۔ اس بحث کو ہم اپنے علم کلام و اصول فقہ کے رسالوں مین کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

[^۵]: ۵ اس تعریف مین مطابق واقع کے قید سے جہل مرکب خارج ہوا۔ کیونکہ جہل مرکب وہ یقین ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو اور ثابت کی قید سے تقلید خارج ہوئی جس مین ثبوت سے واسطہ نہین۔ پس یقین اعتقاد مطابق و ثابت ہے۔ جو شک سے زائل نہین ہوتا۔ اور اور اس کے خلاف پر حکم نہین دیا جا سکتا۔ ۱۲ منہ۔

ہوتا ہے۔ کہ ہر چار منقسم بمساوین ہے اور جو منقسم بمساوین ہے وہ جفت ہے۔

۳۔ مشاہدات وہ قضایا جس مین عقل حواس ظاہری و باطنی کے وساطت سے جزم کرے اوس کی دو قسمین ہین۔

۱۔ حسیات وہ قضایا جس مین باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ کے ذریعہ سے حکم ہو۔ جیسے (یہ مبصر ہے دلیل یہ کہ یہ ملون ہے اور جو ملون ہے مبصر ہے پس یہ مبصر ہے۔

۲۔ وجدانیات وہ قضایا جس مین حس مشترک۔ خیال۔ وہم۔ مدرکہ حافظہ کے توسط سے حکم ہو۔ جیسے (مجھے ضعف ہے) دلیل یہ کہ مجھے بھوک پیاس ہے اور جسکو بھوک پیاس ہے اوسکو ضعف ہے پس مجھکو ضعف ہے۔

۴۔ حدسیات وہ قضایا جس مین عقل قراین مفید علم کو مشاہدہ کر کے حدس کے واسطے سے حکم کرے جیسے نور قمر شمس سے مستفاد ہے۔

۵۔ تجربیات وہ قضایا جس مین بار بار سکے مشاہدہ کی وجہ سے قیاس خفی کے انضمام کے ساتھ عقل حکم کرے جیسے سقمونیا مسہل ہے۔

۶۔ متواترات وہ قضایا جس مین ایسی جماعت کی خبر ہو۔ جنکا کذب پر متفق

ہونا عقلاً محال[۵] ہو۔

تقسیم دوم بھی دو قسم پر ہے۔ اوّل لمی۔ وہ برہان ہے جسمین اوسط ذہن اور واقع مین علت حکم ہو جیسے یہ متعفن الاخلاط ہے اور جو متعفن الاخلاط ہے محموم ہے پس یہ محموم ہے۔ کیونکہ تعفن اخلاط جسطرح حمی کی علت ذہنی ہے اوسیطرح خارج مین بھی ہے۔

دوم انی وہ برہان جس مین اوسط صرف ذہن ہین علۃ حکم ہو جیسے یہ محموم ہے اور جو محموم ہے متعفن الاخلاط ہے پس یہ متعفن الاخلاط ہے کیونکہ حمی اگرچہ ذہن مین تعفن اخلاط کی علت ہے مگر خارج مین نہین۔

پس علیت حکم لمی مین علی الاطلاق ہے اور انی مین مقید تفہیم اور جو کہا جاتا ہے کہ معلول سے علت طرف استدلال کرنا انی ہے اور علت سے معلول طرف لمی فقط یہی بات نہین بلکہ بات یہ ہے کہ اوسط اکبر کا معلول یا علۃ جو کوئی ہو لمیتہ کے لئے ضرور ہے کہ اوسط اصغر مین اکبر کے وجود کی علت ہو جیسے جو جسم ہے موٗلف ہے اور جو موٗلف ہے اوسکو موٗلف ہے لمی ہے۔ حالانکہ اوسط معلول اکبر ہے مگر وہ اصغر مین وجود اکبر کی علۃ ہے

[۵] تواتر مین ۳۔ امر ہونا۔ ضرور ہے ۱ب راویون کی تعداد یہان تک ہو کہ خبر کو یقینی بنا دے ۔ ۲ ہر طبقہ مین راویون کی تعداد مساوی یا قریب مساوی ہو۔ ۳ ختم خبر حس پر ہو اوسکی تفصیل ہم اپنے رسالۂ علم کلام و اصول مین کرینگے۔

یعنی مولَف بالفتح سبب پڑا ہے واسطے ثبوت مولِف بالکسر کے جسم مین - اور کچھ ضرور نہین کہ اکبر بنفسہٖ ثابت ہو یعنی مثال مذکور مین اگرچہ اکبر یعنی مولف بالکسر بنفسہٖ ثابت نہین ہوتا نہ ہو مگر اصغر کے لئے تو اکبر کا ثبوت ہے یعنی جسم کے لئے تو ایک تالیف دینے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور جسکی یہ شان ہو کہ اکبر کو اصغر کے لئے ہونا ثابت کردے وہ برہان لمی ہوگی ورنہ انی[1] -

ب - جدل - جدل کی یہ غایت ہے کہ خصم سے الزام نہ اوٹھائے یعنی جدلی عبارت

---

[1] خلاصہ کلام یہ کہ اس دلیل سے اگرچہ ایک معین تالیف دینے والیکا موجود ہونا ثابت نہین ہوتا اور نہین کہا جا سکتا کہ فلان شخص نے اس جسم کو تالیف دی ہے مگر یہ بات ضرور ثابت ہوجاتی ہے کہ ہر جسم کے لئے ایک تالیف دینے والا واجبات سے ہے اور جس مین فقط اتنی سی بات اور ایسا ثبوت ہو وہ برہان لمی ہے یعنی جب اوس سے اکبر اصغر کے لئے ثابت ہوجائے وہ لم ہے عام اس سے کہ اکبر اوسط کی علت ہو یا معلول چنانچہ اس مثال مین مولَف بالفتح جو اوسط ہے مولِف بالکسر اکبر کا معلول ہے با این لم ہے کیونکہ وہ علت پڑا ہے اس بات کے ثبوت کا کہ ہر جسم کو ایک مولف کا ہونا ضرور ہے - پس اوسط کو علت ہونا چاہئے مگر کس کی اوسکی کہ اکبر اصغر کے لئے واقع مین ثابت ہے اور جو ایسا نہین وہ ان ہے جیسا سے ہے اوسط معلول اکبر ہو یا علت اور چاہے کہ اکبر بنفسہٖ ثابت ہو یا نہو - مگر جب اصغر کے لئے اکبر کا ثبوت نہ ہوا وہ ان ہوگیا - اور جب ثابت ہوا لم ہوا - اوسکو اچھی طرح سمجھنا چاہئے - رہی یہ بات کہ ثبوت نفسہٖ اور ثبوت للاصغر مین کیا فرق ہے - بڑا فرق ہے ثبوت للاصغر ثبوت رابطی ہے کیونکہ مہ بعد صغری وکبری اوثبوت اکبر للاصغر سے ایک مولف کے ہونیکو ثابت کردیتا ہے مگر ثبوت نفس اکبر یعنی مولف کہ فلان ہے - ہر جسم کا مولف ہے ایک علیحدہ بات ہے جسکے ثبوت وعدم ثبوت سے لمیت وانیت کو سروکار نہین وہ ہو

سایل و معترض ہو اوسکی غرض یہ ہے کہ خصم کو الزام دسے اور جب مجیب ہو
اپنی راے کی حفاظت کرے اور یہ بھی ہے کہ جو شخص مقدمات برہان سے
قاصر ہے وہ اوسپر قناعت کرے ۔
جدل دو قسم پر ہے ۔ ا مشہورات ۔ جو باتین مشہور ہوتی ہین رایون کے
مطابقت سے مشہور ہو جاتی ہین اور عامۂ خلق اوسکے معترف ہوتے ہین
اور اوس مین یا تو مصلحت عامہ ہوتی ہے ۔ جیسے عدل اچھا ہے ظلم برا ہے
اسکا یہ قیاس بنتا ہے کہ (یہ اچھا ہے) کیونکہ یہ عدل ہے اور جو عدل ہے
اچھا ہے پس یہ اچھا ہے یا رقت قلب مرکوز ہو جیسے مواسات فقرا بہتر ہے
یہ بات بہتر ہے کیونکہ اس مین مواسات فقرا ہے جسمین مواسات فقرا ہے وہ
بہتر ہے ۔ پس یہ بہتر ہے ۔ یا انفعالات خلقی شرایع و اداب و اخلاق سے جیسے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۱۳)
چاہے نہ ہو لم کو ان ان کو لم نہین بنا سکتا ۔ کیونکہ لم کو لم بنانا ثبوت اکبر للاصغر پر موقوف ہے ۔
کیا معنی کہ اگر اوسط نے اکبر کو اصغر کے لیے بنا لیا اور ثابت کر لیا تو لم ہوگیا ورنہ ان کا ان رہا ۔
جو باب استدلال مین لم سے رتبہ مین گرا ہوا ہے ۔ پس دلیل وجود صانع کو انی ۔
سمجھنے والے اس فرق ۔ ان و لم کو سمجھ لین ۔ تا اوسکو لمی کو انی کہنے سے
نبچکے رہین ۔ والتوفیق من اللہ ۔ ۱۲ منہ

کشف عورت مذموم ہے طاعت محمود ہے یا انفعالات مزاجیہ جو مزاج و عادات کے تابع ہین جیسے جانورون کے ذبح کی برائی ہنود کے پاس عام اس سے کہ صادق ہون یا کاذب صادقہ جیسے یہ مکروہ ہے کیونکہ حمار ہے اور جو حمار ہے مکروہ ہے پس یہ مکروہ ہے۔ کاذبہ جیسے یہ برا ہے کیونکہ یہ پاک ہے اور جو پاک ہے وہ برا ہے۔ پس یہ برا ہے۔

عادات و امزجہ کو اعتقادات مین بڑا دخل ہے اور ہر قوم مین مشہورات ہین جیسے نحویون مین فاعل مرفوع ہے شعرا مین امرالقیس فصیح ہے منطقیون مین مقولات دس ہین اور مشہورات و اولیات مین التباس ہوتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ مشہورات حق و باطل ہو سکتے ہین اولیات ۔ نہین ہو سکتے اور اولیات مین بلا توقف حکم ہوتا ہے مگر مشہورات مین مصالح و اغراض بھی مخفی رہتے ہین اگر شرایع و عقل نہ ہوتی مشہورات اولیات سے ملتبس ہو کر بہت خرابی پیدا کرتے

۲۔ **مسلمات** یہ وہ قضایا ہین جسکو بحث کرنے والے فریق تسلیم کرلین یعنی ایک فریق دوسری فریق کی بات کو مانکر بحث کرے یا کسی اہل صناعت کے مسلمہ ہون عام اس سے کہ صادق ہون یا کاذب جیسے فقہا کا مسلمہ کہ امر وجوب کے لئے ہے پس جو قیاس کہ صرف مشہورات یا مسلمات یا دونون کے

ترکیب سے مرکب ہوگا اوسکو جدل کہتے ہین ۔

ج - خطابت وہ قضایا جو بوجہ خوش اعتقادی مقبول ہوں خوارق وکرامات وغیرہ سے جسکو مقبولات کہتے ہین باستثنائے ماخوذات انبیا کیونکہ وہ قطعی ویقینی ہین یا مظنونات جس مین تجویز نقیض کے ساتھ رجحان ظن ہوتا ہے جیسے فلان چور ہے کیونکہ شب گرد ہے اور جو شب گرد ہے چور ہے اور جو حدسیات وتجربیات ومتواترات کہ حد جزم کو نپہنچے ہون وہ بھی مظنونات مین داخل ہین اور خطابت کی غایۃ وغرض یہ ہے کہ امور معاش ومعاد مین ترغیب وترہیب سے نفع وضرر حاصل کیا جائے جیسے واعظین وخطبا کرتے ہین ۔

(د) شعر تالیف مخیلات یعنے خیال بندی تاکہ قبض وبسط مین نفس متاثر ہو عام اس سے کہ مسلمہ ہون یا غیر مسلمہ صادقہ ہون یا کاذبہ جیسے خمر یاقوتیہ سیالہ ہے اور شہد گرو ہی قے آور ہے تاکہ شراب کیطرف میلان ہو کیونکہ نفس خیال کا فرمان پذیر ہے اور اوزان لطیف باعث انبساط ہوکر مایل کرتے ہین ۔

(ھ) سفسطہ یہ لفظ سوفا واسطا سے مرکب ہے - سوفا کے معنے حکمت اسطا کے تلبیس یعنے حکمت وہمیہ مزخرفہ اور یہ ایسے جھوٹے قضایا ہوتے ہین

جسمین سچ سی شابہت ہوتی ہے عام اس سے کہ شابہت بصورت ہو یا بمعنی جیسے تصویر شیر کی نسبت کہا جائے کہ یہہ شیر ہے اور جو شیر ہے درندہ ہے پس یہہ درندہ ہے اور جیسے خارجیات بجائے ذہنیات استعمال کئے جاوین جیسے جواہر موجود فی الذہن ہین اور جو موجود فی الذہن ہے قایم فی الذہن ہے اور جو قایم فی الذہن ہے عرض ہے پس جواہر عرض ہے یا ذہنیات خارجیات کی جگہہ ہین جیسے حدوث حادث ہے اور جو حادث ہے اوسکو حدوث ہے پس حدوث کو حدوث ہے سفسطہ کی غایت خصم کو دہوکہ دینا ہے اور بڑی غرض یہہ کہ دہوکہ دینے والے سے بچین جیسے کتب طبیہ مین سمیات کا ذکر ہوتا ہے تا اوس سے احتراز ہو۔

مغالطہ

وہ قضایا ہین جسمین بسبب صورت یا مادہ فساد ہو مغالطہ سفسطہ سے عام ہے کیونکہ اوسمین صرف مادہ فساد ہوتا ہے اور اسمین دونون اقسام داخل ہین۔ **صورتاً** ہو تو یا عدم تکرار حد اوسط سے ہو جیسے انسان کو بال ہین اور جو بال[۱] ہے کسی جگہہ سے اگتا ہے پس انسان کسی جگہہ سے اگتا ہے یا شرایط کے فوت ہونے سے جیسے کم و کیف و جہت مین خلل ہو جیسے جو انسان ہے حیوان ہے

---

۱ کیونکہ تکرار کے لئے شرط ہے کہ بعینہٖ و بجنسہ و باتحاد علامات فاعلی و مفعولی و اتفاق سیاق و سباق کلام ہو البتہ جبوقت یہہ کبری ہوتا کہ جسکو بال ہین) تکرار صحیح ہوتی کیونکہ محمول صغری بہہ وجوہ موضوع کبرے ہوتا بخلاف اسکے بیان (جو بال ہین ہے تو محمول صغرے بہہ وجوہ موضوع کبرے نہوا کیونکہ محمول صغرے انسانکی ایک حالت کو بیان کرتا ہے یعنے یہہ کہتا ہے کہ وہ محمول یعنے بال رکھتا ہے مگر موضوع کبرے انسانی حالت کو بیان کرنے کے عوض بالکی حالت کہتا ہے کہ وہ اگا کرتا ہے پس حالتوں مین اختلاف ہوا یعنے محمول صغرے و موضوع کبرے مین عینیت نہوئی پہر تکرار حد اوسط کی کون صورت رہی۔ ۱۲ منہ

اور حیوان جنس ہے پس انسان جنس ہے فاسد ہے کیون کہ کبری کلیہ نہین اور کلیہ مراد لیا جائے تو کاذبہ ہوتا ہے **مادتًا** وہ جسمین مقدمات کاذبہ مشابہ صادقہ ہون یہہ کذب بحسب صورت ہوگا یا معنی - صورتًا جیسے صورت منقوش کی مثال گذری۔ **معنیً** جیسے جو انسان و فرس ہے وہ انسان ہے اور جو انسان و فرس ہے وہ فرس ہے پس بعض انسان فرس ہے اسمین غلطی یہہ ہے کہ دونون مقدمون کا موضوع موجود نہین کیونکہ کوئی چیز ایسی نہین جو انسان و فرس دونون کا مجموعہ موجود ہو یا مصادرہ علی المطلوب جیسی جو انسان ہے بشر ہے جو بشر ہے ضاحک ہے پس جو انسان ہے ضاحک ہے اسمین غلطی یہہ ہے کہ انسان و بشر دونون ایک ہین ۔

قطعۂ تاریخ از مصنف غفر اللہ ذنوبہ

ختم کردم کتاب منطق را — حامداً شاکراً لذی التوفیق

مدح گوئی و صلوٰۃ خوان سلام — بر رسولیکہ ہہر اوست حقیق

باز عرشی بجست سال ختام — گفت طبع شفیق و فکر رقیق

ہندیش بختیاری توفیق — عیسوی سنہ افاضت تدقیق

۱۸۹۶ — ۱۸۹۶

سنہ ہجریش صورت تحقیق — سنہ فصلی تصور و تصدیق

۱۳۱۴ — ۱۳۰۶

تمت بالخیر

التماس منجانب مصنف

اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ ہر جمع و تالیف کی غایت اسکی عام تعلیم ہے اور عام تعلیم اسوقت ہوتی ہے جب سلسلہ درس میں داخل ہو اور سلسلہ درس میں اضافہ دنیا کثرت رائے اتفاق پر موقوف ہے اسلئے کمترین قومی بہی خواہوں سے ملتجی ہے کہ التماسات ذیل پر اپنی توجہات مبذول فرمائیں ۔

(۱) تمام اردو بولنے والے بلا کسی استثنا کے اسپر متفق ہو گئے ہیں یعنی اہل فن اصل مطالب کے استعلام اور ناواقف لوگ اوسکو طرز بیان پر طلب فرمائیں کیونکہ اہل فن ہر بیان قریب الفہم و بعید الفہم چاہے کوئی اگر سے میں اور ناواقف لوگ بھی طرز بیان مطالب میں زیادہ سلیقہ رکھتے ہیں)

(۲) [illegible] تالیف ہو جسکو وہ تحصیل [illegible] نہیں ہوں تو انکو درج کیا جسکو اپنی دانست میں قابل تعریف سمجھا ہے [illegible]

(۳) جو باتیں [illegible] قابل اصلاح ہو سکی ہیں صریح [illegible] قریب الفہم و فقرات بھی [illegible] اصلاح [illegible] شفیع ٹھہرا کر ہندو دکن کے علم دوست مہر پرور گورنمنٹوں سے درخواست کرونگا کہ اس مجموعہ کو سلسلہ درس میں داخل فرمائیں ۔

(۴) یہہ پورا یقین میرے دلمیں ہے [illegible] کمترین اوسپر لحاظ کمی جانیکا ذمہ دار نہوگا ۔ (۵) یہہ کہ ایسا تو کوئی شخص ہے جو [illegible] تمام اہل ہمت ملکی خیر خواہ اور قومی ہمدردوں کی گردنوں پر رکہا گیا اگر وہ اس فرض کو ادا نہ کرینگے تو نہ فقط میری تمنا کا خون ہوگا بلکہ قومی حقوق بھی [illegible] جائینگے چنانچہ بخیال اسکے احباب کا اصرار ہے تو بھی اسکی قیمت بہت کم رکہی ہے تاکہ لوگ بکثرت خرید فرمائیں [illegible] اس معرکۃ الآرا میں مردانہ قدم رکہیں اور مردانہ جوہر دکہائیں ۔

ملتمس

کمترین نام محمد عبد السلام [illegible]

ان من الشعر لسحرا

دیوان فدا

از طبعزاد جناب حضرت معروف شاہ صاحب قبلہ قادری
متخلص بہ **فدا**

حسب فرمایش حضرت شاہ احمد حسین صاحب خلیفہ مصنف ممدوح

در مطبع مفید عام واقع
حیدرآباد دکن طبعشد

بسم الله الرحمن الرحیم

اول و آخر خدا ظاهر و باطن خدا — نیست بغیر از خدا در ملا و در خفا

چشم حقیقت گشا سر حقایق شنو — عین محمد بود صورت رب العلا

سبعه صفات خدا صورت احمد نمود — دیدن من دید حق گفت از این مصطفا

سبعه صفات نبی صورت دیگر گرفت — صدق و عدالت حیا حیدر مشکلگشا

عصمت زهرا بوده نور امامت شده — قطب وجود آمده جام حقیقت نما

بحر و موج و حباب اسم بود جمله آب — خلق و محمد خدا هست یکی نی جدا

ناظر و منظور حق عابد و معبود حق — گر نه نماید ترا بین ز خدا انبیا

ظاهر با حق بود باطن با حق بود
دعوی با حق بود جمله خدایم فدا

حاضر و غایب خدا باشد خدا
از چه رو در وهم غیری ای فتا

هر چه دانی هر چه بینی حق بود
چشم بگشا تا نماید حق ترا

گر یکی را بر شماری صد هزار
نیست جز تکرار واحد ای گدا

چیست ما و من خیال باطلی
خود وجود حق بود ما و شما

نقطه از خط کی جدا باشد بگو
موج از دریا نمیگردد جدا

گر خدا جوئی تو ئی آئی بدست
خویش را دریاب تا یابی خدا

زین جه فرمود حیدر شیر نر
خود شناسی حق شناسی عارفا

جمله کثرت شاهد وحدت بود
تو چرا انکار سازی جان ما

یک نظر از چشم چشم بین
شاهد و مشهود نبود جز خدا

شرک و کفر دار تدا باشد دوئی
من نگفتم گفت شرع مصطفا

من فدای شهسوار یکه تاز
کو خدا را دیده باشد برملا

نیست موجودی دگر غیر خدا
نیست غیری در ظهور و در خفا

اوست واجب نیست ممکن غیر او	او غیور از غیر باشد ای فتا
چون خدا خود آمده اندر وجود	خوشنما آمد ورا نوری قبا
گه حباب و موج و گه دریا شده	گه سراج و شمس و گه بدر الدجا
گاه میگوید که عبدٌ مذنبٌ	گاه میگوید انا ربُّ العلی
گاه ساجد گاه مسجود آمده	گه کنشت و کعبه محراب دعا
گاه گوید رب ارنی دم بدم	گاه گوید لن ترانی موسیا
گه گواه عصمت مریم شده	گاه رندی می کش و گه پارسا
گه انا انت همیگوید عیان	گاه گوید ما رمیت اذ رمی
گاه تیغ لا کشد بر ماسوا	گاه الا الله گوید بر ملا
خالق و مخلوق و امر کن بود	اسم عین و غیر مر او را روا
گر ترا باور نیاید جان من	از چه می خوانی به قرآن انما
فی الحقیقت من نگفتم حق نگفت	کی کند باور گروه اشقیا

چون فنا گشته گمان غیریت
در فنا هرگز ندیدم جز خدا

منم بر صورت باری تعالی	منم در کسوت خیر البرایا

زمن پیدا شده غیب و شهادت | زمن موجود گشته جمله اشیا

چو ذات حق محیط آمد کجا غیر | بدان خود را تو عین حق تعالی

بیا در روی من بین رویت حق | زبی بصر چو شد چشمت مجلا

نبودم من نه هستم من نباشم | منم جز ذات پاک او تعالی

ز تعلیم نبی دیده گشودم | ندیدم شکل مجنون غیر لیلا

چو غیری نیست ذات پاک او را
فدا بر خویش شد مفتون و شیدا

عاشق دلربا منم عقل کجا و من کجا | مست می لقا منم عقل کجا و من کجا

جوهر پرضیا منم گوهر با صفا منم | شمع رهبدا منم عقل کجا و من کجا

نفسهٔ اتقیا منم رونق اصفیا منم | رویت کبریا منم عقل کجا و من کجا

امت مصطفی منم خادم مرتضی منم
بر رخ خود فدا منم عقل کجا و من کجا

منم در احدیت مستور و اخفا | منم در نقطهٔ وحدت هویدا

ردای کبریا بر دوش دارم | شده موجود از من جمله اشیا

چو خالق دیگر از مخلوق دانی | بوحدت می پسندی کثر شرکا

نباشد عابد و معبود دیگر — بحق دان موجهارا عین دریا
بیا ای منکر توحید منگر — بهر دو چشم باشد یک تجلا
بدین دانش موحد می شوی تو — نترسی از خدا ای مرد ترسا

چو من در عین عین دیدم
خدا بر وجه حق گشتیم شیدا

یا محمد روی تو روی خدا — وصف تو اوصاف ذات کبریا
می نماید وجه حق در وجه تو — بارک الله بر رخت ای باصفا
بحر بی پایان بود سرا حد — ذات والای تو آمد آشنا
درمیان عبد و رب مظهر تولی — زین وجه هر دو بجنت مبتلا
می کنند معبود عابد را بحق — خاک پای تو عجائب کیمیا

چون انا انت برایت حق بگفت
ای منی و یان جهان بر تو فدا

حبیب خدا احمد مجتبی — رسول خدا رهبر انبیا
صلوات خدا شد سزاوار تو — نه زیبد سجود ملایک ترا
زهی جادوی سر خوش نرگست — ز گنج خفی حق شده برملا

خدا از تو ظاهر شده بیگمان … نبودی اگر تو نبودی خدا

خدا از تو تو از خدا بودهٔ … چه عکسی و شخصی مرا رونما

فدای فدایت **فدا** گر شود

کند بادشاهی به ملکِ بقا

آینهٔ خدانما روی جمال مصطفی … دایرهٔ علم حق نقطه خال مصطفی

چیست حدیث مصطفی چیست کلام کبریا … هست به فهم عارفان قیل و قال مصطفی

چشم ز چشم آشنا قلب به قلب رهنما … مطلع نور کبریا بدر کمال مصطفی

هست بسی در جهان واصل نور ایزدی … ذات خدای راسزد ذوق وصال مصطفی

نعمت اخروی **فدا** رویت کبریا بود

رویت رویت خدا عین جمال مصطفی

سید المرسلین حبیب خدا … شافع عاصیان بروز جزا

نفسی نفسی چو انبیا گوید … رحمت تو معادن الغربا

بینوایان روز محشر را … یک اشارت ز ابروی تو کفا

چونکه از نور ذات موجودی … جامه زاو صاف حق ترا زیبا

توی مومن و حق بود مومن … چشم در دید حق نکرد طغا

چونکه وصف خدا غیور آمد　　نیست جز ذات حق تو شیدا
هست آبای علوی سفلی تو　　واحدیت ز وحدت پیدا
چشم احول یکی دو می بیند　　گرچه حق صاف گفته انت انا
نیست ظلی بجسم نورانی　　حق نماید ز روی تو به صفا

فیض اقدس شمیم روضهٔ تو
جان عالم به حسن تست فدا

یا حبیب الله نور کبریا　　لمعهٔ انوار تو شمس الضحی
چشم و دل آیینه روی تو اند　　روی تو آیینهٔ وجه خدا
پیشتر در ذات بودی مندمج　　اکنون در ذات تو حق شد رونما
نرگس تو فتنه انگیزی کند　　حق ز گنج مخفی آمد بر ملا
در حقیقت عین حق هستی توئی　　زان شدی از لوث حادث مصطفا
از چه گفتی روی خود را روی حق　　عینیت از حق نه بودی گر ترا
کیست ما را جز توای فریادرس　　حامی افتادگان روز جزا
مرحبا صد مرحبا ای ذوالکرم　　خاکپای تو بصر را توتیا

اصل ایمان نعمت دیدار تو

جان و ایمانم بروی تو فدا

رهبر و رهنما ولی خدا | جمله عبا درا بود مولا
قلب و روح محمد عربی | شد بجا گویمت چو صلی علی
قل هو الله چو مثل تو آمد | در خدای از آن شدی یکتا
مصطفی خاتم النبی آمد | توئی ای شاه خاتم الخلفا
تا بود در سید کونین | سید الاولیا توئی بخدا
وصف تو می کند زبان نبی | شرح تو میدهد کلام خدا
من فقیرم تو شاه انس و ملک | من اسیر بلا تو عقده کشا
دولت لازوال می خواهم | چون توئی مخزن عطا و سخا

نقطهٔ بای بسمله چو توئی
مدعای فدا بکن اجرا

دستگیرم کیست اندر دو سرا | غیر تو یا حضرت غوث الورا
حق تعالی را توئی محبوب خاص | محی دین و شرع احمد مصطفی
پیر و شاه رسالت بوده | جمله اقطاب جهان را پیشوا
تا شرف گشتی از پای رسول | زیر پایت سر شاه اولیا

فخر آن گردن که زیر پای تو | عز آن قامت که شد پشت دوتا

از تو منشور ولایت راسند | تا قیامت جمله گشته اصفیا

تا ز نقش پای تو مهری نشد | کی بمحبوب و قطب و اولیا

عاصیم از شومی نفس شقی | دستگیرم شو برای مصطفی

نیست ما را احتیاجی با کسی | چون ترا کرده خدا حاجت روا

ای منم جانم خدای راه تو
یک نظر از تو بود ما را کفا

زین وجه آمد خبر از مصطفی | من رآنی رأ حق ای باصفا

کلمهٔ توحید زان شد کلمه | تا نگوئی رشتهٔ یک را دوتا

تا کجا یک را دو بینی ز حولی | شرم بادا از خدا و مصطفی

گاه گوئی هست یک لاکن مگو | راز مخفی را نسازی برملا

گاه گوئی عکس و شخص و آینه | هریکی از دیگری باشد جدا

گاه گوئی علم حق باشد محیط | قرب ذاتی خدا نبود روا

یک زمانی بر طریق امتحان | ساز شکل موج از دریا جدا

چون نتانی کرد فرق موج و بحر | فرق رب مربوب باشد هکذا

تا کجا پیرو شوی شیطان را | میکنی آدم صفی از حق جدا
حق انا انت که گفت از بهر چه | تا بدانی غیر حق شد ناروا
تا بکی باشی منافق ای عنی | یکدمی ترکی شوی ای روسیا
چیست زین بدتر بود شرک پلید | خویشتن را از خدا دانی جدا

جز وجودا حدے نبود وجود
ماه من بر ذات حق باشد فدا

باب الیای

ظهور سر سبحان است امشب | وفور فضل رحمان است امشب
صفات اندر ردای کبریا شد | که نور ذات تابان است امشب
بحسن دلفریب حق به پیشش | چو یوسف صد غلامان است امشب
زهی شاهی که منشورش دو عالم | سلیمان تخت فرمان است امشب
چو سرو وحدت از توحید سر زد | چو قمری جان ثناخوان است امشب

فدا آن سر سربسته که بوده
عیان در چشم انسان است امشب

ماه من چون کشد ز چهره نقاب | خور برخ می برد ز ابر حجاب

تنگ شد کار غنچه از دهنش	از لب خنده زن گلاب چو آب
در خیال تو رنج گنج بود	عذب از جان شود به عشق عذب
تو ئی موجود غیر تست عدم	خود مخاطب تو بوده و خطاب
تاج فغفور و قیصر دوران	در دمی شد بباد همچو حباب

ناظر روی یار بود فدا
زنیو جهه حافظ نکرد کتاب

باب التاء

جز تو ایجان جان نظیر تو نیست	دلربا جز تو دلپذیر تو نیست
غیر تو کیست عاشق تو شود	جز تو ای ماه صید تیر تو نیست
تا کجا میکشی بغمزه و ناز	جز تو در زلف تو اسیر تو نیست
شوخی و سنگی آتش افروزی	غیر این شاه من وزیر تو نیست
حسن و خوبی دو جهان داری	جز وفای که در ضمیر تو نیست

در ظهور و بطون فدا بخدا
غیر محبوب دستگیر تو نیست

بیان وصف احمد لابیانست	نشان او نشان بی نشانست

ظهور عالم ایجاد و تکوین
فروغ نور آن سلطان جانست

بگرد روی اوزلف پریشان
زسوز خسته جانم داستانست

فدا خود را فدای چشم او کن
زهی تیر نگاهش دل نشانست

شاه کون و مکان علیؑ ولیست
رونق چشم و جان علیؑ ولیست

آینه دار صورت احمدؐ
در نهان و عیان علیؑ ولیست

قاب قوسین لیلة المعراج
ناوک آن کمان علیؑ ولیست

چون فدای فدای او نشوم
بالیقین جان جان علیؑ ولیست

فیضان نوای فیض عیانست نهان نیست
چو شمس به تنویر که محتاج بیان نیست

موجود وجود از تو د فقدان ز تو مفقود
خود شاه زمانست که محصور زمان نیست

تا چند تو خفاش دلا ظل و مذلت
در عین نظر بین که یقین است گمان نیست

چشنیم بسی در چمن عالم ایجاد
چون نرگس شهلا بنود در روضه جان نیست

خواهی چو شکاری بکنی طایر مقصود
بهتر ز نگاهی تو فدا تیر و کمان نیست

در نهان و عیان من همه اوست
بلکه نام و نشانِ من همه اوست

گل صدبرگ سنبل و ریحان
یار غنچه دهان من همه اوست

در سنان و سیوف تیغ و تبر
در سهام کمان من همه اوست

در وجود و شهود و بت و کشود
در قیاس و گمان من همه اوست

حرف غیری بکار ما نخورد
در کلام و بیان من همه اوست

من نیم غیر او فدا بخدا
در اطاق و مکان من همه اوست

بی نشانم ز من نشانم نیست
جمله حق است جسم و جانم نیست

اوست موجود در شهادت و غیب
بی او مفهوم زین و آنم نیست

تو و من جز خطاب حق نبود
حق بفرمود از زبانم نیست

اصل ممکن وجوب او باشد
غیر او هیچ در گمانم نیست

در دو عالم فدا اتم بخدا
غیر منظور دیدبانم نیست

روی بی روی دیدنم هوس است
سر بی سر شنیدنم هوس است

می نخواهم کسی ترا بیند
به تو از تو نهفتنم هوس است

بی ردای ظهور در خلوت | یک شبی با تو خفتنم هوس است

رشتهٔ جان گسسته باد فدا
گر ز بندت گسستنم هوس است

رقصم از ربط و چغانهٔ اوست | ذوقم از بادهٔ شبانهٔ اوست
هستی و نیستی و غیب و شهود | قطرهٔ بحر بیکرانهٔ اوست
لذت وصل و لذت هجران | جمله انواع یک بهانهٔ اوست
لطف اسلام و فضل و قرب مدام | شرح الطاف دوستانهٔ اوست
قیس و فرهاد و وامق و خسرو | حرف از دفتر فسانهٔ اوست

کی فدا دل اسیر خال و خط است
دلفریبی ز دام و دانهٔ اوست

ز هر صورت هویدا صورت ماست | ز ماه و مهر پیدا رویت ماست
ز ماهی تا بمه وز ذره تا خور | بود در روشن شهود طلعت ماست
همیشه بوده‌ام هستم و باشم | بهر نوبت که باشد نوبت ماست
مکان و لامکان و قلب و دیده | بهر جا جلوه گاه خلوت ماست
ز عین چشم مردم کن نظاره | بحق غیب و شهادت کسوت ماست

کجا جمشید دارا و سکندر — بهر رفعت که بینی رافت هاست
چو طفل ابجدی با تو چه گویم — الف الله دانی قامت هاست

قدا از سنی چون هست گشته
زذات د وصف حق این زینت هاست

سماع پیغمبر سلطان جان است — چه پیغمبر که در عین عیان است
صداع روح بخش نغمه ایدل — زهی آب حیات تشنگان است
بیا بشنو صدای عود و بربط — چه میگوید که در تن تن تنان است
اذا قری القران فاستمعوا له — سمع در پرده سمع نهان است
سمع باد است آتش عشق را دان — بسوز د جملگی گو غیر جان است
نباشد ذات سبحان را چو صورت — ازان صوت و صدا هم بی نشان است
مشو منکر ز فیضان سماعت — سمع پیغمبر پیغمبران است

فدا چه بود صدای طبله دانی
یقین طبل رحیل کاروان است

باب التاء

ازکمال حسن جانان الغیاث — وز نگاه چشم فتان الغیاث

او بچشم من و من در چشم او — از نگاه بی نگاهان الغیاث

موج و بحر و قطره جمله آب دان — از خلاف عقل نادان الغیاث

او ز من معروف و من عارف بدو — از طلسم سر انسان الغیاث

غیر چشمش کیست در عالم فدا — فتنهٔ دین آفت جان الغیاث

باب الجیم

یا محمد حق ترا گفته سراج — نور ذاتی روح قدسی شد زجاج

انبیا را پیشوای جز تو نیست — بر سریر قرب حق هستی تو تاج

حق ترا ما را تو ای فریادرس — فرع را از اصل باشد احتیاج

درد بی درمان هجران ای فدا — جز وصال دوست کی دارد علاج

باب الحاء

چند پوشی لباس اهل صلاح — امتحانا به میکده صباح

ساقی می فروش را دریاب — از می جانفزا بزن اقداح

بهر نفس ار خوری حرام بود — بهر حق نوش کن که هست مباح

تا ز هستِ دوئی برون آئی
فتح خیبر بود بدستِ علیؑ
چار عنصر گذار و شو ارواح
روز و شب کن وظیفۂ فتاح

تا علیؑ و لے نکرد رہا
از وجود ست فدا نبود نجاح

باب الخاء

قبلۂ دل گوشۂ ابروی شیخ
کعبۂ جان فی الحقیقت روی شیخ
میرہد از ما و من فنا شوی
دل کہ شد وابستۂ گیسوی شیخ
شاہ می سازد فقیران را مدام
بہتر از اکسیر خاک کوی شیخ
کی بود منظور ما کون و مکان
زانکہ بینم روی اندر روی شیخ

بعد مردن زندہ می سازد فدا
طرفہ چشم نرگس جادوی شیخ

باب الدال

غیر حق در جہان نہ شد موجود
ثم باللہ حق بود مشہود
ہیچ دیدی عدم بشکل وجود
یا بچشمان تو وجود نمود
مرتفع تا نہ شد حجاب دوئی
نہ رود در رسم قاصد و مقصود

آتش عشق ماسوا سوزد   از میان شد ایاز شد محمود

ظاهر و باطن است رب قدیر
بود حق را فدای راست نبود

هر که با او زندگانی می کند   در دو عالم شادمانی می کند
لاله زار قلب عاشق را بجان   اشک خونی باغبانی می کند
چون برون جستم ز قید ماسوا   یار در من کامرانی می کند
تا نه لغزد پای حادث از عدم   دستگیری ناتوانی می کند
پردهٔ خود بر در دیده پیش ما   با کلیمی لن ترانی می کند
خواستم تا بحر گردد قطره ام   موج احمد پاسبانی می کند

کی فدا جانم رهد از غمزه اش
دلستانم جانستانی می کند

چشم در چشم یار باید کرد   جان و دل را نثار باید کرد
بی وجود و شهود بست و کشود   روبت روی یار باید کرد
زلف و رخ صبح و شام یار بود   خدمت روزگار باید کرد
جمع اعداد چون ز واحد شد   جملگی یک شمار باید کرد

بهر نظاره سیه جرده — در نظر انتظار باید کرد
جبری و قدری کی پسند بود — مرضیش اختیار باید کرد
بهر منظوری صنم بخدا — سرمه سا دل غبار باید کرد
صندلی رنگ یار گر خواهی — دردسر اختیار باید کرد
من از او و ز من شده پیدا — عکس و شخصی شمار باید کرد

بگذر از اسم و رسم خویش فدا
جمله تفویض یار باید کرد

تیغ او در میان نمی گنجد — تیر او در کمان نمی گنجد
رویت حق ز روی خلق نمود — ماه اندر کتان نمی گنجد
ظاهر و باطن تو رب قدیر — در نهان و عیان نمی گنجد
اول و آخرین جمله جهان — غیر اندر میان نمی گنجد
من چه گویم ز لطف دید خدا — ذوق اندر بیان نمی گنجد

در شهود وجود غیر خدا
ای فدا این و آن نمی گنجد

هر که بر خویش مبتلا باشد — از خدا خود آشنا باشد

دیدن خویش فارجع البصر است — نه که بر غیر مبتلا باشد
در نظر منتظر اگر باشی — مردم چشم رهنما باشد
روی بی آینه که می بیند — از نظرها نظر جدا باشد
آنکه بی خویشتن بخود بیند — رهنمائی خدا نما باشد
دیدا حمد خدا یرا بعیان — پس به ما واجب اقتدا باشد

عشق با غیر فانیست فدا
عشق با خویشتن بقا باشد

خوشا فرصتیکه در پای تو باشد — زهی چشمیکه بینای تو باشد
مبارک دل که شیدای تو باشد — همایون سر و سودای تو باشد
به از سرمه بود در دیده جان — اگر خاک کف پای تو باشد
صفات تو حجاب ذات تو شد — چه عقل کس شناسای تو باشد
فراق از وصل میگردد مبدل — چو اندر دل تماشای تو باشد
چه جای رم رمد آهو ز آهو — فریب چشم شهلای تو باشد
نیم چون غیر تو پس در بدن من — بحق عین تماشای تو باشد

زبخت بد ز تو دورم ولیکن

فدای سرو بالای تو باشد

آنکس که بدل پیام دارد | در خلوت جان هیام دارد
یک جرعه ز ما مضایقت کرد | آن لب شکری که جام دارد
سر دهنش گشته پیدا | هرکس چه درین کلام دارد
از لعل لب تو جام مینا | صد گونه شراب دام دارد
آن خال سیاه رنگبازی | خورشید و قمر غلام دارد
کس چون نگرد که جان جانم | در عین بصر مقام دارد

جانبر نشود فدا به محشر
آن زلف سیاه چو دام دارد

زهی هوشیار گو دیوانه باشد | بروی شمع و پروانه باشد
نه بیند هیچکس آن شور محشر | چو چشم مست تو مستانه باشد
زهی خمخانه ها پرجوشداری | چه باشد چشم من پیمانه باشد
بجز تو نیست اندر سرو اعیان | بخود بیند اگر فرزانه باشد

فدا در خویشتن بیند خدا را
چو ما گر قسمت شاهانه باشد

روی دلدار در نظر باشد — آن نه بیند که بی بصر باشد
خارق پرده صفات خدا — نور نور که در نظر باشد
روح پاک محمد ع.ی — حاصل فارجع البصر باشد
رویت حق که لیلة الاسرا — شد به احمد ازین بصر باشد

آنکه اعمی بود فدا بخدا
منکر نص و الخبر باشد

زهی چشمی بدیده دیده باشد — زهی گوشی بدل بشنیده باشد
بو قلب مصفی عرش اعظم — جمال وجه حق در دیده باشد
نظر بر عکس کردم شخص دیدم — خوشا عقلی اگر فهمیده باشد
بداند فرق در بصر و بصیرت — بمیزان نظر سنجیده باشد

فدا هرگز نه بیند روی هجران
چو من با خویشتن گردیده باشد

گل رخسار خارها دارد — سنبل زلف مارها دارد
تا کجا صید دین و دنیا دی — شغل بیکاری کارها دارد
آنقدر رو که راه گم گردد — راه بیراهی راه ها دارد

جرعه از شراب عین العین   جان من بس خمارها دارد

همچو آئینه خاک مالیدم   لیک [illegible] دارد

یک نیم من فدای تیغ نگاه

صد چو من دل فگارها دارد

از سوزشِ من دل شمع شبستان گله دارد   وز لخت جگر لعل بدخشان گله دارد

جز پرده تشبیه جمالت نتوان دید   چشمان من از مردم چشمان گله دارد

در عین تماشا چو شدم عین تماشا   اسلام به تنگ آمد ایمان گله دارد

حیرت زده صورت خویشیم چو نرگس   از حیرت ما دیده حیران گله دارد

عمریست که سر بهر فدای تو خمیده

از خنجر تو خون شهیدان گله دارد

خبر آمد که یار می آید   حاصل انتظار می آید

مطربا چنگ زن که رقص کنم   یار اندر کنار می آید

دل ما هر زمان ز راه نظر   بهر دیدار یار می آید

مژده ای تشنه گام آب لقا   شربت وصل یار می آید

بهر تسکین تشنه گام حسین   خنجر آبدار می آید

غنچهٔ دل شگفته باد فدا
خوشش هوای بهار می آید

زرویت صبح خندان آفریدند
زمن شام غریبان آفریدند

برای ناوک چشم جگردوز
سپر از سینه جان آفریدند

بگل پابست چون شمشاد گردید
ترا سر خرامان آفریدند

مخالف شد جماعت های اسلام
چو آن زلف پریشان آفریدند

برای دیدن وجه وجیهی
بحمد لله دو چشمان آفریدند

فدا اندر تماشا گاه عالم
زمن آئینه حیران آفریدند

هر انکس ناظر نور نظر شد
ز نار هجر جانان بخطر شد

نظر کردم بجو منظور دیدم
عجب منظور گو عین نظر شد

چه در آئینه وحدت بدیدم
بهر صورت خدایم جلوه گر شد

زهی اسرار سر لاو بالی
مرا بی من سفر اندر حضر شد

ز عالم بیخبر چون من بگشتم
فدا از من مرا آندم خبر شد

یار ما از جفا نمیگردد | دل ما از وفا نمیگردد
جان من خاک راه دلبر شد | دل جانان صفا نمیگردد
مشعل در روشنی بود واحد | بنده از حق جدا نمیگردد
یک نظر خوش گذر چه خوش گفته | رویت وایا نمیگردد

عنیت دعوئیت الا حاصل
تا دل و جان فدا نمیگردد

کیست که در جان من جام شبانه میزند | چیست که در گوش چنگ و چغانه میزند
آهوی من ز خود رمید بلکه رمه ز رم زند | ناوک بی نشانیش تیر نشانه میزند
رنگ زبیرنگی چنگ زبیچنگی | شنگ زبی شنگی کوس شهانه میزند

جان چو بجان فدا شده دل شده دلربا شده
او من و من جدا شده طبل یگانه میزند

بود روئیت حق جمال محمد | بود قدرت حق کمال محمد
کلام الهی احادیث سته | بود جنبشگی قیل و قال محمد
ظهورات کثرت و اجمال وحدت | بود مبدائش زلف و خال محمد
وصال خدا هر دلی را میسر | سزد مر خدا را وصال محمد

چو معراج احمدؐ بود امتانرا
چو در خواب آید خیال محمدؐ

شود تاج عرش برین ای فدا
هر آن کو شود پایمال محمدؐ

هر که او روی مصطفی را دید
ثم بالله کو خدا را دید

دید را دید هر که در دیده
بالیقین سر اینما را دید

هر که خود را بعینه دیده
روی مقصود آشکارا دید

ره چو گم شد دلیل مجتبی است
حیرتی دیده دلربا را دید

آنکه منظور حق شود چو فدا
میتوان یار خود منا را دید

ایکه از ذات حق شدی موجود
آدم از نور تو شده مسجود

واحدیت چو تحت وحدت شد
زین سبب تو نگشته مسجود

ذات تنزیه را تو ئی تشبیه
سایهٔ تو بدین بود مفقود

عین در عین عین می بینم
کی دگر غیر حق شود مشهود

فرق جز احولی نبود فدا
حق محمد خدا بود محمود

باب الذال

با لب او بود شراب لذیذ	از دل سوخته کباب لذیذ
چو خیال او می نماید رو	زنیو جهه بوده است خواب لذیذ
در غضب یار شد ز جامه برون	عاشقان را بود عتاب لذیذ
عاشقان راز نام ننگ بود	زاهدان را بود خطاب لذیذ

غذب باشد مرا عذاب فدا
عابدان را بود ثواب لذیذ

باب الراء

چشم سر بینا بود از چشم سر	چون خدا جلوه نموده در بشر
بود احمد مردمک را نور عین	از سر غیرت شده شق القمر
حق همی گوید که بشرا یا ایاز	من ترا اصلم تو از جمله گذر
کی ظفر یابی بملک ماسوا	تا ز جسم و جان نفرمائی سفر
چشم چشم چشم خود را باز کن	تا بہ بینی رویت حق در بصر
آینه چون شد مجاذ آینه	بی تفاوت بین جمال یکدگر
من نه بینم یار را اندر نقاب	من غلام دیده باز دیده در

خود شناسی حق شناسی شد فدا
زین سبب فرمود حیدر شیر نر

چه گویم ثنای تو خیر البشر
تو ای آنکه دیدار تو دید حق
توئی عین تشبیه و تنزیه ذات
چو اول خدا مبتدا آمده

توئی مثل تو غیر تو نی دگر
بحد تواتر گذشت این خبر
ازان سایهٔ تو نه افتد دگر
وجود و شهود تو آمد خبر

ندیدم به غیب و شهادت فدا
بجز ذات احمد به چیزی اثر

باب الزاء

دیده بر روی یار کردم باز
چون بیا آمد به شوخی و شنگی
گفت در ما و تو فراق بود
گفتمش وصل آرزو دارم
گفت عشق آتشی است عالم سوز

شهد هدایت زرند شاهد باز
بی حجابانه آن بت طناز
بگذر از خویشتن و حیله مساز
گر نباشم چه لطف ای دمساز
جان خود را به سوختن در ساز

بی غلامی عزیز شاه بود

تا فدا خویش را نکرد ایاز

باب السین

گل وصل بسی دیده ام که مپرس
آینه روی دیده ام که مپرس

بی دهان و زبان گفت و شنود
رازهای شنیده ام که مپرس

در گل و خار و برگ شاخ و شجر
دمیدم میدمیده ام که مپرس

رفته رفته ز خویشتن رفته
به محلی رسیده ام که مپرس

بهر دیدار آن سیه چرده
چو غزال رمیده ام که مپرس

آینه محو صورت شاهد
عین در عین دیده ام که مپرس

رسته از نسبت جهت و سر و عیان
بند هستی گسسته ام که مپرس

غیر در جهر و سر فدا نبود
جمله دلدار دیده ام که مپرس

نیست غیر تو کسی فریادرس
جمله فانی ذات تو باقی و بس

یک نفس ای همنفس در بر بیا
تا مرا باقیست در دنیا نفس

کاروان بگذشت و من غافل شدم
قسمت ما نیست خبر بانگ جرس

غیر تو منظور ناظر شد محال
بلکه عین و غیر خود هستی و بس

من به چشم ندیدم غیر تو ... کی دگر گوش شم بود بر قول کس

اوست اول اوست آخر چون فدا
نیست ما را فکر تی در پیش و پس

باب الشین

از دست نگار جام می نوش ... یکبار بسوز خود فراموش
تا هوش ترا دگر نیابد ... مدهوشی خود به هوش مفروش
تا کی به کتاب و قیل و قالی ... یک چند بخود شوی تو خاموش
چون بند شود کلام نفسی ... پس راز خدا همین کنی گوش

حافظ چو خداست سر خود را
خاموش فدا دگر تو مخروش

باب الصاد

بذات حق که ندارم ز غیر حق اخلاص ... بغیر غرقه توحید کس نیافت خلاص
کجاست چشم خدا بین که روی تو بیند ... ز ذوق باده دیدار تا شود رقاص
کجا حجاب و مجاز آد کیف کمیت ... بچشم مردم بینا نمود رویت خاص

کجا حدوث و قدم را فدا شود ساتر

ببین بچشم حقیقت که دیده اند خواص

باب الضاد

پیدا سخنوری بجهان شد برای فیض
مرآت رونمای حق آمد لقای فیض

روح مجرد است و یا نور نور حق
یا فیض اقدس آمده اندر قبای فیض

هرگز بغمزه های حوادث نرخ کند
بیگانه باشد از همه کس آشنای فیض

بشگفت غنچه های قلوب نظر در آن
از های و هوی احدیت آمد هوای فیض

تا من حجاب خود نشوم زین سبب فدا
از خویشتن بری شده ام از برای فیض

باب الطا

دو حرفی که نویسد یار من خط
ز شادی بر کشم بر زندگی خط

سماع در سمع خود موجود باشد
لوای بی‌نوا شد چنگ و بربط

دو چشم اندر فراقش گشت جیحون
تفرجگاه جانانست این شط

به هست و نیستی باشم فدا من
که اندر دایره چون خط اوسط

باب الظاء

جان چو پروانه نشد پس شمع و بازار چه حظ — تا نشد دل خاک میدان شهسوار از چه حظ

جز جگر سوزی نباشد حاصل پروانه — نامرادی پیشه کن امیدوار از چه حظ

صد هزاران جان بوقت ذبح می بخشد ترا — ورنه با تیغ نگاهش جان نثار از چه حظ

تا نمک ریزی نسازد خندهٔ آن لب شکر
ای من و جانم فدایش دلفگار از چه حظ

باب العین

خوشا تصور توحید بهترین نقاع — خیال غیر ز سر دور کن که هست صداع

وجود واحدی آمد به مختلف صورت — چنانکه شخص یکی را کسوها انواع

چو فتح و نصرتی یابم بدیو نفس لعین — یقین که رستم دوران منم و شاه شجاع

چه زهد و تقوی و علم و عمل چه غزو شرف — ز جنس هستی فقیری مرا خوش است متاع

به لحن قونیه و بانگ چغانه چند فدا
سماع سمع بود خوشتر از هزار سماع

باب الغین

کی بود قلب ما ز جان فارغ — تا نگردد ز کن فکان فارغ

رویت حق کجا شود حاصل — تا نباشد ز این و آن فارغ

خانه حق نشد دلی که نه شد | تا ز حب جهانیان فارغ
دلستان بهر دل نمی‌آید | تا نباشی ز دوستان فارغ

تا خودی بر خدا نگشت فدا
نشوی هرگز از نشان فارغ

باب الفاء

طرفة العین تو از چشم تو برگیر لحاف | می نماید به نمایش گهر مقصد صاف
عکس در شخص فنا کن که مجاز ابود | خار را دعوی گل عین خلاف و گزاف
تا فنا راست فنا نیست بقای بی بقا | بگذار ستم دوران نشوی روز مصاف
خلق از احمد احمد ز خدا پیدا شد | غیر این شرک یقین نیست خلاف و خلاف

غیر تو نیست خدا جان جهان را جانی
عین را عین تو ئی جمله خدائی اوصاف

باب القاف

کی بود غیر حق بحق عاشق | ما سوی الله چون بود لایق
حق مقید بود خدای جهان | آنکه سابق بود ز هر سابق
جمله اسمای اوست در کونین | رنج و راحت کاذب و صادق

غیر هم شد یکی ز اسمایش   عبد و رب خلق باشد و خالق

من فدای غیور خود هستم
با همه بی همه شده شایق

آه سوزان بود زبانه عشق   حرکت دل بود ترانه عشق
زیر گردون دون نمی آید   لامکانیست آشیانه عشق
قیس و فرهاد و لیلی و شیرین   حرفی از دفتر فسانه عشق
می نیاید به فکر و فهم کسی   بی نشانی بود نشانه عشق
فوق او فوق از همه فوقست   جان علویست آستانه عشق
عالم غیب و عالم ایجاد   قطره بحر بیکرانه عشق

جز کل مست بوده اند فدا
از شراب شرابخانه عشق

باب الکاف

احمد مجتبی سلام علیک   سرور انبیا سلام علیک
مظهر کبریا سلام علیک   نور ذات خدا سلام علیک
مالک دوسرا سلام علیک   ماه بدر الدجا سلام علیک

مرآة وجه خالق بیچون — صلوات خدا سلام علیک
فیض اقدس نسیم روضهٔ تو — مرحبا مرحبا سلام علیک
نام تو موجب نجات آمد — شافع انبیا سلام علیک
چون حیات النبی خطاب تو شد — گشت واجب ندا سلام علیک
اصل ایمان وسیلهٔ تو بود — زامر رب العلا سلام علیک
فانیم لمعهٔ بقا بخشی — انت شمس الضحی سلام علیک

جان و ایمان فدای تو کردم
یا حبیب خدا سلام علیک

منم که سر نکشم زیر گنبد افلاک — به پیش مردم بینا نهاده سر بر خاک
ببین که نور نظر از نظر مغایر نیست — ز چشم مردم بینا ز شرک باشد پاک
وجود ما چه حجاب شهود حق باشد — کسی ندید که مستور گشته خور ز فلاک
اگرچه افعی زلفش نکرد مسموم — چه باک حبهٔ خال سیه بود تریاک

فدا چو دست رسم نه بدامن رحمت
بیا اشک ز چشمان و سو گریبان چاک

مرا در عشق باشد سینهٔ چاک — بیا ای راحت دلهای غمناک

نه بیند هیچ چشمی غیر حق را
ولی در کنه ذاتش نیست ادراک

نه بینی رویت آن ماه روی
زغیریت اگر دل را کنی پاک

عدم را جسم و جانی نیست هرگز
نیابی از فلک تا کرهٔ خاک

محمد مظهر حق بود بیشک
ازان در حق او گفت لولاک

بود در چشم از چشمت پنهان
زهی پر فتنه سفاک و چالاک

بود دریا و موج و قطره آبی
فدا توحید از کثرت بود پاک

باب اللام

بیا بگوش حقیقت شنو ترانهٔ دل
که نیست هیچ فسانه به از فسانهٔ دل

حدوث عالم ایجاد و جلوه تکوین
نمی زقطرهٔ دریای بیکرانهٔ دل

ببین که نفت ذات و صفا موجود است
که هست قطرهٔ زشرب شرابخانهٔ دل

جنید و شبلی و منصور و سری سقطی
چشیده قطرهٔ زشرب شرابخانهٔ دل

به پیش تیر نظر من فدای خویشتنم
هدف زغیر خدا نیست در نشانهٔ دل

باب المیم

سلام علیک ای دل و جان عالم | شد از عکس و تخصص تو انسان عالم
ستوده تویی از ازل یا محمد | مکرم خدا کرده از هر مکرم
تویی ذات تنزیه را عین تشبیه | وجود تو شد جوهر اسم اعظم
تویی جد امجد آبای علوی | مؤخر تر آمد ز تو هر مقدم
شود نار دوزخ گل سرخ جنت | بروز جزا گر شوی چشم پرنم
چو پروردگارت جمال تو دیده | بلا ساخته گفته صلی و سلم

رخ و زلف احمد بهم گر نگشتی
خدا روز با شب نمیگشت توام

ما که از عین ذات پیدائیم | از هویت حق هویدائیم
حق محیط است و خلق جمله محاط | عین راهیم گرچه بی راهیم
اوست باطن و اوست ظاهر ما | گرچه ماییم لیک بی ماییم
اوست اول و اوست آخر ما | در سراپا چه بی سر و پاییم
چیست دوری و لیست غیریت | عین در عین خویش بیناییم

ما و من نیست چون فدا بخدا
وصف اوصاف و سر اسماییم

بی روی رو نمایم اللب لب لبم
آئینه خدایم اللب لب لبم

من روز و من شبستم من خوب من بدیم
من مست و بیخود سم اللب لب لبم

من درد من دوایم من عدل من جفایم
من شمس پر ضیایم اللب لب لبم

دستور بی وزارت ماموری امارت
قاضی بی صدارت اللب لب لبم

من عقل باصفایم من نور مصطفایم
من نیستم خدایم اللب لب لبم

این جمله اسم و رسمی انا حدیث هو
بی جنس بی بهایم اللب لب لبم

حق اول است و آخر حق باطن است و ظاهر
برروی خود خدایم اللب لب لبم

سرو آزاد جویبار خودم
گل صد برگ شاخسار خودم

سایه پرورده وجود من است
دام گسترده شکار خودم

روی در روی خویش می نگرم
حاصل چشم انتظار خودم

نقطه ء وحدتم بعین التعین
من که غفتای روزگار خودم

عشق و عاشق حجاب راه بود
محو منای اعتبار خودم

غیر من نیست در نهان و عیان
دشمن خویش و دوستدار خودم

عکس مفقود و شخص شد مشهود
طرفه آئینه نگار خودم

برنخیزم به روز حشر فدا
من که سرگشته خمار خودم

از سر خویش درگذر دعوی سروری زنم
از من و ماهی شده کوس سکندری زنم
بخت چو از اتفاق برهم و درهم شود
برزنم افلاک را نعره حیدری زنم
اول و آخرم خدا ظاهر باطنم خدا
خالق فعل من خدا دعوی داوری زنم
بانی لامکان منم هادم کن فکان منم
در دل و جان عیان منم حرف چو از پری زنم

بیدل دهجگر شوم بخبر و اثر شوم
پس چو خدا انظر شوم تا دم رهبری زنم

زهی همت که من شاهد پرستم
کنم سجده چو در محراب ابرو
چو بستم عهد با زلف معنبر
ز بند کفر و دین آزاد گشتم
خدای خویشتن را می پرستم
ز بیگانه و خویشان درگسستم

چو نوشیدم شرابی از لبانش	ز آب زندگانی دست شستم
زدم آتش به کنه ماسوی الله	بحق حق که انیدم حق پرستم
چه گویم حق و ناحق ای محقق	که تا اسمیت باقی بت پرستم

بملکوت و به جبروت و به لاهوت
فدا من بودم باشم و هستم

یار را بی نقاب می بینم	ماه را بی سحاب می بینم
هر نمایش که در شهود بود	جلوه زان جناب می بینم
ذات حق مصطفی او عالم را	بحر و موج و حباب می بینم
آفتاب و ضیا جدا نبود	مسئله لاجواب می بینم
منکران وجود را برگو	که شهودت سراب می بینم
قایل عکس و شخص و آینه را	لولی در افتاب می بینم
من به چشم محمد عربی	ذات حق بحجاب می بینم
کنز علم علیم رب قدیر	از علی فتحیاب می بینم
من بسینه حافظ کلام الله	من به نقطه کتاب می بینم

موج بحر و حباب را چو فدا

بیگان جمله اب می بینم

بی شان و بیگانم عنقای قاف قدیم
اسرار کن فکانم عنقای قاف قدیم

من سوز عاشقانم من حسن گلرخانم
من باغ باغبانم عنقای قاف قدیم

من شاه لامکانم من تیغ جانستانم
من کنه این و آنم عنقای قاف قدیم

من عدل عادلانم من ظلم ظالمانم
من حکم حاکمانم عنقای قاف قدیم

من سر سر سرم بر خویشتن فدایم
در چشم و دل عیانم عنقای قاف قدیم

گلستان جهان را نوبهارم
بملک نامرادی شهریارم

به چشم مردمان کردم نظاره
چو روشن گشت چشم انتظارم

چو نار الله آمد حضرت عشق
به سوز و هفت دوزخ از شرارم

چو خاک افتادگی منظور آمد
شده بی اعتباری اعتبارم

منم آن حلقهٔ پرکار وحدت
بدام خویشتن افتد شکارم

فدا چون نیستم غیر خدا من
بود بی اختیاری اختیارم

عبرت از خویشتن همین دارم
نام بی نقش و نگین دارم

کعبہ و دیر جای من نبود
مذہب غیر کفر و دین دارم

برقع از نور چشم من دارم
مہ جبین بسکہ نازنین دارم

ذرہ چون مہر می نماید رو
چشم دارم کہ خردہ بین دارم

جان خود را فدای خویش کنم
سے کے لگا ہے یہ این وآن دارم

ای عارفان ای عارفان من ملحد دیرینہ ام
ای عاشقان ای عاشقان من ملحد دیرینہ ام

من جوہر کانِ سخا من معدن لطف وعطا
من سرو بستان وفا من ملحد دیرینہ ام

دل را کنم دار الصنم گل را کنم بیت الحرم
جامی ز وحدت بر زنم من ملحد دیرینہ ام

من موسیٰ عمران بودم من عیسیٰ دوران بودم
من احمد سبحان بودم من ملحد دیرینہ ام

مسجود عالم من بودم معبود عالم من بودم
مقصود عالم من بودم من ملحد دیرینہ ام

هم جان و هم جانان بودم هم درد هم درمان بودم
هم ساز و هم سامان بودم من ملحد دیرینه ام

من راز را افشا کنم اظهار را اخفا کنم
در چشم مردم جا کنم من ملحد دیرینه ام

اول خدا آخر خدا ظاهر خدا باطن خدا
من نیستم هستم خدا من ملحد دیرینه ام

از غیر خود گشتم جدا بر خود فدا گشتم فدا
راهی نوردم بخطا من ملحد دیرینه ام

روی دلدار در نظر دارم ذوق دیدار سر بسر دارم
من محیط خدا نیم بخدا لیک آئینه در نظر دارم
یاد دارم ز خود فراموشی از صنائع همین هنر دارم
نیست ما را سر بسیر چمن من که در خویشتن سفر دارم
کی رهد ناد من ز تیغ فنا دل درین رزم همچو جگر دارم
شعر مثل نبات میریزد خامه دارم که نیشکر دارم

من نیم جمله امر اوست خدا

از خبر ما همین خبر دارم

بر روی یار جان و جهان را فدا کنم	در عین عین بینم و ذوق لقا کنم
آن نقطه‌ام که نقطهٔ لاتجزیه وجود	از من ثبوت گشته صفا در صفا کنم
آئینه عکس و شخص نه بینم هر آئینه	در چشم چشم دیده واز خود میا کنم
آن نعمتی که حضرت موسیٰ طلب نمود	از فضل احمد مجدد آن ردا کنم

در بند این وآن نشود معنیم فدا
آن کیمیا گرم که خودی را جدا کنم

باز آمدم باز آمدم در عین انوار آمدم
خود مردم چشم خودم خوش خوش باظهار آمدم
گاهے محمد هادئی گاہے بلیسی باغئے
گاہے خم و گہ ساقی گہ سبحہ و زنار آمدم
گہ عرش و گہ فرشی شوم گہ تحت گہ فوقی شوم
گہ ذوق و گہ شوقی شوم گہ مست و ہوشیار آمدم
گہ دیر گہ کعبہ شوم گہ بندہ گہ مولا شوم
گہ جنت الماوا شوم گہ عین دیدار آمدم

گہ بادشاہ وگہ گدا گہ عاشق وگہ دلربا
گہ فاسق وگہ پارسا گہ نور گہ نار آمدم

گہ عالم وگہ جاہلم گہ ناقص وگہ کاملم
گہ ذاکر وگہ شاغلم گہ گنج اسرار آمدم

سرمنشہ العیان صدر الصدور ساہیان
گہ موج وبحر و ماہیان گہ درشہوار آمدم

گہ شاہد ومشہود ام گہ رب وگہ مربوب ام
گہ طالب ومطلوب ام گہ رند و عیار آمدم

گہ عابد ومعبود ام گہ خالق ومخلوق ام
گہ رازق ومرزوق ام گہ جنس بازار آمدم

این جملہ نام من بود واین جملہ کام من بود
این جملہ دام من بود من مکر ومکار آمدم

ظاہر شوم باطن شوم گہ این شوم گہ آن شوم
گہ چون فدا حیران شوم گہ گبر و دیندار آمدم

من مظہر ذات کبریا ہستم انور نبی مصطفیٰ ہست

از موج حدوث در گذشته — در بحر قدیم آشناییم
چون وهم دوی ز سر برون شد — بنگر بخدا که ما خداییم
تا بینا بما چگونه بیند — مرآت خدا خدانماییم
لایق نبود شهود حق را — اعمی که بگفت ما جداییم

ممکن نبود وجود جز حق
بر خویش فدا ازین فداییم

ز جام عشق سرمستم انا الحق میزنم هر دم
ز بند غیر وارستم انا الحق میزنم هر دم
بظاهر شکل انسانم بباطن نور رحمانم
زهی اسرار سبحانم انا الحق میزنم هر دم
نشان بی نشان دارم مکان لامکان دارم
بیان لا بیان دارم انا الحق میزنم هر دم
منم دریا منم گوهر منم مخزن منم جوهر
منم قهر و منم قاهر انا الحق میزنم هر دم
منم مجنون منم لیلا منم کوه و منم صحرا

منم بنده منم مولا اناالحق میزنم هردم
منم دوزخ منم جنت منم زحمت منم رحمت
منم محشر منم رویت اناالحق میزنم هردم
بغیر حق وجودے نے بغیر حق شهودی نے
فدا جز حق نمودی نی اناالحق میزنم هردم

باب النون

از کثرت ظهور نهانی ز هر نهان	از باطن لبطون عیان از هر عیان
باشد محال غیر تو ایجان جا بجا ان	اندر مکان مکینی واندر مکین مکان
بی پردگیست پردگی در چارسو بیا	از بی نشانی تو در آفاق شد نشان
این قصه عجیب شد از نکبت وانگون	در چشم ما عیانی ز ادراک ما نهان

ای من فدای خاک رهت یک شبی بیا
تا مرتفع شود ز شهود حجاب جان

ببین که جلوه حق بر ملاست عین العین	مباش عمی و جاهل چو بوده ذوالعینین
چو عشق عاشق و معشوق صیف حق آمد	کجا ز غیر فدا میشود شیرین و شین

ظهور اوست فدا هر چه در نظر آید

من و تو مظهر حق بلکه جمله کونین

حق بود پیدا در نهان و عیان
غیر او نیست در عیان و نهان

گر نظر من عکس سود یاری
ناظر آید نظر به چشم عیان

لیک تا بی نشان نگردی تو
کی ز هستی حق بیابی نشان

سیر تو بر نشانه کی آید
دل خود را هدف بکن ایجان

دل و دیده و جان چو یک گردد
بی گمان باشی تو سر دوران

تا کجا میشوی فدای دیگر
خویشتن را بیاب یا بی امان

غیر تو هر گز نباشد در جهان
الحمد اند زمین و آسمان

خالق و مخلوق و عبد و رب توئی
غایب و حاضر نهان داند عیان

در شهود در وجود تحت و فوق
خود توئی در لامکان و در مکان

خود توئی مسجود ساجد خود بخود
تا نباشد غیر تو اندر میان

ساجد حق آمد آن ناحق شناس
آنکه داند غیر حق رجسم و جان

یک بدان و یک ببین و یک بگو
تا فدا یابی تو راه مقبلان

خدارا غوث اعظم یکنظر کن ‌‌ ‌ ‌ مرا از هستی من بیخبر کن
بیا درد دلم را کن مداوا ‌ ‌ ‌ ‌ وگرنه بی نشان و بی اثر کن
مکین لامکان محبوب سبحان ‌ ‌ ‌ ‌ تماشای دل و سوز جگر کن
صفوف غم شبی خون بر دلم زد ‌ ‌ ‌ ‌ حمایل تیغ ابروی دو سر کن
بیا در چشم من بین صورت خود ‌ ‌ ‌ ‌ قران مشتری خوش با قمر کن
فلک سبز و زمین شاداب آمد ‌ ‌ ‌ ‌ بحق شاخ امیدم پر ثمر کن
اگر بخت اتفاقا شد مساعد ‌ ‌ ‌ ‌ بیا آه دل ما پر اثر کن
زهی بیداد در بغداد باشی ‌ ‌ ‌ ‌ مه من هم درین منزل گذر کن
بجز تو نیست مارا دستگیری ‌ ‌ ‌ ‌ ز غرقاب فنایم بیخطر کن
نشانت بی نشانی را نشانی ‌ ‌ ‌ ‌ بچشم من جمالت را نظر کن

فدا در عین عین خویش بیند
خدارا غوث اعظم یک نظر کن

باب الواو

یا محمد وجه یزدان روی تو ‌ ‌ ‌ ‌ روح قدسی شمه از بوی تو
من رآنی زین چه فرموده ‌ ‌ ‌ ‌ تا ببینم روی حق در روی تو

قل هو الله از جبینت آشکار — سورت نور از رخ نیکوی تو

سجده مردم بسوی کعبه — سجده گاه جان خم ابروی تو

سرو یکتای جهان احدیت — راست آمد قامت دلجوی تو

تیغ لا غیر خدا نگذاشته — مرحبا بر دست و بر بازوی تو

من چه گویم مدح تو جانم فدا
شد کلام الله شرح خوی تو

یا محمد قبلهٔ جان روی تو — گوهر ایمان خاک کوی تو

عبد و رب را میکشد در دام عشق — فتنهٔ از نرگس جادوی تو

جانبری از چشم تو آمد محال — شیر مردان صید این آهوی تو

چونکه منظور خدائی زین سبب — دیده ام من وجه حق در روی تو

غیرت عشقم همیخواهد دلم — تا نباشی خود در پهلوی تو

فرض عین آمد سجود من بمن — زانکه دیدم روی خود در روی تو

بر رخت خال سیه حق من — رهنمای حق بود هندوی تو

یوسف مصری که جان بر سیب داد — امتانت جان دهد بر بوی تو

آفتاب حشر چون سوزد فدا

خفته ام در سایه گیسوی تو

چو از دل بگویم بود دلبر او
چو از چشم بینم بود منظر او

چو در مدح آیم محمد بود
چو در رزم آیم بود حیدر او

اگر گویم از غوث اعظم سخن
بود قطب اقطاب و سرلشکر او

چو از علم حرفی بخوانم فدا
بود لفظ و معنی و سر دفتر او

باب الهاء

جان جانم چه خوش ادا شده
بهر دلدادگان قضا شده

آتشی در زده به کعبهٔ دل
زاهد وقت پارسا شده

اینکه بودی ز چشم خویش نهان
در نظرها چه بر ملا شده

برفگنده نقاب از رخ خود
بی حجابانه مصطفی شده

تا که منظور غیر تو نبود
خود بهر روی رونما شده

هر قدر عاشقان وفا کردند
آن قدر یار بیوفا شده

عاشقان را ز دست خود نکشی
بیوفا از چه دلربا شده

غیر تو عاشقی نبود ترا

بر رخ خویشتن فدا شده‌ام

ای پرده برفگنده ببازار آمده — خلقی ز شوخی تو بانکار آمده
منصور کیست تا ز انا الحق دمی زند — وین خودسری لست سردار آمده
چون غیر نیست لاجرم اندر شهود و غیب — دلدار آمده و دلفگار آمده
تا منکر وجود ز توحید برخورد — آخر بشکل احمد مختار آمده

این فدای عصمت تو با همه شیون
کافر شود هر آنکه بانکار آمده

زلف خود را تا چلیپا کرده — خویش را در بند سودا کرده
پرده خود بر دریده جا من — بس بچشم ما تماشا کرده
فتنه‌ها از چشم فتان تو شد — عاشقان را مفت رسوا کرده
چون محیط لامکانی زین سبب — جای خود در جای بیجا کرده
تا نباشد غیر تو در کن فکان — خویشتن را عین اشیا کرده

مرحبا بر همت عالی فدا
دیده از دیدار بینا کرده

ای لوای حمد را افراخته — تیغ صولت بر سوی الله آخته

چونکه اصل اصل بودی زین سبب
حق آنا انت زبهرت ساخته

چون وجود خود بکلی باختی
شد برای تو خدا دل باخته

احمد بی میم هستی بی گمان
احولان با این ترا نشناخته

این و جانم فدای روی تو
حق مرا بهر فدایت ساخته

دل فدای تو یا رسول الله
جان گدای تو یا رسول الله

گشت ظاهر خدا ز عالم غیب
از برای تو یا رسول الله

می کند یاد کبریا به قسم
خاکپای تو یا رسول الله

مظهر هو و غیره به خدا
شد هوای تو یا رسول الله

جز فدا سر تو کی برسد
به خدای تو یا رسول الله

ایکه در روضهٔ جان سرو خرامان شدهٔ
دیگر بر لوح دلم نقش سلیمان شدهٔ

ماه کنعان چو شده جان زلیخا بتنگ
نور احمد بخدا دلبر سبحان شدهٔ

هر که دیده رخ تو رخ بسوی جنت چکید
بارک الله عجب رویت یزدان شدهٔ

هیچ محبوب و محب را بتو نسبت نبود
در حسینان خدا یوسف کنعان شدهٔ

قطب اقطاب زبان حلقه بگوشان تو اند — نور احمد بخدا رشک سلیمان شده

یا بجنبت نه نهی تا نه رهد زمرهٔ تو — حمد لله زهی رحمت رحمان شده

ده که باز لف تو دل بستم و رستم زهمه — ای شه ناز عجب فتنه دوران شده

آتش عشق زکانون دلمن سر زد — تا تو مشتاق تماشای چراغان شده

چشم سر لایق دیدار حسن اگر دیده
ایدل و جان چو فدای شه ئیلان شده

آهو دشت قدسم ازاین و آن رمیده — شه باز دست شاهم از لامکان پریده

آئینه حسن ایم از نور مصطفی ایم — هیچون و بیچگون را در عین دیده دیده

عزلت نشین ذاتم گم گشته صفاتم — از دیدن حوادث پای نظر کشیده

من سر لامکانم هر چند در عیانم — در خلوت نهانم با پرده دریده

اسرار لایزالی اوصاف لاابالی — در صورتم نظر کن از قدرت آفریده

شبلی جنید منصور مست الست گشته — از شربت وصالش یکجرعه چشیده

همشکل صورتی را بیخویشتن بدیدم — موسی به آن تمنا اردی چنین ندیده

من خود فدای خویشم پاکس سری ندارم
من های اسم هویم دریای هو دمیده

ای دل زدلی رستی از مات سلام الله — وز قید سوا جستی از مات سلام الله
منظور خدای تو مامور خدای تو — منظور خدای تو از مات سلام الله
هم رحمت رحمانی هم قدرت یزدانی — هم مظهر سبحانی از مات سلام الله
هم قاصد و مقصودی هم شاهد و مشهودی — هم عابد و معبودی از مات سلام الله
پس خاک بسر کردی بی زاد سفر کردی — در نور نظر کردی از مات سلام الله
از خود شده پنهان بخویش عیان گشتی — بی این همه آن گشتی از مات سلام الله

از وصف جدا گشتی بر خویش فدا گشتی
بی اسم خدا گشتی از مات سلام الله

باب الیاء

از کثرت شهود نهانست آن یکی — در خلوت وجود عیانست آن یکی
از ذره تا بمهر واز فرش تا بعرش — در جسم و جان و جمله جهانست آن یکی
موجود بذات و مستور از صفات — برتر ز علم و فهم و گمانست آن یکی
گه موسی است و گاه بفرعون ناعرد — گه تیغ و تیر و گرز و سنانست آن یکی
غیرش چگونه راه برد در حریم او — خود غیر و عین خویش همانست آن یکی
گه در حرم به ساجد و مسجود محترم — در دیر گه به شکل بتانست آن یکی

وجہش بہر وجوہ عیانست ای فدا
مستغنی ازز بان وبیانست آن بکی

روبیت حق محمد عربی
دل وجانم نثار خوش لقبی
نام انسان نشان حق باشد
شخص و عکسی و شیشہ حلبی
گنج مخفی و سر سبحانی
نور حسنی باچہ بو العجبی
رحمت حق وجود احمد شد
کرد انکار کافر عربی
مطلب از غیر تو حرام بود
مطلبم کن روا کہ مطلبی

اگرچہ ظاہر فدا بہ ہند شدم
وجہ فی النظر و فی القلبی

یا محمد بمن بی سر و سامان مددی
مظہر ذات خدا رحمت رحمان مددی
ذات حق گویم یا وصف خدایت خوانم
مرا تو بے چہ خدا بر من حیران مددی
از چہ رو روبیت حق با تو توانم دیدن
شخص در عکس نما مظہر سبحان مددی
سالک راہ خدا تو شدہ عقبی دارد
تو کریمی بمن بی سر و سامان مددی

لشکر ہجر کہ مقصود فدا برہم زد
شاہ شاہان مددی عون غریبان مددی

نگاهی یا محی الدین نگاهی — که جز تو نیست ما را مدعای
خدا و مصطفی را دلربای — ترا زین پس چه برگویم ثنای
شهید تیغ ابروی تو هستم — ز دیدارت اداکن خونبهای
ولایت تحت اقدام تو باشد — بغیر پیرو تو نیست راهی

دل و جان دین و ایمانم تو باشی
چه چیز آورم بهر فدای

زهی ای شمع و پروانه داری — اگر داری چرا پروانه داری
چه مصنوعی که صانع گشته شیدا — بچشم اندر عجب میخانه داری
بیا در چشم من بین صورت خود — چو من تا شیون دیوانه داری

فدایت چشم میدارد که او را
چو چشم مست خود مستانه داری

سر انوار رحمانی محی الدین جیلانی — بحق محبوب سبحانی محی الدین جیلانی
وجود احمد مرسل ولای حیدر صفدر — شهود دیده ربانی محی الدین جیلانی
مراد مظهر و مظهر کمال عاشق دلبر — ضیای نور یزدانی محی الدین جیلانی
مراد قلب جان جدل سواد دیده عرفان — نگاهی لطف بانی محی الدین جیلانی

صفات الله صفات تو کلام الله کلام تو سزاوار ثنا خوانی محی الدین جیلانی

کلام موسی عمران دم عیسی بن مریم زہی نقش سلیمانی محی الدین جیلانی

ولایت نقش پا تیو کرامت خاک راه تو ترا زیبد جہانبانی محی الدین جیلانی

سرت گردند مهر و مه فدا هستند جان و دل

تو جان جان جانانی محی الدین جیلانی

تمت

صحت نامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۹	۲	گشته	گذنه	۲۵	۷	کوئل چپک	کوش سن چپک
//	۶	خدای	فدای	۲۵	۱۴	طهورات	ظهورات
//	۷	منما بنظاهر اهن کز نظر سازی چکم	خدا ۱۹ سما ؟	۲۷	۱۱	یا آیاز	یا لبتر
۱۰	۳	عنی	غبی	//	۱۴	مجاذ	محاذ
//	۱۱	تحت	تحت	//	۱۵	در	در
۱۱	۱	ازومنتش	ازومنت	۲۸	۱۱	بیا آمد	بیامد
۱۲	۱۳	تا چند تو	تا چند چو	۲۸	۱۳	خولیش	خولیشتن
۱۳	۱۵	به نو	به تو	۳۰	۱	من به چشم ندیدم	من بچشم خود ندیدم
۱۴	۶	لذت	ذلت	۳۰	۱۴	حجاذا	محاذا
۱۴	۹	سیر	اسیر	۳۱	۱۰	کر	گر
۱۵	۶	صداع	صدا	۳۱	۱۲	لغزج	تغرج
۹	۱۵	از هدا	از خدای	۳۳	۷	مجاذا	محاذا
۲۱	۴	گشته	نکشته	۳۳	۱۴	حق	کے
۲۳	۱	مرہم	جرعہ	۳۴	۱۰	جزکل	جزوکل
//	۵	سن		۳۵	۱	عزرہ	مرارت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵	۹	نہاد	نہادہ	۴۷	۱۳	غمی	اعمی
۳۵	۱۴	بیا	بیار	۴۸	۳	عکس سود	منعکس شود
۳۵	۱۴	سو	شو	۴۸	۱۳	حق رحیم	حق را جسم
۳۶	۱۰	نکوین	تکوین	۴۹	۴	شبی خون	شبیخون
۳۶	۱۲	سری سقطے	سری وسقطے	۵۳	۱۴	لبوسے	سوسے
۳۷	۹	حق	بحق	۵۵	۶	نہان بیخویش	نہان گشتی بیخویش
۳۷	۱۳	دلیت	کیت	۵۵	۱۲	موجود بذات	موجود خود بذات
۳۹	۴	نہی	ہتی	۵۵	۱۴	راہ ہرد	راہ برد
۳۹	۷	ظاہر	ظاہرو	۵۶	۸	اگرچہ	گرچہ
۴۰	۵	بودم باشم دہستم	بودم باشم وہستم	۵۷	۴	ہیرہ لو	پیرویت
۴۳	۲	دارم	دارد	۵۷	۱۳	سرانور	سراپا نور
۴۳	۱۱	صناع	صنایع	۶	۵	ردی	نور
۴۴	۵	احمد	احمدی	۹	۶	منم	رو بتو
۴۶	۷	انالحق	انا الحق	۱۵	۵	سماع	سمع
۴۶	۹	شکک	شکل انسانم	۱۰	۵	وجہ	وجود
۴۷	۷	عیان	عیانی	۳۶	۴	چہوٹ گیا ہی	حق آفت
۴۷	۱۲	شہود	شہودم	۴۶	۱۵	چہوٹ گیا ہی	منم مجنون منم لیلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱۰	خدا	فدای
۵۳	۱۴	غلط	سوی
۵۴	۷	آہو	آہوے
۵۶	۸	اگرچہ	گرچہ
۵۷	۱۱	چھوٹ گیا	خردتو

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	

اعلان

الحمد للہ علی احسانہ کہ درین آوان فرخندہ زمان بتائید خالق حمید
دیوان **فدا** از طبعزاد جناب قطب الاقطاب مولانا و مقتدانا
حضرت معروف شاہ صاحب قبلہ قادری مد اللہ ظلہ علی رؤس المسترشدین
مطبع مفید عام واقع حیدرآباد دکن شہر ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۱۳ھ
مین زیور طبع سے آراستہ ہوکر مقبول انام ہوا

المعلن

محمد قدرت اللہ مضطر مالک مطبع مفید عام
واقع حیدرآباد دکن

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔